ومن یہد اللہ فہو المہتد

واضح ہو کہ فرقہ مہدویہ المذہب اگرچہ اطراف و جوانب بلاد گجرات
و دکن خصوصاً شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں بکثرت موجود
ہیں لیکن چونکہ ان دنوں انکے بعض علما کتابیں اور
رسالے پر رسالے رد میں تمام فرقوں اسلام کے لکھنے اور
چھپوا رہے ہیں اسواسطے یہ رسالہ یعنی

ہدیہ مہدویہ

رد میں فرقہ مذکورہ کے مشتمل تمام اصول و
فروع قبائح و نقائص مذہب پیشوایان مذہب
مسطورہ شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں تصنیف ہوا اور
حسب فرمائش اہل بلدہ مذکورہ کے بسعی عبدالقادر شیخ محمد یعقوب
باہتمام سید دار غفران محمد عبدالرحمن بیعت یافتہ حاجی پیر محمد سلمہ اللہ

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

[illegible] بر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] مبارک [illegible] [illegible]

حرره [illegible]

فہرست کتاب ہدیہ مہدویہ

تمام مصنفین رد مہدویان	۲
وضع کتاب	ایضاً
زبان درازی مہدویان	۳
باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کے ہین	۴
عقیدۂ اول سید محمد جونپوری ولی کامل ہین	"
عقیدۂ دوم سید محمد موصوف مہدی موعود ہین	"
عقیدۂ سوم تصدیق انکی مہدویت کی فرض ہی اور انکار کفر ہی	"
عقیدۂ چہارم شیخ موصوف افضل خلفاے راشدین سے ہین	۵
عقیدۂ پنجم شیخ موصوف سواے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیا و مرسلین سے افضل ہین	"
عقیدۂ ششم شیخ موصوف رتبے مین برابر ہین ساتھہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے	"
عقیدۂ ہفتم صحت حدیث و تفسیر کی موقوف ہی مطابقت حال و قال شیخ جونپوری پر	"
عقیدۂ ہشتم شیخ موصوف بالذات مفترض الطاعت ہین	۶
عقیدۂ نہم شیخ کے قول مخالف بدیہیات کو بھی حق جاننا	"
عقیدۂ دہم سواے شیخ جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام انبیا اور مرسلین ناقص الاسلام ہین	۷
عقیدۂ یازدہم شیخ جونپوری تمام انبیا و مرسلین وغیرہم کی ارواح کا جائزہ اور داخلہ دیکھا کرتے تھے	۸
عقیدۂ دوازدہم آدمی جب تک خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی	"
تکفیر مہدویان حال کی زبان سے انکے مہدی کے	"
عقیدۂ سیزدہم خدا کا ذکر تین پہر کرنے والا منافق ہی اور چار پہر کرنے والا مشرک ہی	۹
تکفیر دوم زبان شیخ موصوف سے	"
عقیدۂ چہاردہم شغل و ارادہ تمام اسباب و احوال دنیوی کا کفر ہی	"
تکفیر سوم اور لقب غیر مہدی زبانی انکے مہدی کے	"
نامقبولی اعمال مہدویان	۱
مؤلف نے باوجودیکہ احتیاطا اپنی طرف سے انکی تکفیر نکی لیکن انکے مہدی کی تکفیر سے انکو نجات نہ ملی	"

عقیدۂ یازدہم جو کہ اپنا وطن نہ چھوڑے وہ منافق ہے	۱۰
تخلیہ شیخ موصوف اور میان خوندمیر قوم آیت میں	۱۱
تکفیر چہارم زبانی شیخ جونپوری کے کہ جس میں ترک ہنگام مرگ بھی ہیچ ہے	〃
عقیدۂ شانزدہم اپنے مہدی کو نبی اور رسول صاحب شریعت تازہ ناسخ بعض احکام شریعت محمدیہ کا سمجھتے ہیں	〃
شیخ جونپوری میں سراسر گستاخی اور حکمی جناب باری کی کرتے رہے	۱۲
وحی جونپوری بزبان عربی میں	۱۳
وحی جونپوری بزبان ہندی میں	۱۴
دعوی نسخ بعض احکام شریعت محمدیہ کا	〃
تشریع و ایجاد نماز روزہ کو تازہ	۱۶
مخالفت نص قرآنی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین	〃
عقیدۂ ہفتدہم شریک کرنا مہدی کا بعضے صفات الوہیت میں	۱۷
مخالفت نص قرآنی	۱۸
عقیدۂ ہیژدہم عالم میں چند چیزیں مخلوق خدا کی نہیں ہیں	〃
تتمۃ الباب حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برابر عوام مریدوں شیخ جونپوری کے جانتے ہیں	۱۹
شیخ جونپوری کے مریدوں میں صدیق اور پانچ خلفائے راشدین اور بارہ مبشر بالجنۃ اور چہتر [illegible] اور جنگ بدر اور فاطمہ اور حسین ولایت اور اسد اللہ الغالب سب موجود ہیں	۲۱
کہتے ہیں کہ انکے مہدی کے نواسے کے ساتھ لڑکپن میں انکا خدا کھیلا کرتا تھا	〃
مہدی کے نواسے کو یزید کی روح نے قتل کیا	〃
باب دوم میں احوال شیخ جونپوری کا ابتدا سے انتہا تک اور بعد انکے حال انکے خلفا کا آجتک اجمالاً	۲۲
نام والدین کا سید خان اور بی بی آغا ملک	〃
سلسلہ پیران شیخ جونپور	۲۳
ابتدائے جذبہ و بیہوشی اور سات برس تک دانہ اور پانی نہ چکھنا اور اپنی تفضیل انبیاء پر شروع کرنا	〃
ابتدائے سفر اور اخراج اول چندیری سے	۲۴
مہدویت کا پہلا دعوی رکن و مقام میں اور مدینہ منورہ کو نہ جانا اور گجرات کو آنا شیخ جونپوری کا	۲۵

۲۶	دوسرا دعوی مہدویت کا اور اخراج دوم احمد آباد سے
〃	اخراج سوم پیران پٹن سے
〃	تیسرا دعوی مہدویت کا مع دعوی وحی اور تکفیر منکرین کے
۲۷	اخراج چہارم قصبۂ بدلی سے
〃	نصیر پور سے ایک جماعت کثیر مریدون کی شیخ سے بیزار ہو کے چلدی
۲۸	چوراسی مرید کا فاقے سے مرنا اور شیخ جونپوری کا انکے حق مین بشارت مقامات انبیا و مرسلین کی دینا اور اخراج پنجم بحکم بادشاہ سندہ ہونا
۲۹	رنجش فیمابین میان نعمت و فرزند رشید شیخ کے مقدمۂ تصرف امانات مین اور پھر منحرف ہو جانا میان نعمت کا شیخ سے
〃	مقام فراہ مین بعد نماز جمعے کے وتر پڑھکر شیخ کا انتقال کرنا اور خلفا کا گجرات کو واپس آنا
۳۰	سید محمود فرزند شیخ کا مقید ہونا اور بزخم زنجیر انتقال کرنا
〃	میان خوندمیر کا ستائیس بار شہر بدر ہونا اور آخر کار موضع سدراس مین فوج سلطانی کے ہاتھ سے مارا جانا
۳۱	پھر قتل ہونا مہدویونکا فتوے سے علماے مکہ معظمہ کے اور قید ہو کر مقتول ہونا سید علی بن شیخ جونپوری کا
۳۲	قتل ہونا شاہ نعمت کا اور آنا ملک الہداد کا مارواڑ مین اور انکے مرید کا حالت سکرات مین بجاے یاد الٰہی کے یاد روٹی کی کرنا
۳۳	مار ڈالنا شیخ علائی کا بضرب تازیانہ بحکم شاہی کے
۳۴	اندراس مذہب کی علاقۂ بیجاپور مین اور ابتدا افاغنہ کے اس مذہب مین آنے کی
۳۵	اخراج مہدویونکا سرنگ پٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غوری زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین
〃	فساد برپا کرنا مہدویونکا حیدرآباد مین اور اخراج کل اس قوم کا مع زن و بچہ بحکم نواب سکندر جاہ جعل اللہ الجنۃ مثواہ
۳۷	دوبارہ آنا اس قوم کا حیدرآباد مین اور سراج الملک بہادر پر گولی چلانا
۳۸	زمانہ حال مین شمشیر و کمان سے گذر کر قلم اور زبان سے فساد انگیزی مہدویونکی اور بیان سبب تالیف اس کتاب کا
۴۰	ذکر اخراج عیسی میان مہدوی بحسن انتظام نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم فرمانرواے دکن نظام الملک آصف جاہ افضل الدولہ بہادر

مکتوب مؤلف بنام سید عیسی مہدوی متضمن پنج سوال	۴۱
نقل رقعہ مؤلف بنام نواب مختار الملک بہادر	۴۳
نقل رقعہ نواب وزارت مآب	۴۴
نقل عرضی جنید جمعدار بجناب وزارت مآب	〃
نقل سید حافظ میاں برادر عیسی میان	۴۵
باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپورین	۴۶
بیان حقیقت امور اصطلاحیہ اور طریق اثبات مہدویت	〃
اعتبار ظنیات کا اعتقادیات مین	〃
دلیل اول مہدی کا سید ہونا متواتر و قطعی ہی	۴۷
شیخ جونپور کا سید ہونا ہرگز ثابت نہین ہی اور انکا نسب منقطع ہی	۴۸
شیخ موصوف کے نسب کی دوسری شق بھی منقطع ہی	۵۱
اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل ہی	۵۲
حکایت طالب علم کج فہم کی	۵۳
اگر سیادت قول مہدی سے فقط ثابت ہو تو دور محال لازم آتا ہی	〃
دلیل دوم مہدی کے والد کا ہمنام والد رسول خدا کے ہونا مسلم الفریقین ہی حالانکہ خود شیخ جونپور ناطق ہین کہ انکے والد کا نام عبد اللہ تھا	۵۴
انکے مہدی نے امر اجماعی و متواتر کا انکار کیا کہا کہ پیغمبر خدا کے والد کا نام عبد اللہ تھا بلکہ حضرت کا نام محمد عبد اللہ ہی اور غلط ان کا نوشتۂ کاتب ہی	۵۵
ابطال مہدویت بسبب انکار امر اجماعی تمام امت کے	۵۶
بطلان مہدویت بسبب خطاے صریح مذکور الصدر اور انکے مہدی کی عقل مین آیا کہ پیغمبر خدا کے والد جد کا نام سید خان تھا	〃
دلیل سوم حدیث اذا رایتم الرایات السود الخ	۵۷
سید عیسی مہدوی نے بیان معنی حدیث مذکور مین نو جاے خطا کی	〃
شمار خطاؤن مذکور کا	۵۸
ابطال مہدویت بحدیث متفق التسلیم	۵۹
دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار حالانکہ عبد الملک سجاوندی اور تمام مہدویون نے اون روایات کے معنی سمجھنے مین دھوکا کھایا	۶۲

٦٣	ابطال مهدیت بموجب انہین روایات مسلمہ کے
٦٥	دلیل پنجم حدیث مجددین اور نہایت گڑبڑ اور غلط گوئی مهدویون کی اوسکی شرح مین اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا اس باب مین
٦٧	امور آیندہ غیبیہ کے تعیین وقت مین خیال و قیاس دوڑا کر بڑے بڑے علما و کاملین نے دھوکا پایا اور تجویز ظہور مهدی سن ہزار پر جسنے کی ہے احتمالاً کی ہے نہ تحقیقاً
٦٩	حکایت درویش جاہل
٧٠	تخطیہ عبدالملک سجاوندی کا اور تحقیق معنی راس کل مایۃ سنۃ کی
٧١	حال تاریخ طبری کا
٧٢	فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین اور تحقیق معنی حدیث الدنیا سبعۃ الآف سنۃ کی
٧٧	فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہے
٧٩	قیامت سے پہلے تیس دجال ہین ایک بڑا او نتیس چھوٹے
٨٠	دلیل ششم بیعت مابین رکن و مقام کے اور جواب متضمن بیان اوس امر کا کہ مهدی اور مهدویون سے اس مقدمے مین چھہ خطائین صریح سرزد ہوئین اور تمام تاریخین عودن مهدیت کی غلط نکلین
٨٤	حکایت مناقشہ جناب مرتضوی محکمہ قاضی شریح
٨٥	دلیل ہفتم حدیث ارطاۃ اور بیان اقسام کی خیانت اور بے دیانتی مهدویون کا اس حدیث مین
٨٨	دلیل ہشتم عبارات فتوحات مکیہ کہ جس مین میان خوندمیر نے بارہ جا سے تحریف کی ہے
٨٩	شیخ جونپوری ہم شکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھے
٩٠	شیخ جونپوری تقسیم بالسویہ برابر نہین کرتے تھے
٩١	صفت داد و دہش مهدی کی کہ شیخ جونپوری پر ثابت کرتے ہین بے اصل نکلی
٩٢	ذکر منارۂ بیضاے دمشق
٩٣	میان خوندمیر اشعار فتوحات کے معنی برابر نہ سمجھے
٩٧	عیسی میان نے ایک لفظ مین کئی خطائین کین
٩٨	بطلان صدیقیت میان خوندمیر
٩٩	بطلان مهدویت شیخ جونپوری

۹۹	دلیل نہم عبارت فتوحات احوال دلنشا مہدیہ کی ہرگز شیخ جونپور کے خلفا پر صادق نہین ہو بلکہ تکذیب کرتی ہے
۱۰۰	بیان گناہون سید محمود اور میان خوندمیر وغیرہما کا
۱۰۱	دلیل دہم عبارت فتوحات کہ جس مین میان خوندمیر نے بجہہ جلے تحریف فاحش کی ہے
۱۰۵	جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اس قدر افترا اور سخن سازی ہو انکے مقلدین کیا کچھ خاک اوڑاتے ہونگے
۱۰۶	دلیل یازدہم آیات کثیرہ مین تحریف معنوی کرکے اپنے دلائل صحیح جاننا حالانکہ وہ تمام دعوے بے اصل ہونے دلیل کی قسم سے ہین
۱۰۸	مہدویونکا خطاب مسلمان نہین ہے بلکہ اولوا الالباب ہے
[illegible]	حرف ثم کے معنی سمجھنا انکے مہدی اور ملا علی قیاسی کو مشکل ہوا
۱۱۱	شیخ موصوف کا یہ دعوی کہ بیان معنی قرآن مجید پر موقوف تھا خلاف عقل اور مخالف نصوص قرآن ہے
۱۱۴	بطلان مہدویت بحدیث عدم تسلط مخالفین بر تمام امت محمدیہ
[illegible]	دلیل دوازدہم کلام جناب مرتضوی متضمن بعض صفات عامہ او عند تسع کہ جسکے معنی مہدیون نے غلط کیے
۱۱۷	دلیل سیزدہم ایضاً کلام جناب مرتضوی کہ جس مین علم میان نے چار خیانتین لفظی و معنوی کرکے تمامت مبدل اور محرف کر دیا
۱۱۸	دلیل چہاردہم بقیہ احادیث و آثار رسالہ معارضہ
۱۲۲	غلط فہمی اثر تصدیق مہدی متنازع فیہ کا ہے اور عالم میان درمیان جار و مجرور اور حروف اصلیہ کے بھی فرق نہین کر سکتے ہین اور باوجود اسکے شیخ ابن محمد وغیرہ کا رد لکھتے ہین
۱۲۳	دلیل پانزدہم بقیہ احادیث و آثار سراج الابصار او بیان الطفی اور تحریفات مصنف سراج الابصار کا
۱۲۶	ضرر دین و اسلام بسبب شیخ جونپور کے کہ جسکو خود شیخ موصوف نے بھی تسلیم کیا
۱۲۸	حدیث تفترق امتی کی دلالت کرتی ہے کہ جو ہتر فرقے مہدیون کے امت محمدی سے خارج ہین
۱۳۱	شیخ جونپور مسائل دینی اور وسائل دنیوی دونون مین حاجتمند غیر کے تھے
۱۳۳	دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہے
۱۳۲	دلیل شانزدہم تقریر خود شیخ جونپور کی اپنی مہدویت کے اثبات مین اور اس مقام مین جو اشکال وارد کیے گئے
۱۳۹	شیخ موصوف کی تقریر ایسی ہے جیسے سوال از آسمان جواب از ریسمان کہ دلیل کا سوال تھا اور جواب مین دعوے کا اعادہ کیا

شیخ موصوف باوجودیکہ خود مدعی رویت الٰہی کے تھے پھر اپنے تئین گواہ بناتے تھے	۱۳۹
قصۂ تجلی طور	۱۴۱
شیخ نے عجب کام کیا کہ جو آیتین نفی رویت پر دلالت کرتی تھین اونکو دلیل رویت ٹھہرایا	۱۴۴
خلاصہ مذہب اہل سنت مسئلہ رویت مین اور تحریف معنوی عالم میان کی عبارت شیخ عبد الحق محدث مین	〃
دلیل مضمون اہم اخلاق کہ عمدہ شواہد اور طرہ دلائل ہی اور خلاصۂ تقریر صاحب سراج الابصار	۱۴۵
خلاصۂ شرح حقیقت خلق متفق علیہ حکماے ایمان اور یونان	۱۴۸
خلق کے چار ارکان	۱۴۹
اخلاق مین دو قسم کی معرفت مشکل ہوتی ہی ایک یہ الخ	۱۵۰
مشکل دوسری یہ الخ	۱۵۱
دستور العمل دور مرکز اخلاق کا اخلاق محمدیہ ہین	۱۵۲
حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی کی ضرورت سمجھتے تھے	〃
مطلب رد تفصیلی اسکلام مین کہ شیخ جونپوری بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث و تفسیر کہ میرے موافق ہی معتبر جاننا اور جو مخالف ہی اوسکو غلط جاننا مشتمل اوپر چھہ جواب کے	۱۵۴
بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا کہ یقیناً حرام ہی حالانکہ شیخ جونپوری اوسکو روا رکھتے تھے اور آیات قرآنیہ اور دلائل قطعیہ کے خلاف حکم کرتے تھے	۱۵۷
بدخلقی دوم کذب و افترا اور غلط پیش گوئی کہ شیخ موصوف نے خبر دی کہ میرے بعض یار حضرت عیسیٰ سے ملاقات کرینگے اور غلط نکلا	۱۵۸
بدخلقی سوم مانند دوم کے ہی کہ شیخ موصوف نے بعد مرنے کے بھی عادت غلط پیشگوئی کی نچھوڑی کہ میان محمود ندیم کے مکاشفے مین آکر کہا کہ حضرت عیسیٰ میرے بعد دس برس کے اندر آوینگے اور غلط محض نکلا	۱۶۰
بدخلقی چہارم بھی غلط پیش گوئی ہی کہ شیخ نے دعوی کیا کہ میری ممات کا دن دوشنبہ ہی اور غلط نکلا کہ پنجشنبے کو انتقال کیا	۱۶۱
بدخلقی پنجم شیخ موصوف کا یہ اعتقاد کہ تمام قرآن مین کوئی آیت منسوخ نہین ہی مخالف نصوص قرآن کے ہی	〃
بدخلقی ششم قرآن مین تحریف کرنا اور فرقہ باطنیہ کا طریقہ بعینہا اختیار کرکے کام سب اونکا کرنا لیکن نام سے اونکے انکار کرنا	۱۶۳
بدخلقی ہفتم حدیثین جھوٹی روایت کرنا اور پیغمبر پر جھوٹ بولنے کی وعید سے نڈرنا	۱۶۷
اب یہان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطاؤن سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی	۱۶۹
تقریر بطلان تسویہ	۱۷۰

۱۷۱	بدخلقی ہستم تعین وجہ معاش کہ خود حضرت رسالت پناہ اپنے گھر مین تجویز فرماتے تھے اور تمام صحابہ اسکو روا جانتے تھے اور شیخ جونپوری اور خوندمیر اوسکو فعل ملعون کہتے تھے اور پھر میان خوندمیر اوسکی اجازت بھی دیتے تھے
۱۷۲	شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ معنی توکل کے برابر نہ سمجھے تھے یا کہ مرتبہ ابتداے سلوک مین تھے
۱۷۳	بدخلقی ہستم شیخ کا مع خلفا وغیرہم کے کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیائے سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہی
۱۷۵	بدخلقی دہم دعوی اہل سنت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا
۱۷۶	شیخ جونپوری کے اس قول سے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا کفر مین انمین مشغول رہنے والا کافر اور آن مد لیسے نہین ہی لازم آیا کہ مہدیان حال انکے مہدی کے نزدیک کافر و غیر مہدی ہین
۱۷۶	بدخلقی یازدہم اجابت دعوت کہ سنت موکدہ ہی شیخ جونپوری اور اونکے خلفا ہمیشہ تارک اس سنت کے ہوکر مخالفت احادیث کثیرہ کی کرتے تھے
۱۷۷	بدخلقی دوازدہم شیخ موصوف علم پڑھنے سے منع شدید کرتے تھے اور سود بنا اوس سے بہتر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے مجکو مہدی نکہتے اور جو بہ ذکر کو تلاوت قرآن پر ترجیح دیتے تھے حالانکہ یہ سب باتین خلاف آیات و احادیث مفصلۂ ذیل کے ہین
۱۸۱	شرح علم لدنی کی اور بیان مسئلہ کہ علم باطن بدون علم ظاہر کے حاصل و کامل نہین ہوتا ہی
۱۸۲	بدخلقی سیزدہم پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جھوٹ بنانا یعنی حج کرنا اور زیارت حضرت رسالت کی کہ افضل عبادت ہی نکرنا چنانچہ شیخ مہدویہ نے ایسی کیا اور خود اپنے قول کے بھی خلاف کیا کہ کشف مخالف شرع پر عمل کیا
۱۸۴	بدخلقی چہاردہم بسبب کم علمی کے شیخ نے خلاف اتباع سنت محمدی کیا کہ ہیجدہ نوبت ازدواج کرنا جائز سمجھے اور دون کو بھی داخل نوبت کیا اور حدود الٰہی اور حقوق الناس مین تا مرتے دم تک فرق نہپہچانا
۱۸۶	بدخلقی پانزدہم شیخ جونپوری تمام امت محمدی کو بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے کافر بولتے تھے حالانکہ خود انھین کے اقوال سے ثابت ہوتا ہی کہ کافر نہین ہین دوسرے یہ کہ جمعہ اور عیدین انکے پیچھے درست جانتے تھے اور نماز پنجگانہ مین اقتدا نادرست کہتے تھے
۱۸۷	بیان لزوم خطا کا کلام شیخ مین
۱۸۹	تفصیل اون لوگون کی کہ جنھون نے اس امت مین جھوٹا دعوی مہدویت کا کیا ہی اور اونکی کہ جنھین اوسکے

	معتقدین نے بلا دعوی ناحق مہدی ٹھہرالیا ہے
۱۹۲	بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری مسلمانوں کو فقط کافر نہیں بول گئے ہیں بلکہ اپنے مہدویوں کو بھی کافر و مشرک و منافق ٹھہرا گئے ہیں
۱۹۴	بدخلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپوری خلاف اتباع محمدی کے کتا پالتے تھے اور شاہزادہ انکی سیفت سگ گذریکی تکسی باریکی سے
۱۹۶	بدخلقی ہیژدہم شیخ جونپوری اور اونکے فرزند نے باوجود استطاعت کے خلق کو حج بیت اللہ سے منع کیا اور ثانی چکر حجرہ میان دلاور کے معاملے میں حج کے مقرر کر دیے اور آیات اور احادیث کے خلاف کیا
؍؍	ایک فقیر نے علم بارہ برس تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب درستی علم کے الہام شیطانیکو پہچان لیا
۱۹۸	بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک مانند دانہ رائی کے روشن ہے کیونکہ میان دلاور نے حال ارم وغیرہ کا نہ پہچانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہیں ہے
۱۹۹	بدخلقی بستم شیخ جونپوری نے یہ خبر بھی غلط دی کہ میان نظام کو عرش سے فرش تک مانند دانہ رائی کے روشن ہے کیونکہ اونکو نہ عنقا کا حال نہ برابر معلوم تھا کہ بولتے تھے یعنی علم قدیم الہی کو بدلادیا اور نہ زمین کا برابر حال معلوم تھا کہ کہتے تھے باغ ارم کوہ قاف کے پاس ہے اور وہاں آدمی درخت سے پیدا ہوتے ہین
۲۰۰	بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبداللہ بن قلابہ رضی عنہ کا ارم مین
۲۰۱	بدخلقی بست ویکم یہ کہ شیخ موصوف دعوی اتباع تام کا کرتے تھے حالانکہ غیر ضروری باتوں کی سعایت کرتے تھے اور ضروری سنتوں کو ترک کرتے تھے
۲۰۲	دعا مین ہاتھ اوٹھانے کے دلائل کہ جسپر مہدویوں نے عمل نکیا
۲۰۴	بکریاں چرانا کہ سنت تمام انبیا کی ہے شیخ موصوف نے اس شغل کو کفر ٹھہرایا
؍؍	**تتمہ** شیخ موصوف کے خلفا و توابع کے بعضے احکام و دعوی خلاف عقل و نقل کے بیان مین
؍؍	**منہا** میان نعمت و خوندمیر نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے وارثوں کو ندیکر مہاجرین اغیار پر تقسیم کرنا چاہیے اور بیان اسکا کہ ہجرت مہدویہ طریقہ اسلامیہ نہیں ہے
۲۰۵	**ایضاً** مہدویونکے علما باسد عبدالملک سجاوندی نے ایک آسان تر کیب نحوی سمجھنے مین بھی خطائے فاحش کی اور دعوی میان دلاور کا سراسر غلط نکلا
۲۰۶	ایضاً انکے مہدی کے نواسے نے خلاف قرآن و احادیث کے دعوی کشف غلط کا کیا کہ قیامت مین تمام عالم کا حساب لینا میرے باپ خوندمیر کا کام ہے
۲۰۷	**ایضاً** انکے مہدی کے نواسے نے دعوی کیا کہ مجکو معراج ہوئی اور مین عرش پر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ مہدی کے اصحاب خدا کے

	سامنے سر انکے بال کھولے ہوئے تابع رہے ہیں اور سکلیں بھی رہے ہیں اور جو کچھ پیغمبر خدا کو دکھلایا تھا سو سب مجکو دکھلایا
۲۰۸	اسیطرح انکے نانا مہدی مرحوم نے بھی دعوی کیا کہ میں مع سید سلام اللہ کے افلاک پر چڑھتا چلا گیا اور مقام قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت وحی ہوئی کہ رضی عنک الرحمن الخ
رر	بیان اس امر کا کہ شیخ جونپوری کی مہدیت وغیرہ دعووں کا انکار فرض ہی اور تصدیق حرام اور موجب تباہی ایمان حوانی دو جہان کی ہی اور قول عالم بیان کا کہ اگر بالفرض یہ دعوی خطاء ہی تب بھی اہل اقرار کو کچھ ضرر نہیں ہی غلط محض ہی
۲۰۹	**باب چہارم** میں بیان اون گستاخیوں کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور اولیا اعلام کے کی ہیں
۲۱۲	اعتراض شیخ جونپوری کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر کہ میرا قدم گردن اولیا پر ہی یہ بولنا تھا
۲۱۳	جواب بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے میں
۲۱۵	بیان اون اولیا کا کہ اوسوقت مجلس میں حاضر تھے اور اونکا کہ اونھوں نے دور سے بطور کشف کے علوم کر کے گردن جھکائی
۲۱۷	بیان اسکا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے
۲۱۸	تمام اولیا ہمعصر بلاواسطہ اور متاخرین بواسطے اپنے پیرون اور مرشدین حاضرین اس عہد کے زیر قدم شریف ہوئے اعتراض شیخ جونپوری کا بیجا ہوا اور ہر شق میں خطا لازم آکر مہدیت باطل ہوئی
۲۱۹	**باب پنجم** میں بیان اون بے ادبیوں کا کہ مہدیوں نے خدمت میں خلفاء راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہیں
۲۲۲	احادیث و آثار فضائل اصحاب حضرت رسالت مآب میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی عنہم
۲۲۳	دو سبب افضلیت صحابہ کے
۲۲۴	نقل کرنا تفضیل ابوبکر صدیق کا فتوحات سے اور شیخ جونپوری کے دو کشف میں سے ایک کشف کا خطا ہونا کہ جس سے بطلان مہدیت لازم آیا
۲۲۵	بقیہ احادیث اور آثار ائمہ اہل بیت کے تفضیل شیخین میں
۲۲۹	تنبیہ اس بات پر کہ انکے مہدی نے حدیث موضوع روایت کی اگر دانستہ کیا تو گناہ کبیرہ ہوا اور اگر نادانستہ ہوا تو دعوی غیب دانی تمام موجودات کا غلط ہوا اور بہر تقدیر بطلان مہدیت لازم ہوا
۲۳۲	**باب ششم** بیان میں ان بے ادبیوں کے کہ مہدیوں نے جناب میں حضرات انبیاء و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین والآخرین کے ادا کی
۲۳۶	خلاصہ کلام انکے مہدی کا یا دعوی برتری خطا ہی یا دعوی تسویہ غلط ہی اور دونوں صورت میں مہدیت باطل ہی
رر	**باب ہفتم** میں بیان ان بے ادبیوں کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہیں
۲۳۸	باوجودیکہ اس کثرت سے کلمات وحشت انگیز انکے مہدی سے منقول ہیں تس پر بھی اونکے خلفا بولتے تھے کہ کیا چیزوں میں جو کچھ کہ ہمنے سنا ہی اگر بیان کریں خود مہدوی لوگ ہمکو سنگسار کریں

۲۳۹	سوالات خمسہ
۲۴۱	باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر
″	مطلب اول کا تقریر ثانیہ اعتقاد مہدویونکا یہ ہے کہ مہدی معہود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے
″	نہایت عمدہ تقریر انکے مہدیکی انواع و اقسام کے لغلاط اور لا طائل ہی اور معنی آیت مین خطا فاحش مہدی کی اور بطلان مہدیت کا الزام آیا
۲۴۸	بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہوجانا افضلیت شیخ جونپور کا بسبب اجماع مرکب صحابۂ کرام کے کہ ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہین تمام امت سے
۲۵۰	تقریر امام رازی کی تفسیر آیت سیجنبہا الاتقی مین اور اشکال افضلیت انبیا کا دفع شاہ عبد العزیز صاحب کی طرف سے بدو طور
۲۵۲	بحث قول ابن سیرین کی کہ آخر زمانے مین ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابوبکر و عمر اوس سے افضل نہین ہین
۲۵۳	عیسی بیان نے عبارت ابن عراق کے ترجمے مین خیانت کی
۲۵۴	ابن سیرین کے قول کو مہدی پر حمل کرنے سے شیخ جونپور کا تخطیہ لازم آتا ہی
۲۵۷	بیان تعارض دلائل اور مراتب اقوال صحابہ اور تابعین کا
۲۵۹	قطعی ہی یہ بات کہ خود جناب مرتضوی تفضیلی نہ تھے
″	اختلاف ایمہ کا ترجیح بکثرت ادلہ مین اور بیان مراتب دلائل اور انواع اجماع کا
۲۶۴	مطلب دوم مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد جونپوری بزرگی مین برابر آنحضرت کے ہین
″	مہدویونکے کلام سے لزوماً تسویہ نارواہونے اور انکے مہدیکا حکم خطا ہونیکا اقرار نکلا
۲۶۵	مہدویون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ انکے اعتقاد مین شاید انکے مہدیکے خدا متعدد متلون ہین
″	تخطیۂ مہدی متبنی اول بلزوم کذب یا اضلال دوم باعتقاد کسبیت مرتبۂ نبوت
۲۶۷	استحالۂ تداخل جواہر اور ذکر مرتبۂ فنا فی الرسول کا
۲۷۰	تخطیۂ مہدی بلزوم خطا و بربادی مہدویت
۲۷۱	بیان اجماع مسلمین کا اس بات پر کہ ولی درجۂ نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیائے امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین
۲۷۲	جواب قول ابن سیرین کا
۲۷۳	دلائل افضلیت حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات مین سے چودہ دلیلین آیات و احادیث وغیرہا سے یہان کورہین
۲۷۴	شیخ جونپور کی وحی و عربی کے اغلاط کا بیان

دلیل ختم اور شرح مقام محمود کی	۲۸۰
مہدی جونپوری کی سواری برات میان حشر مین اور خود کا فیل محمود پر اور تمام مہدویونکا اوسکے ہاتھ پر سوار ہونا	۲۸۲
حضرت رسالت کے خاص مکان بہشتی کا بیان کہ جسکو وسیلہ اور درجۂ رفیعہ کہتے ہین اور معیت حضرت کے ساتھ کس طرح ہوگی	۲۸۳
کوئی ولی درجۂ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس حکم عام کے شمول و قطعیت کا بیان	۲۸۶
عالم میان نے صاف دعوی کیا کہ مہدی جونپوری نبی تھے	۲۸۸
وجہ تخصیص لا نبی بعدی بہ نبی تشریعی و معنی خاتم النبیین صلعم	۲۹۰
عبارات فتوحات بیان انبیاء الاولیا اور نبوت عامہ مین کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہے اور نسبت درمیان نبی و رسول کے اور فرق درمیان وحی و الہام کے اور دوسرے مطالب عالیہ کے بیان مین	〃
تحقیق معنی تشریع کی فتوحات و فصوص سے مخالف فہم مہدویونکے	۲۹۵
فرقۂ مہدویہ قائل ہین کہ انکے مہدی مانند انبیا کے تشریع احکام کرتے تھے اور نقل سالم رسالۂ سید میرانجی کی کہ جس مین تیس حکم مہدی کے مذکور ہین	۲۹۶
مہدیون کی زکوۃ جدید اور نماز جدید کے فرض ہونے کا بیان	۲۹۸
مذکورات حال و سابق سے ثابت ہوا کہ مہدویہ اپنے مہدیکو رسول صاحب شریعت جدید ناسخ احکام شریعت محمدیہ کا جانتے ہین اور مخالفت قطعیات کی کرتے ہین	۲۹۹
کلام مولانا جامی اور شیخ اکبر سے صاف ظاہر ہوا کہ خاتم الاولیا حضرت خاتم الانبیا سے نسبت جزو کل کی بلکہ نسبت ایک بال کی جسد شریف سے رکھتے ہین	〃
خاتم الاولیا کا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کی تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین نہ مہدی	۳۰۲
تحقیق اسکی کہ مراد شیخ اکبر کی سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے اپنی ذات اور حضرت رسالت کی ذات نہین ہی بلکہ تعلیم احکام و طریق کو سونے اور چاندی سے تشبیہ دی ہے	۳۰۳
اس کتاب مین جو عیوب و نقائص کہ انکے مہدی کی ذات و صفات مین ثابت کیے گئے ہین جب تک اون مین سے ایک بات بھی بلا جواب رہیگی ثبوت مہدویت کا محال ہوگا	۳۰۶
خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ کا ہے	۳۰۸

ما شاء الله لا قوة الا بالله

رقعه ۱۲۸۷

مطبع ۱۲۸۶ھ واقع ...

در مطبع نظامی کانپور مطبوع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والآخرین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاہ صمد ابو رجا محمد گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہی رد مین مذہب فرقہ مہدویہ کے کہ جنہون نے بعض بلاد ہندوستان خصوصًا اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہرچند علماے متقدمین یا شیخ علی متقی اور شیخ ابن حجر مکی اور محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف و حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا اس تصنیفات کی استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انہین کی کتابون سے اونکے مہدی وغیرہ معتقدان کے اقوال نقل کرکے یا احادیث و اقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انہین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع پر اوٹھائی گئی کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہو یہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ارادہ حق اسلام ہی نہ مقابلہ اور مقابلہ اس سبب سے کسی جا سے اونکو اور اونکے پیشواؤن کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت سے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون سے لئے ہمارے حق میں

کچھہ بلاحظہ اس طریقے کا نکیا اور کوئی درجہ سب تبرّا کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سنّی سے نے کچھہ اونکو لکھا اونھوں نے نہایت نخوت و تکبر سے طریقہ عدل و مساوات کا چھوڑ کر دہ چند و صد چند اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین سے نے بلا مقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند الفاظ انکی کتابوں سے کہ گویا دشنام سے ہین نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل ہین شہاب الدین مہدی شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقہ رد سراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہی بدا ای انصاف کنندہ ببین بسوی عتساف این شقی ناپاک و نظر کن بعناد و عداوت این جاہل بیباک و تامل کن در کلام دروغ بیفروغ این بدکیش شقاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس و ہوا گشتہ و مطیع فرمان شیطان شدہ **ایضًا** این مقولہ سرب بر عدم علم و وجود جہل و دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدا این شقی یعنی علی متقی در رسالہ خود کہ اسمش دست میگویدا علم رحمك الله الخ و درمیان کلام این ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت **ایضًا** انتہی قول شقی جواب بر مجہولی این نامعقول و نامعقولی این مجہول ہمین کلام اودال ست **ایضًا** انتہی کلام محو الدین المشار بالشقی لعن الله علیہ و علی من علی المتقی المشار بالمفتری جواب ثم انظر ایہا المنصف الی جہالۃ ھذا العرب المعاند ھو المخصوص بایۃ الاعراب اشد کفرا و نفاقا و الموصوف بصفۃ فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین انتہی و الله المستعان غرض کہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابوں ہین کم و بیش موجود ہین خصوصًا تکفیر تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہی انکی تمام کتابوں کا گویا ترجیع بند و مستزاد اور تمام خرد و بزرگ کے وظائف اور اوراد سے ہی ابکی بار جزا اس تمام فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے سفوض کر کے کریمہ خذ العفو و أمر بالعرف و اعرض عن الجاہلین پر عمل کیا گیا بشرطیکہ آیندہ اس شیوہ شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام ناشایان زبان پر نہ لاوین و گرنہ بمنطوق آیہ و الذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے جواب ترکی بہ ترکی دیا جاویگا کہ آیندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ مسا شیرا اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوینگے ہم وہی الفاظ اونکے پیشوا اون کے حق مین سناوینگے کہ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہی اور فہرست اسکے ابواب کی یہہ ہی باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا ہی کہ مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو ونما انتہا سے موت وفنا تک اور بعد اسکے سرگذشت اون کے خلفا وقوایع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے باب سوم رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین باب چہارم مین بیان اون گستاخیونکا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور ائمہ اعلام کے کی ہین باب پنجم مین بیان اون سوے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین باب ششم بیان مین اون سوے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب حضرات انبیا ومرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین باب ہفتم مین بیان اون سوے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین باب ہشتم رد مسئلہ تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین افضل الخلائق اجمعین کے سراسر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہے

باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت جماعت کے ہین

عقیدہ اول سید محمد جونپوری ولی کامل ومکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال وافعال شیخ جونپور کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال وافعال کی اونکی جانب صحیح وبرابر ہے اور قسم افترا وبہتان مریدین سے نہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرح تا بنا شدچیزکی مردم نگویند چیزہا پہ تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرہ اہل سنت سے ہونا مشکل ہے اور بعضے علما اہل سنت کہ حسن ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال وافعال پر اونکو نہ پہونچے تھے اگر اونکی کتابیں انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے عقیدۂ دوم سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نوسو پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کر کے سن نوسو دس مین انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا ہے اور شناخت اسکی موقوف ہے وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہے چنانچہ تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدۂ سوم تصدیق مہدویت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار انکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نوسو پانچ ہجری سے اس طرف جسقدر اہل اسلام شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تین سو برس سے اسیقدر اختصار پر ہوگئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت سے عاری ہین تصدیق انکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آینده کی ہی حرام ہی اور انکار انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگونکی شامت اعمال نے انکو اس مین مبتلا کیا ہی **عقیدۂ چہارم** شیخ موصوف اگرچہ داخل امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امرا مومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین کے کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیا سابقین مین **عقیدۂ پنجم** سید محمد جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا اور مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و ایمہ اہل بیت و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائکہ سے افضل ہین **عقیدۂ ششم** سید محمد جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین کہ دونو مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا و المرسلین کو نہین پہنچتا ہی اور عالم وجود مین کوئی موجود حضرت کا ہمرتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر **عقیدۂ ہفتم** یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ جونپور کے بیان احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا ورنہ غلط جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث تفاسیر کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

یا وادوس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ و مشرب جماعت
صحابہ اور اہل بیت کے ہو دین ناس سبب سے انکو اہل سنت وجماعت بولتے ہین عقیدۂ ششم
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ انھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہوگئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ مقام سواے حضرات انبیا علیہم السلام کے
کسی کی واسطے نہین ہے یا انھین کیلئے ہے کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہے اور جسکو حلال کہین وہ
حلال ہے اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہے اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہے اور جس پر بطور
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب جانا جاتا ہے اور سواے انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی
اطاعت بالتبع ہے یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
مخالف ہوگا اطاعت نکرینگے عقیدۂ ہفتم یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت نقل کے
واجب التصدیق ہے ایسے ہی اگر مخالف عقل حس کے بھی ہو وہ جب بھی واجب التصدیق ہے اور کلام مہدی کے
مین تاویل حرام ہے چنانچہ شیخ نقائل مین لکھا ہے کہ ایک روز جالور مین مجمع تمام مہاجرین خلفا مہدی
میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑ کر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہے سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہے
کہا خوب دیکھو کہ کیا ہے بولے خاشاک ہے پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہے میان
نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہے سب نے کہا کہ شاہ ہے آمنا وصدقنا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ
مین لیکر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہے بولے سنگریزہ ہے پھر کہا خوب دیکھو کیا ہے بولے
سنگریزہ ہے پھر کہا کہ کیا ہے سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
جواہر لاقیمت کہا ہے سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنا وصدقنا چاہیے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے
جو کہ زبان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آل مہدی سے نہین ہے انتہی اور آخر عقیدۂ شریف
مین لکھا ہے کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اور منافقات سے ہوگا
انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر وحکم مخالف
عقل کے کہ عقل صحیح اوسکے استحالے پر یقین کرے نہین ہوتا ہے اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہے اور
معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول کی

عقیدۂ ششم
شیخ موصوف
بالذات مفترض الطاعت ہین
عقیدۂ ہفتم
کلام شیخ کا باوجود مخالفت عقل کے بھی واجب التصدیق ہے

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اُسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اُسکے بطلان پہ دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے ہین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ سکے ابطال استحالہ و اثبات امکان کے درپے رہتے ہین تاکہ دامن احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہی اور سر سے پیر تک آمنا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین عقیدۂ دہم یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوائے انکے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ (نام کتاب) کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران (محمد) جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضون کا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضون کے دونو پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن سر تا پا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجۂ اسلام کمتر ہی درجۂ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہوکر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام و الایمان ہین جہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ الآیۃ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب اُن خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوائے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرائے اولوالعزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

(یعنے عیسیٰ ۱۲ — یعنے موسیٰ ۱۲)

عقیدۂ دہم سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک و تاج ہی تو کسیکو نبوت

و معراج ہی چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

عقیدۂ یازدہم یہ کہ تسبیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین

کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین و مومنات آدم سے لیکر

تک شیخ جونپوری کے حضور مین حسب تحقیق کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلا مد موجودات و یکھتے ہین اور

حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس شخص سے نور لیا تھا پھر اس محل سے مقابلہ کرکے

تسبیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ

بھی مردود ہوا تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے

داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تسبیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور عقیدہ

اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین

کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تسبیح کے واسطے اوسکے حضور مین حاضر ہوں اور اوسکا

مقبولی و مردودی کا تشخص ٹھیرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین

بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہو بیٹھے ہو گئے اب انکی مردودی غیر متصور ہی سبحان

اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی

میرے قبول و رد پر موقوف ہی پس کجا شیخ جونپوری و خوندمیر **عقیدۂ دوازدہم** یہ کہ جب تک آدمی

بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے

پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خدا کی دید

سے باہر آنے کی ہمت کرتا رہے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدۂ

خوندمیری کو رہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب یاد کر

تمام دنیا او خلق کو چھوڑ کر زاویۂ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے

نزدیک کافر ہین پس دا برحال مہدویان حال کہ ان چار دن قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک

خارج زمرۂ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا رانده و ازانجا مانده

نہ اور حد کے ہوئے نہ او ور حد کے ہوئے کا اثر اوسپر اہل سنت مین آجاتے تو صورت نجات اونکی ہوتی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ بے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب لائے ہین اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ در اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ روئیت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے
واقع نہین ہی سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدہ سیزدہم یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنے والا
منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی
پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب مین یاد الہی متعذر ہی حاصل یہ ہوا
کہ انکے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین چہ
جائیکہ اونکے مریدین مین اسقدر ذکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے
بھی مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بر خلقی شانزدہم مین آوے گی اور اعتقاد اہل سنت
کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا
تو دوام ذکر کہ نوافل و مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات اعلی
پاوے گا اور اگر نہ کرے گا مومن بلاشبہہ رہے گا عقیدہ چہاردہم یہ کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامہ کے باب
پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات
و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت
رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہین ہی اور آل محمدی
سے نہین ہی اور آل خدا سے نہین ہی انتہی تو دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیاء دنیا بکمال حرص و
رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اور اہل و دولت کے در پے شب و روز مانند پیرزال
دنیا کے حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفر ان کو مبارک ہوا اور جبکہ

مہدی سے نے کہا کہ ہماری آن سے نہیں ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
ثلاثہ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگوں کو سب سے چھوڑا کر زمرہ اہل سنت سے اپنی طرف
بلا کر صلہ اوس کا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدویوں نے لاچار
ہو کر ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر بموجب فرمان صدق ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرتے
وقت کسی میان کے ہاتھ پر جا کے نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہوجانا اور ان خطابات
مہدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہیں ہی بدیع دہم کے بیان مین
آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے یہ لازم آیا کہ
بالائے زمین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ مہدیا
و مسلم ہین پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض
ہوتے ہین او حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہیں گے تب بھی نجات
مشکل ہی اور زندہ مہدویوں کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے
خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوئی غرض کہ مسود اوراق نے ہر چند کہ جادہ احتیاط
کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین کہین انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن یہ امر
لا علاج ہی کہ خود مہدی ایسے درپے ہین کہ انکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ جب بلوغ ساتھ اکولات
و زنان و فرزندان وغیرہ کفر بتیل ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار
ہوگئے بخلاف اہل سنت کے کہ ان کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال
خواہ کروڑہا کا ہو جب اسکی زکوۃ ادا ہوئی باقی پاک ہوگیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اسکی
خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جا بجا زکوۃ دینے والوں کی مدح فرماتا ہی
اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات کرنا
پس اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادائے چالیسوین حصے کے
بقیہ انتالیس حصے پاک نہ ہوجاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ
وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمْ عقیدہ پانزدہم یہ کہ ترک
وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقوں کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد

باب ہی وسوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت وصحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدہ سیان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را قبول کردہ هست واز ہجرت وصحبت وی باز ماندہ هست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة وکلا وعد الله الحسنی وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما انتهی حالانکہ اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا سرے سے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدا مہدویت سے تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت کرکے مسلمانون کے ساتھ کبھی کبھی قتال وجدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ موصوف اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر اس کتاب مین بکثرت آوے گا اور سب پر طرہ یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز معروف نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اس کا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا اپنا وطن ترک کرکے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا کہ خلفا شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و دیہات مین انھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین ممنوع ہی کہ لا رهبانیة فی الاسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب واجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر لوگ کہ اپنے اوطان وپیدائش کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہوا غرض کہ کیسے حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات القاب سے نجات نہین ملتی ہی عقیدہ شانزدہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلکہ رسول

عقیدہ شانزدہم
اپنے مہدی کو نبی بلکہ رسول صاحب شریعت ناسخ بعض احکام شریعت محمدی کا سمجھتے ہین

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد دیگر سے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی
اپنے محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ بناکر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی یقینی ہووے کہ اوس مین اصلا گمان وساوس شیطانی اور خیالات نفسانی
کا نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ سے مطلقا
اور صغیرہ جیسے عمدا و سہوا اور صغیرہ خسیسہ عمدا سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
و اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بعض سے کہنے والا کافر ہوتا ہے اگر یا این ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہے وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا
یہ خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد اور غیرہا کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف میں ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہے کام حقیقت سے ہے اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد ان کی
کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہے اجمالا و تفصیلا اجمالا یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہے کہ مہدویت
اور نبوت مین نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے اور تفصیلا یہ ہے کہ انکا بمحض لطف الہی سائر الناس
مین سے برگزیدہ ہوکر مامور خدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہے چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور میران وسوسہ نفس و شیطان سمجھکر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب اعتاب ہوا کہ ہم روبرو فرماتے ہین تو اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہے بعد اوسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب با عتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کریگا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصا
اور انصاف نامہ مین لکھا ہے کہ او ذات خویش را بامر خدا مہدویت اظہار کرد والیہا او فرمودہ بست حق تعالی
الخ بار فرستادہ بست مخصوص ہمہ انبیاست کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی
اظہار شود اور رسالہ فرائض سید میران جی میں لکھا ہے کہ فرض پانچم خصوصیت بعثت مہدی بر آن ظاہر کردن

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی کردن تمت انتہی اور یہ امر اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ من
جانب اللہ بغرض اطاعت الٰہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہین اور اسی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مبسوط ہے چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہے کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض میانیہ مین
لکھا ہے فرض چہارم مہدی اینکہ بلاواسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن یعنی تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن
سیزدہم ہر اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات عملیات
مین عالم میان نے لکھا ہے کہ منصب خدا علم و حکم کا حضرت کو حق تعالی سے اور یہ مقدمہ بھی اسی سے ہے اور علم
و حکم حضرت کا یقینی قطعی ہے اب ان بزرگ کے عبارات وحی ادعائی مین سے ایک عبارت بطور نمونہ کے
لکھی جاتی ہے ابتدائے رسالہ ام العقائد مین لکھا ہے قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت
من اللہ بلا واسطة جدید الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی
الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقة والشریعة
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم ثبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویان کا
اتفاق ہے چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہے چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہے مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین بے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہووے تو وہ قول خطا ہے مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہے مسئلہ جائز نہین ہے کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صحیح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق و اجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا اس کا خلاف مخالف ہے اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہونگے کہ اقوال مجتہدین و مفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلہ
مین غلط و خطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی اسکے مقام و احکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد تمام

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر میں ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالۂ فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدیکو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف کو بیان مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن بوی وجملہ احکام وے اعتقاد داشتن وعمل کردن بران ودور بودن از تاویل وتحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشند امید امر فلاح ونجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے ثابت ہوئے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امرمین سے جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمۂ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی ومعنوی سے مالامال ہی تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر رسالہ کتاب بنتی گویا کتاب الخطیات ہوتی البتہ فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی اور بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان مین ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا اے سید محمد دعوی مہدویت کا کھلا تا ہی تو کھلا نہین تو ظالمان مین کردون گا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح وبلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اسکی فصاحت نے حیران کر دیا اگر ایسے ہی سب فقرات وحی ایک جا کر لین ایک رسالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کریمہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی پر اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اسکا یہ ہی کہ شریعت انھین احکام شرعیہ وامر ونواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجھپر احکام خدا کی طرف سے تازہ بتازہ نو بہ نو اترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی بڑھکر ہین کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو مونہہ سے نکلتا ہی سو فرض ہی بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہو جاتا ہی چنانچہ عبارت منقولہ آخر رسالۂ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان واسلام سے ہی دوسرے یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ تاویل بھی درست ہی چنانچہ مؤول ومجاز وکنایہ بسبب اقسام قرآنیہ سے ہین یہان تاویل وتوجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالۂ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام انکی نسبت

جونپوری پوریہ کو میان خوندمیر نے رسالہ عقیدہ مین اجمالاً بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ المقصود
بندۂ سید خوندمیر بن موسی عرف جہجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ بصحت داد
فرمودہ است ہر سخنے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یکی حرفی را منکر شود او عند اللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہائے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام مذکور است
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات مادام کہ این بندہ در صحبت وی بود در ہیچ حکم از ان احکام تفاوت نیافتم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان داریم ہر کہ در بیان وی چیزی تاویلی و یا تحویلی کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت الخ بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلا بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
[illegible] السلام بر جملہ مصدقان مہدی واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع می کنم اند بعضے از ان فرائض اعتقادی و برخی از ان فرائض عملی الخ
یہ رسالہ بالتمام بحث التسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس رسالے کا یہ ہے کہ احکام مذکورہ
سے بیس فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا اسکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین تیس کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہو جاوینگے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہی سوائے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونوں کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ انکا بیان واضح اور ظاہر
ہوا ہے کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ پس اگر قرآن
یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر آپ سے مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ کو مبہم و مجمل چھوڑنا
مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہے اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو وہی مضمون
واضح ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام بعضے
احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے
اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض واجب سنت مندوب حرام مکروہ مباح اور انکی تبدیل بطریق
شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا وقس علی ہذا
یہ سب نسخ کہلاتا ہے چنانچہ التفاق وغیرہ مین اسکی تفصیل ہے اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر باجماع
امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کرکے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ شریفہ [illegible]

میں مسلط ہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقوں کی اور سیر میں رہنا ہوا اور آمد کہ مستحب ہیں فرض
کیا اور تدبیر و تردد رمیراث و تعیین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھیرایا اور بلا
وطن میں رہنا کہ قسم رہبانیت سے ہے اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھیرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ
حضرت رسالت کے کہ حرام تھا اوسکو فرض و ایمان ٹھیرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض
کیا و قس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھیرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقاید سابقہ
میں مذکور ہو چکا اور سوا کے نمازوں فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھیرائی وہ دوگانہ ستائیسوین
رمضان کا ہے اور سوا زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہے یعنی اللہ تعالی
نے زکوۃ دینے میں آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک اور
اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اوس پر گذرے تب چالیسواں حصہ اوس کا فقیر کو دینا واجب
فرض ہے اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب جس قدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس کا دسواں حصہ
خیرات کرنا اوس پر فرض سوا یہ عبادت مالی ہے برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الکریم
بن اسحق بن عبد الحی مہدوی میں مذکور ہوا اور رسالہ فرائض میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے غرض کہ یہ عشر وہ
عشر نہیں ہے جو کہ حاصل زمین سے شرع میں مقرر ہو بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہے مانند احکام مذکورۃ الصدر کے
اور نماز ششم اون سب احکام سے بھی زائد ہے بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے بعض شرع جدید ہیں اور
باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہیں پس ثابت ہوا کہ شیخ
جونپوری مہدویوں کے اعتقاد میں رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ کے ہیں کیونکہ ناسخ کو سب
احکام کا نسخ ضرور نہیں ہے بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہے چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہیں ولاحل لکم بعض
الذی حرم علیکم پس مذہب مہدویوں کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ ما کان محمد ابا احد
من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور باطل ہوئی توجیہ مہدویوں کی کہ کہتے ہیں کہ
خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت
محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہیں ہے اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع ہیں چنانچہ عالم میاں رسالہ اعتقادیہ
میں لکھتے ہیں پس ایسا ہونا مہدی علیہ السلام کا امر و بیان میں متبع اس شرع شریف کے ہرگز نہیں مخالف
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا منع شریعت سے ممنوع ہے نہ نبی متبع اور حضرت

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہی کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت
ہوا پس موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن وسنت واجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ
متصوفی نبی متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی اب تک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی
بحث اسکی بہ تفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی عقیدہ پنجم
مہدویون کا اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپور بعد منصب نبوت ورسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی
کے ساتھ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الٰہی کہ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ کہ صفت علم الٰہی ہی اور
جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
ہاتھ مین رکھتا ہوا ور ہر طرف پھر اکر کما حقہ پہچانے اور واقف ہوا ور بشارت نامے مین لکھا ہی کہ مہدی
نے کرات ومرات کہا ہی کہ بندے کو مقام ومراتب جملہ انبیا واولیا ومومنین ومومنات کے بلکہ احوال جملہ
موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہوا ور کما حقہ پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ ولادر کے حق مین فرمایا
کہ میان ولادر کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا دانہ ہوئے انتہی دیکھیے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سماوات
وارض وما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھ مین تھے مریدین کے
ہاتھ مین بھی عرش وفرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات وافعال مین کسی کو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطاء الٰہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت خصوصیت پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حاجت روا

جہلات ہوجاوے و استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے میں کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے تحاشی
کرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَیْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ
البتہ حضرات انبیا و اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ و خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف ہوا ہی
نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند اپنے رانی کے منکشف رہیں پھر کیا
فرق رہا علم بندہ اور علم خدا میں یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہیں جانتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں ہیں اور
زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ تعالی ہی پس جونپور اور بیان والا وہمی زمین و الون میں ہیں انکو علم غیب کس طرح
مخالف اس آیہ کریمہ کے ہوگیا عقیدہ ؤ ہی یہ ہم یہ کہ عالم میں چند چیزیں ایسی موجود ہیں کہ مخلوق
خدا کی نہیں ہیں بعضی ان میں کل وجہ سے غیر مخلوق ہیں اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہیں منجملہ انکے شیخ جو بیوں شیخ مہدیاں بھی ہیں چنانچہ رسالہ جو ہر نامہ میں لکھا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوق
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میاں سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر
ازل و روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب سماوی این ہمہ غیر مخلوق اند و من دون ہذا کل اشیا ربی
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند انتہی و فاتیں فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی
پس این جوہر ازل نیز ہمہ علمای اہل شریعت و این را مخلوق گویند و ہمہ اولیای اہل حقیقت قدیم
و غیر مخلوق گفتہ اند انتہی سبحان اللہ عجیب عریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی پر آسمانی میں یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سوائے ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی موجود
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتوں نبوت میں یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود میں لایا گیا ہی اور اسکا
عدم سے وجود میں لانے والا اللہ تعالی ہی اور بس لیس لا قدیم الا اللہ ولا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہی پس یہ اعتقاد مہدویوں کو ملت ایمان سے نہیں پونہچا ہی بلکہ فلاسفہ یونان سے
ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سوائے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزیں قدیم و غیر مخلوق ہیں چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا انکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہیں یعنی کسی وقت میں معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ ہمراہ حضرت

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر
بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع
سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل
معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب ہی وہ تو وہی کو مہدویون نے
بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع اور جمہور حکما کاملین سے اعراض و نکول کیا
شعر چند چند از حکمت یونانیان حکمت ایمانیان را ہم بخوان ٭ علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقول لیکہ المعنی فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا
مراد ہی اور یہ دونو قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب سماوی سے اگر مراد کلام نفسی الہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف
وکلمات متوالفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہۃ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس ایہ
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند و در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب ابا یہ بود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الہی سے
سب قدیم ہوسکے ہین اس قدم سے اشیائے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الہی قدیم ہوا
اور اشیا سب اپنے مرتبہ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام
محض ہی کہ تمام اولیا اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیا اہل حقیقت کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اللہ ولی الذین آمنوا حال وہی کا مانند جمیع
صفات الہیہ کے ہی واین کجا و آن کجا تتمۃ الباب عقیدہ تسویہ یعنی شیخ جونپور کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ
خدا ے دادگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدہ دیگر کہ اوس سے بھی بدتر ہی
اوس مین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

دوسری یہ کہ حضرت سید محمد کا نہایت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات شیخ جونپوری کے عوام مریدوں کے برابر ہیں چہ جائیکہ خاص یعنی
واصحاب کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہیں پھر کہاں شیخ جونپوری کہ وہ تو نہایت
درجہ ہی حالانکہ جن بزرگوار دن نے رہ پہنچا ہی اونمین سے یہ بھی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا تعمیر ہی تو یہ بھی شبق
بیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے انتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس حدیث نے اصل بیان کرکے بتایا ہی
کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسی ہو
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پچیسویں فصل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبد الکریم
ایک حدیث پڑھتے تھے اوس مین اس مقام پر پہنچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے شکر کیا کہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی
اور بڑے صحابہ کا مرتبہ اس سے بھی در اور آگے ہی اور پچیسویں فصل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ہُمْ اِخْوَانِیْ بِمَنْزِلَتِیْ یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک دن
دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل ایسے کہتے ہین کہ مثل جبرئیل ادن پر
وحی اوترتی ہے لیکن بارہ آدمی ویسے بھی نا افضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اونسنے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک
اور قاضی عبد اللہ لہتی یہ لاوے یہ شیخ جونپوری کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم مرتبہ حضرت کے بول کر
کبھی ون مین سے بارہ کو مرسلین پر اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دی ہی کہ منجملہ اونکے عبد الملک مع منصب الانبیا
بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپوری سے بھی افضل ہوے کیونکہ اونکے مساوی جو افضل ہوا وہ
ایسے ہی افضل ہوا لیکن دو نو عقیدے انہیں کے بزرگون کے ہین ہم کو یہ نہین کہ کیا سبب اکثر تسویہ کو اختیار
کیا اور تفصیل کو پس انداز کیا کیونکر بسبب خوف خدا کے باز رہتے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر ہوکر سلام اعنوا در تقدیم عن مولاتیا
ٹھیرایا او سکا جو سبب ہے او سکو اب بیان کرتے ہین وہ یہ کہ خود وہ بزرگ با وجود دعوی التسویہ کے

اشارہ ترقی واضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بولے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسدم تک تصحیح ہوئی ہو اور قبول و رد میرا قبول و رد خدا کا ہی چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت وغیرہما مین موجود ہی اور تفصیل اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ افضل جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی افضل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونو کلام تسویہ و تفضیل مین سے ایک بلاشبہہ کاذب ہی اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ يَخْتَارُ اَهْوَنَهُمَا لیکن بعضی نے برخورداری و تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس احتمال تفضیل کو بھی بالکل معطل نہ کر دیا بلکہ برتاو اوسی کے موافق رکھا کہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور میان نعمت اور میان نظام اور میان دلاور اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چوہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہی ناجی باقی غیر ناجی اور سید محمود مذکور الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدلہ مہدی بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اور بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جنگ بدر ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا کہ تحفہ شمائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور انکی مان فاطمہ ولایت ہین اور سب بیبیان مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ انکے مہدی نے دعوی کیا کہ ہمارے بندے کی ایک لمحہ نماز ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ انصاف نامے کے باب ششم مین لکھا ہی اب انکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقادات کیون نہ رکھین گے بلکہ یہ مریدین خود مبشر بالجنہ ہونا برکنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ تحفہ شمائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین اے میان دلاور تمہارے پاس بھی ہوئے ہین اور انھین مریدین کے واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اب باقی رہا یہ شبہہ کہ سید محمود مذکور الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر برابر یا بہتر امام الشہدا شہید کربلا سے

جاتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین پھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہید ہو جاتے ہین کیونکر شریک ہو گئے
سو جواب اس کا یہ نزاشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک روز یہ بزرگ بعد نماز تہجد کے
جا نماز پر بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
ہانکا اور سنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد چھیالیس روز کے پندرھوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع و اقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدوی کے ناحق کے مارنے کو لپس کرتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود
اس گرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یا بٹ نے اذن الٰہی نہ ہونی کی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے ناتمام مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور یہ اوسکے زخم
سے گزر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید کہکر مغفرت نے معنت کٹھا ٹھ کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو و نما سے انتہا موت و فنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ و روایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف و کرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کر دی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراش و خراش مریدین و معتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین
و متاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی و شیعی وغیرہ نے بجز ترک و تجرد اور تاثیر وعظ و
بیان کے کہ لوازم ترک و تجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر دباہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی
نقل کی شیخ جونپوری کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی
کہ شہر جونپور مین کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کہ نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے
اور انکے دو فرزند پیدا ہوئے تھے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف
ہین ولادت انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی
آغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے
بمصلحت دعوی مہدویت کے دونون کے نام بدل کر میان عبداللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ
بحث دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی پہونچی سید خان صاحب نے

اشراف واعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن رسید رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین دلیر اور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماء دانا پور نے انکا لقب سید العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اسی دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارۂ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہی کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید اجی احمد شاہ کے تھے اور وہ اخل سلسلۂ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ انکے نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گزار دلپت راؤ والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطۂ اعتقاد واختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر بد گوہر سے ننگ وعار دلا کر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لیکر ہمراہ شیخ موصوف کے روانۂ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب انکا فوج بیراگیان تھا رکاب شیخ مین رہتے تھے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پہونچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعہ سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جما کر پندرہ سو بیراگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت راؤ دوچار ہو گئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پہونچی کہ دوپارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان ولاور خلیفہ شیخ کہ بھانجے بھی آنذکور کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے روایت کرتے ہین کہ راجۂ آنذکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبۂ شیخ ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہو حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مثل مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہی کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام و ایک قطرہ پانی کا کبھی چکھا اثر و نہ

انکی بی بی الہدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوش ہوتے ہو اور تحمل نہیں کر سکتے جو بولے کہ اسقدر تجلی آورت
کی ہوتی ہی کہ اگر ان دریاؤن مین کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آوے
سبحان اللہ اس غفلت و جذبہ مین بھی یہی دھن تھی کہ حضرات انبیاء و مرسلین کی تنقیص اور اپنی تفضیل کا دم مارنا
القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش رہا کرتے ہے مدہوش رہتے تھے یہ حال مذبذب پانچ برس تک
رہا کہتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و دیگر ترکاری نہ کھاتے تھے بروایت بی بی الہدیتی کہ کھایا ہو گا
بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلا وطن کے مع زن و فرزند و چند مرید کے
دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک عزیز
ہمراہ تھے اور اوس جنگل مین الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور رفتہ
رفتہ شہر چندیری مین پہنچے اور وہان اونکے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ نادر کو کہ صاحب سجادہ شیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر و اکراہ وہان سے انکو نکال دیا وہان سے بعد
طی کرنے چند منازل کے شہر مندو مین پہنچے وہان بھی غلغلہ انکا ہوا یہان تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اور اسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اوس ایام مین باجلال و طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساتھ تنکہ
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی خدمت شیخ مین گذرانی شیخ نے تفاخر کر کہ
ان لوگون کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک قالی کو کہ اوس وقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک تنکہ انکے رفقا مین بالسویت تقسیم ہوئی اور وہان ایک امیر صاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نامے کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا چنانچہ تا دم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
دیوان غیر منقوط اور رسالہ ابرار امانت اور رسالہ ثبوت مہدویت تصنیف اسی کی ہی اور صاحب دیوان مہری
ابن خواجہ ملا شاگرد اسکا ہی اور اسکو خلیفہ ہشتم شیخ جونپوری کا شمار کرتے ہین غرض کہ اب یہان سے لوگ
معتقد ہو کر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر مین سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اوسکو
مدفون کیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہان بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام
طیار کروایا تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہو کر ایک دیگ پر جوش مین گر کر مر گیا اور سبب
گرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک واقعہ اس خاندان میں بار

بھی ہوا کہ یہی ایک سبب ہے ایک لڑکا سید محمود کا اسلئے جو بنام آتش چراغ سے جل کر مرگیا وقنا ربنا عذاب النار۔ غرض کہ شیخ موصوف بعد اوس کے کوچ کر کے شہر چانپانیر میں کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر مسجد جامع میں اُترے وہاں بھی انکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود بیکاڑہ نے بھی ارادہ آنیکا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوئے اور میاں نظام کہ مسجد اسلام خان میں طالب علمی کرتے تھے مرید ہو کر ہمراہ ہو لئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہداتی زوجہ کلاں شیخ کی فوت ہو کر زیر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے طریقہ تفسیر بالسویہ کا نوبجات میں شروع ہوا پھر چند قاصد ... وہاں سے برہانپور کی راہ دولت آباد میں وارد ہوئے وہاں سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کر کے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہاں احمد نظام الملک نے قلعہ و باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا شیخ والا سے انکی صحبت میں بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اسکے جانشین وہی ہوا اور اس فرزند کا تھا اسواسطے بعد اسکے انکے خلفا و مریدین کو بادشاہ نظام و دانا و رفعت ذخیرہ کے ... سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی اسکے پوتے سید میران جی ابن حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح میں دی تھی یہی سبب ہی انکی اولاد و خلفا کے دکن میں آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر بیدر کو پہونچے عہد ملک بریدیہ میں وہاں شیخ ممن معتقد ہو گئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کر کے ہمراہ ہو پھر وہاں سے شیخ بیجاپور گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہاں سے رخصت ہو کر قصبہ رائے باگ ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے اور بعد طی منازل کے حرم محترم میں پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام میں دعوی مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا اور میاں نظام و قاضی علاء الدین نے آمنا وصدقنا بول کر جھٹ بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ادا ہو جاوے اور بولے کہ دو گواہ بس ہیں اور سن نوسو ایک ہجری میں یہ دعوی ہوا پھر وہاں سے حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کو گئے اور کہا کہ میں نے بابا آدم سے معانقہ کیا اور انہوں نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط مکے سے بعجلت تمام مراجعت کر کے جدے کو آکر جہاز پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اتر کر وہاں سے ملک گجرات میں شہر احمد آباد میں آکر مسجد تاج خان سالار

مین غریب نواز و مجال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقۂ وعظ و
دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفۂ شیخ وہین مرید و تارک ہوکر رفیق ہوئے اونکو خلیفۂ ثالث
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفۂ چہارمی ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز
مجمع عام شیخ نے سن نو سو تین مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہی بعد اسکے علما و مشائخ گجرات
نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان
کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولہ سانیج نام
مین نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفۂ کلان ہین پہلے راہزنی اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے
بھاگ کر وہان پہنچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہروالہ پیران پٹن مین
کہ متعلقہ گجرات ہی کرخان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا
ہوا اور میان خوندمیر یہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن برخوردار اور ملک گوہر داماد ملک
حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی
کہ فی الحال یہین رہو پھر جب خدا لاوے گا آنا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امراء گجرات نے بھی جبرًا
بلکہ نظر بند کرکے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ
موصوف کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین ہونگے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروادیا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آیا تو کہتے
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہی مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چند مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آرہے یہان سب خاص
عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرو اور بار با
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہر چند ٹالے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ پاس خاطر
انکے دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان اصرار
تھا کہ سب نے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
بلا واسطہ ہوتا ہی کہ دعوی کرین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ اے سید محمد دعوی مہدویت

ف دوسرا دعوی مہدویت کا اور اخراج دوم احمد آباد سے

ف اخراج سوم پیران پٹن سے

ف تیسرا دعوی مہدویت کا مع دعوی نفی اور تکفیر منکرین کے

کہلاتا ہو گے تو کہلا نہین تو نالمان ہین کا کرون گا اسواسطے ہین صحبت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَهدِیُّ مُبِینُ مُرَادُ اللهِ اور اپنا چمڑا دونو انگلیون سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہوئے وہ کافر ہی اور مین خدا سے بیواسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوا
ہی کہ علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ہمنے تجھے جو
قبول کریگا وہ مومن ہی اور تیرا جو منکر ہوگا وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدا ے پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ آمنا وصدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور مرنے دم تک اپنا اڑے رہے اسیواسطے اسکو
دعوی موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور
وغوغا ہوا کہ جبسے یہ کہ یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جاکر دعوی مہدویت کا
کیا ہی پس چند علما قصبہ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اسکی باب ثالث مین آوے گی القصہ جب کہ شیخ
اپنے دعوی سے باز نہ آئے علمانے مایوس ہوکر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمدآباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندہ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤن گا خلق کو گمراہ کرون گا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پہنچے وہان کے بہت لوگ مرید و منقاد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پہنچے
اور وہان بیان کیا کہ فَالَّذِینَ هَاجَرُوا شد وَاُخْرِجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ شد وَاُوْذُوا فِي
سَبِیلِي شد وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا ماندہ ہست ماشاء الله خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوے
اور ملک سندہ مین شہر نصیرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات
جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہوکر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہرچند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جاتے ہو ایک
نے بھی نہ سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انھین مین تھی پھر وہان سے دارالسلطنت
سندہ شہر ٹھٹھہ مین پہنچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت کی

پھر لوگون کا فاقے سے مرنا اور شیخ کا اپنے منہ سے بشارت مقامات انبیا و مرسلین کی دینا اور اخراج بحکم بادشاہ سند ہونا

کی جب یہ حال قال اون کا اہل اسلام سند پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہانتک کہ جو اکثری دی رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مرگئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخرکار بادشاہ سند نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن بی بی خان بی بادشاہ موصوف نے اپنی عرض و معروض سے حکم قتل کا ملتوی کرا کے مملکت سند سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ حرمین ہوئے کہتے ہین کہ قریب نو سو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اون میں سے تین سو ساٹھ اصحاب مہاجرین خاص کہلاتے تھے غرض کہ بعد از خرابی و بربادی افتان و خیزان یہ قافلہ درویشان وارد قندھار ہوا جب یہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی کو روز جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علمائے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑ اور جبرا و قہرا پکڑ کر سید شیخ کا ہاتھ پکڑ کر اس عجلت سے لیچلے کہ جوتا بھی پہنے نہ دیا اور مریدون نے جب راہ ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہنچی جب شیخ داخل مسجد ہوئے علما دیر دے نے ہجوم کر کے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کردیا شاہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہوگیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہوگئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہنچے وہان بھی یہی بار مریدیا پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گوشہ کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اسکے میر ذوالنون حاکم شہر بکمال ادب واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علمائے فراہ نے سوال و جواب شروع کیے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علمائے مذکورین نے آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آئندہ بحث دلائل مین تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو ہمراہ آگئے تھے اور میان محمود فرزند شیخ جونپوری کہ شہر نہروالہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادہ تلاش

شہر چاپانیر کو جاکر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہو گئے تھے یہ تینون شخص
فراہ کو آئے اور ہمراہ یہ نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لاوے میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت
مین خیانت کرنے نہ دونگا فرزند رشید نے خفا ہوکر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار خوندمیر
نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد
ہوئے جبکہ فراہ پونہچے سب امانت مین شیخ موصوف نے طرف داری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا
مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ اماکٹ ٹھمک کیا تیرے باپ کا مال ہی بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ
میان نعمت سے طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اثنای راہ سے آپ کی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا مجرد اس کلام کے
طالبین مذکورین بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہی جوش مین
آکر صحبت شیخ سے بیزار ہوکر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی تنہائی کی ایک گوجری
مثل بولی کہ تو مجھ لوگر نہ لوگر سہاگن ہون تجھہ لوگر نہار یعنی تو مجکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا
ہون اور بہت دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہی
اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہوکر آوے اوسے کاہے خوشی نہ ہوئے
غرض کہ ان لوگون کے آنیکے بعد چھہ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے
اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین صادر ہوئے ہین
القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھہ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سنہ ۹۱۰ نو سو دس
مین انتقال کیا کہتے ہین کہ اوسی پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی
کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے وتر ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و دروغ گردن
مہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ برابر عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا بین درمیان فراہ اور سوزنی کے
ہی دفن کیا اور میان الہداد حمید نے مجضرہ حاضر چند شعر قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر بھی تھا
فضلش که بر جمیع بیمرشد شد از خدا ٭ باد ابر و زحشر شفاعت گر از خدا ٭ اور سنہ سولہ سو مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ
نے قبر پر گنبد بنوانا چاہا لیکن بیگان سلطان حاکم فراہ نے اسکی تکمیل کی غرض کہ بعد فوت کے میان خوندمیر دانہ اوطن یا نو

گجرات کو ہوئے اور نہر والہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا.
تو قصبۂ سلطان پور مین آکر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی
گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوگئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع
بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجی اڑہ
مین گئے اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا
شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو
معلوم ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈالکر
ایک گاڑی پر سوار کر کے داخل قید خانۂ احمد آباد کیا چنانچہ اکتالیس روز اوس محبس مین رہے بعد اوسکے
بسفارش و الحاح راجی سون راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی
پائی لیکن زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پاؤن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد ڈھائی مہینے کے بعمر چالیس
سن نوسو ونیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدویت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے مسخر ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن مین
اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک بیار نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لاکر رکھا وہان سے بھی
چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز انکو خبر پونہچی کہ شہر احمد آباد مین ایک
مہدوی ننگر بیگ کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کیے تاکہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سوار انکے جب بعضے علماے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
کھانبیل کو واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہوگئے
اول کھانبیل مین جاکر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اوسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ ادھر

یہ بھی مستعد امیدوار کارزارت بیٹھے تھے یہاں تک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاوے گا اوس کا سونہہ مصری سے بھرونگا موجب اس وعدے کے جب انکے فرزند میاں جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہارون سنتے ہی مصری کوٹ کر انکے سونہہ مین بھر دی اور ساٹھہ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برامد ہوئے اوس روز اکتالیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھہ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھہ بھی کاسہ سر سے باہر نکل آئی لشکر بادشاہی دس و نامی قدر کام کر کے پیچھے ہٹ گیا اور میاں مذکور کی کمک کو ملک شرف الدین مہدوی ستّر سوار لیکر پہنچا اور میاں مذکور مع اصحاب و کمک کے موضع کانبیل سے موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہی ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن پہونچکر جنگ ہوئی مین میاں خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا وغیرہ مین جملہ چوّن آدمیون کو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر آرپنج فضائل مین لکھا ہی کہ میاں خوندمیر وغیرہ نو آدمی کے سر لیکر واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ چاپانیر کو ہوئے اثنا راہ مین جب بستی مین پہنچے ہڈیان پٹن مین پھینک کر سر کے پوست مین بھس بھر کر لیچلے چنانچہ قبر جسد کی سدراسن مین اور سر کی پٹن مین اور پوست سر کی چاپانیر مین ہی لیکن اوس کا نشان نا معلوم ہی یہ واقعہ سنہ نو سو مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے سونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہی اور انسان سے مراد میاں خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ بیان اس جنگ مین لکھتا ہی کہ آن تحمل تحول مراد اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ہر آئے اند از اسپ برخاش سہاز فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ کرتا ہی تفصیل اسکی بحث تحریف مین آوے گی غرض کہ بعد اس قصے کے دوسرے خلفا شیخ جیو اور اولاد انکی جابجا متفرق ہوئی ہر چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نو سو بارہ مین شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات کے بھجوائے متضمن اس امر کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقاید باطلہ اور اس سبب سے کہ تمام اہل اسلام کو کافر کہتے ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کریں تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پر واجب

ہی کر انکو قتل کر رہے بادشاہ گجرات نے ان فتووں پر عمل کر کے گیارہ آدمیوں کو پکڑکر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفۂ شیخ کو گرفتار کر کے بحضور سلطان مظفر لیچلے راستے میں سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہا میں بھائی متی خادر کے بطن سے ہین پوچھا کہ اگر انکے معارضے میں فرزند مہدی کا نام
لگے انکو رہا کر دوگے مردم سرکاری بولے البتہ رہا کریں گے کہا میں بیٹا مہدی کا ہوں لوگوں نے
شاہ نعمت کو چھوڑ کر انکو بجائے اونکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس میں رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس میں رہے یہان تک کہ سلطان مظفر نے رحلت
کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ نے مہم دکن سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک میر محمد مذکور
نے بجلدوے اپنی خدمات کے کہ اس مہم میں اس سے سرزد ہوئی تھیں یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی میں ہے خلاص پاوے بادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کردو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ حبس میں آچکا اور خفیہ اپنے لوگوں کو ڈرا کر حکم کیا کہ سید علی کو فورًا حبس میں لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھکر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کہ اس روز اسیری سے رہائی
کو اپنا فدیہ دے کر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز موضع لوہ گڑ میں کچھ مردم لشکری کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آکر اہتمام شتر و شکر کیے
اور خیا بین نزاع ہو کر نوبت جنگ کی پہنچی یہانتک کہ شاہ نعمت مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارے گئے
اور ملک الہداد مرید شیخ جونپوری تربیت یافتۂ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولوں اور
محافظت مجروحوں کی انھیں کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگوں نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک میں رہنے کے قابل نہیں ہو اسواسطے ملک نے کو رنجی بکمال
اضطرار سید راجحسن سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک مارواڑ میں پہونچکر موضع پارکر میں دائرہ باندھ کر رہے
وہاں اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقوں کے مرنے لگے لیکن آپس میں ہر ہر شخص
اپنے اپنے احوال مقامات باطنہ کا بیان دعوی کرتا رہتا تھا یہان تک کہ ایک شخص سے حالت نزع
و سکرات میں پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوس نے کہا کہ ولی ہوں چنانچہ تذکرۃ الصالحین میں مسطور
ہے غرض کہ یہ لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دوام زہد و ترک کا کہ مقبول
خاص و عام ہے پہچانکر خلق کو اپنی تسخیر میں لاکر اقسام کے تفرقے بیچ ملت اسلامیہ میں ڈالتے رہے

[illegible]

اور انکے فتنون کا اختتام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھہ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین بجوم فتنہ
و فساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبراباد کے حضور مین بھی پہنچا
باین طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب سفر مکہ
معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ
علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبہ مذکور مین بجائے اپنے والد کے سجادہ نشین تھا
اس مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ
نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو والدت سفر حج کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ راہی
حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جودھپور مین واقع ہی پہونچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن
چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علائی اس بات کو
سمجھہ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین جو واجبی ہی تن دہی نہین
کرتا ہی اور ارادہ حج کو فسخ کر کے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو
آگرے مین طلب کر کے بر سر دربار علماء اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر
غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآن کا شروع
کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجھکو
اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ علائی نے کہ ہر چند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے
رعایت کر کے بخلاف فتوے علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف
اخراج کر دیا اتفاقا بہار خان حاکم اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در آیا اسواسطے بار ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بڈہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان
سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تا کہ موافق حکم اونکے عمل کیا جاوے شیخ بڈہ نے
موافق فتوے مخدوم الملک وغیرہ علماء بادشاہی کے حکم قتل کا لکھہ کر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے
کر دیا اس عرصے مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت
کے جراحت ہو گئی تھی جب اس حال مین روبرو سلیم شاہ کے لائے طاقت گفتار کی نہ تھی

سلیم شاہ نے آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہو جا
شیخ علائی نے کچھ اس بات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے
کوڑے مین مرگیا اور یہ قصہ سن نوسو چھپن مین واقع ہوا بعد اس وقت کے بقیہ مہدویہ اطراف
و جوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبد اللہ کو خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگ
اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرزادے مہدویون کے عوام الناس کو
ورغلاتے رہے اور حکمت عملی سے در پردہ نئے جاہل لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ
جیپور کہ جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امرائے افاغنہ
کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبر شاہ نے بعلت طرفداری شیر شاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ
نکل کر گجرات مین پہونچے اور وہان جابجا مہدویہ زد و کشت اہل اسلام سے ہراسان ہو کر انکو
پناہ مین آئے اور جب اختلاط بہم پہونچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوئے اور کچھ اپنے
مذہب پر باقی رہے جب افاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ
جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کرکے اضلاع جیپور مین متوطن ہوگئے لیکن مذہب
ویسا ہی دو رنگ رہا چنانچہ ابتک یہی رنگ ہے کہ منڈوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے
دکن ہو گئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم تیسنی وغیرہ سے مہدوی ہین اور
ہندوستان مین معدن مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندوستان
مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہے کہ کیا ہے اور شیخ جونپور کو جانتا ہے کہ کون ہین
البتہ بلاد دکن مین جا بجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ
کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب اجرائے احکام دین کا مفقود
ہو گیا جو عداوت مذہبی اس قوم کے ساتھ تھی حکام کے دلون مین باقی نہ رہی اور چونکہ پیشہ
بعضے عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام
اسلام انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت و حرمت ہاتھ لگی اور
زیر سایہ حمایت امرائے اہل سنت وغیرہ کے امن و امان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی تقید

[illegible]

ف اخراج مہدویوں کا سرنگ پٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غرطی زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین

شرارت کے کہ مقتضا اس مذہب کا ہی نافرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جس جاے مقبول ہوئے آخرکار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین نوکر ہوئے جب سنہ تئیس۲۳ مین رمضان کو روز اد دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اوسکے پڑہنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جاکر پڑہو عدول حکمی کرکے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہی سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ اسی دم تمام کمر و مہ کا اخراج کرو دریا تو پون سے اڑا دو جب کئی سو مارے گئے سب بھاگ کھڑے ہوئے ایسی سردار خان غرطی زئی مہدوی پونے مین باجے راؤ کا نوکر ہوا اور جب انگریزون اور باجے راؤ مین بابت حوالہ کرنے تربک ڈنیکلہ قاتل گنگادھر کے کشمکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غرطی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر مارتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین چنانچہ اس کلام غرطی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی بتر ہو گیا انگریز اول وقت تربک کے طالب تھے اب غرطی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راؤ مجکو حوالہ کرے انگریز کو رپوٹ پندرہ سولہ سوار لیکر ہر چند باجی راؤ منع کرتا رہا اور نمک کی قسم دیتا رہا تاہم چھاونی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جوانان بار نے ایک توپ ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن اوسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ بارہ سو تینتیس۳۳ ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہو کر بھٹور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پس اس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور ناعاقبت اندیشی اور نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہو گئی ؎ تراش دہا گر بود یار غار ٭ ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار ٭ پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت

[illegible]

راجہ چندو لعل پیشکار دولت آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار
نوکر ہوئے یہان تک کہ بعضے بابگیر ہزارہا روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور وہ دولتمند
انکے گڑھ پتی تک پہنچے وہان اقسام کی ظلم کاری اور رباخواری شروع کی اور اپنی کثرت
اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی
اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہان تک پہنچی کہ سلخ ذیحجہ کامل سنہ بارہ سو سنتیس مین
مولوی عبد الکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اوسوقت
طرفین سے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دائم خان ہندوستانی اس فتنہ مین
شہید ہوئے اور عنایت خان پرورش کرے وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
موصوف کو انکے جاہلین بیباک نے تیغ بیدریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا جو تھے روز اہل سنت
نے مکہ مسجد مین جمع ہو کر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے جنجل گوڑہ پر کہ انکے رہنے کی جا تھی
یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت ادنی
و اعلی طرفین سے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان دو سردار اسطرف کے شہید
اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوسطرف کے نامورون سے سید نصرت اور
عنایت خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے لشکر اخافتہ مہدویہ کے اخراج
کا حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل نہ کر کے عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کہ نوکر
سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد اسکے رسیڈنٹ مارٹین وغیرہ
سرداران انگریزی نے سپاہ معدود کو بمع دس ضرب توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب
صورت گولہ اندازی اور آتشباری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گم ہوئی الحاح و عاجزی شروع کی اور
جو کچھ اسباب اوٹھ سکا اوٹھا کر جورو بچون کے ہاتھ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور باقی
لکھا روپیہ کی املاک اسباب بحسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب ضبط سرکار آصفی مین ہوئے کم ترکوا
مِن جَنّاتٍ وَعُیُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ کَرِیمٍ وَنَعْمَةٍ کَانُوا فِیہَا فَاکِہِینَ کَذٰلِکَ وَ
اَوْرَثْنَاہَا قَوْمًا آخَرِینَ صادق آیا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خداوند نعمت
کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگریزی سپاہ۔

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اسقدر کشت و خون کیون کیا آخر
جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اسکے
جب مہدویون نے دیکھا کہ جتنے اہل سنت نے ایک عالم کو مارا اور ہمارا دس ہزار آدمی خانہ ویران
ہوگیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہوئے کار اور صدہا بیرزادے اور جملہ مہدویہ پریشان
و شکست ادبار ہوگئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کرین
کہ جسنے مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چار سو کے
عوض یہ کھڑے ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک
شخص بہ بہانہ نبض کھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید
مین مشغول تھے ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے مین مشغول ہوئے
ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہوگیا شہادت کا شاہد ہوا اور یہ چارون
تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال دکھاتے ہوئے
یہ جوان بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہی ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا
کہ عزت یار خان کو مارے جاتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اوسوقت نواب مبارز الدولہ بہادر
بالاے بنگلہ براہ سے تھے انھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصبدار کا صاحب
کو دیکھا اور تیغ بہادرانہ کر کے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مار کر خاک کر انداز کیا چوتھا بھی
حکم سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کر دی گئین کہ درندو چرند نے کھا کر
تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہوگئی بس مہدویہ
دربدر شہر بشہر باہر باہر حدود ممالک محروسۂ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت
یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی وطن سے نہین جاتی تھی اور اپنے
سر دار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی
تھی القصہ ایک مدت دراز اس پر گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور
نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد
و بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض و طیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین

نذرلانے اور رشوتین دے دے کر ایک ایک دو دو مہدوی آکر بسنا شروع کیے اور راجہ موصوف کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصۂ قلیل مین بیگم بازار اور جنجل گوڑہ اور چادرگھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پائون جما اور قدم سے اونکی حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بارِ دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز باغ سیف آباد سوار ہوتے وقت بابت مطالبۂ تنخواہ اسکے بیس بائیس مہدویون نے سدِّ راہ ہوکر بندوقون کی چھوٹی یہان تک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی پھر دیکھنے اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ مین واویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اسکا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اوسوقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس حرکت پر بھی ایک زمانہ گذرا یہان تک کہ وقت حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اوٹھایا لیکن رنگ و سلوک ڈھنگ دوسرا دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو کار فرمایا وہ یہ کہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور دوسرے تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسیٰ نام لقب عالم میان مہدوی نے اول استفتاء صغیر و استفتاء کبیر اس مقدمے مین لکھ کر دربدر اور شہر بشہر پھرایا اور انکا سبب تالیف ایسا لکھا ہی کہ اول مجسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب مدارسی سے حیدرآباد مین مباحثۂ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتاء تیار کر کے طالب جواب ہوا جب انھون نے جواب سے پہلو تہی کر کے حوالے دوسرے علما پر کیا مین نے علماے آفاق پر دورہ کیا چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتاء را بنظر بعض علما اطراف گذرانیدہ در حیدرآباد مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن زمان صاحب کمی و مولوی احمد علی صاحب امیری و مولوی الہ داد خان صاحب جہبری و مولوی مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل مشغول صاحب درویش و مولوی حیدر علی صاحب دہلوی و در مدراس دیوان صاحب و فرزند قاضی بدر الدولہ صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در ترچناپلی

مولوی مفتی غلام رسول صاحب در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب و مدرس مدرسہ مسجد جامع پس بعض الیشان بعد
تفتیش ساکت ماندند و بعض مجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات
نکردند بلکہ استفتا را بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا اہل مسجد
بر سر این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علمائے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلوتہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب نہ مطلع
ہونیکے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب اپنے جہل کے مایوس اور نا امید ہو کر سخن
فہمی اور حق شنوی سے اس بزرگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتوں کو مع ترجمہ اور رسالہ کشف الحجاب و ثلاثیہ اور دلیل
متین اور سبب تالیف کہ جس میں ان سب کے عجز کا بیان ہی ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی میں چھپواکر
ملک بملک مشتہر کیا جب اس میں بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جامے میں نہ سماکر رسالہ شبہات الفقہا اور
ردلین فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی میں چھاونی بنگلور میں چھپواکر دہلی و لکھنؤ و بلاد دکن میں بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہیں آتا ہے اعتقاد ہمچو من دیگری نیست کا راسخ کر کے زیادہ تر دلیری
شروع کی کہ رسالہ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضائے حیدرآباد میں بخدمت قاضی سید
ولاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے دریافت
حق کے اطراف و بلاد میں منتشر کیے اور علمائے آفاق کے حضور میں بھجوا دیے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہیں اسواسطے آپ کی خدمت میں پیش کرتے
ہیں کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر میں آوے حسبۃً للہ ہمکو مطلع کر دو تا کہ ہم رجوع بحق کریں اگر نہ
اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع مصنف سطور کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات
سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہی لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت نہ دی

کہ تحریر جواب سے انکار یا اعراض کرے کہ اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال نا تمام میں بلا مزید دلیل اور انکے کلام
باطل کی نالث ادلیل ٹھیرا دین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب کا موقوف مطالعہ
کتابون مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابون تفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہیں کر سکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہو کر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مطلوبہ
بلکہ غیر مطلوبہ بھی جس بات سے ہم توضیح لکرنا نکرین بسبب خیر خواہ مسلمین لے آئے اونکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہیں تا بہ تفصیل
پر توکل و اعتماد کر کے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلہ کے آغاز کیا اسی عرصہ
میں بغیر درخواست اس احقر کے کیفیت مفصلاً زبانی سید حبیب محمد شمار جمعدار عرب کے مستگا
نواب مختار الملک بہادر میں کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمان روائے دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فوراً حکم اخراج مہدوی مزبور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابین مستعار عام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ ابتدا مین یہ اخراج مجکو کچھ بے ضرورت سا
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بجز سکوت کچھ مناسب سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی
بھی نظر پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملہ ذاتی بلا توسط صاحب سرکاری
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتیں اور اس فرصت سے مع اشتغال معمولہ کے مطالعہ کا کیونکر
ہو سکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے والحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس اخراج کے ایسیل حامیوں وسائط
مصنف مذکور کے عمل انگریزی مین جا گزین ہیں مجھے طالب ہونے کتب کے ہوئے ہین جواب یا
کہ تم نے کتابین اس غرض سے دین ہین کہ جو شبہات اس مین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار در پیش ہوئے ہین بغیر اونکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین اخیر یہ قرار
پایا کہ بواسطہ خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندہ نے بموجب اس قرار داد کے اول ایک
خط مورخہ شوال ۱۲۸۳ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے باسید جواب ضلع بھیل سند خصوصی بھیجا گیا

[illegible]

کہ فرودگاہ مصنف مزبور کا تھا روانہ کیا خط یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابوریا محمد محبت
کرمفرما کے احباب سید عیسیٰ الملقب بعالم میاں صاحب واضح باد کہ سبب روانگی ایشان ازین بلدہ
زبانی سید موسیٰ صاحب مفصلاً معلوم شدہ باشد کہ دران راقم را ہیچ دخل ہنوز محض این بابا از
طرف بعض جانب عرب برخاست کہ بغیر استشارہ من مبادرت نمودند و ہمانا کہ اگر وقت روانگی خود
شان اندیشہ کے ہم را مطلع می ساختند حتی الوسع برائے قیام آنکنفر ماسعی می نمودم چہ دران مقصودم بخوبی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات کتب ایشان بود چنانچہ بعد استماع روانگی ایشان
خیلے متردد بودم کہ آن شبہات را از کہ پرسم لیکن از وقتیکہ برادر ایشان سید موسیٰ صاحب از طرف
آن مشفق آمدہ باعث بران شدند کہ حالا بواسطہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نمودہ شود خاطر
نگران و با طمینان آوردہ لہذا امتثالاً للامر کم اول از چند مقام کہ خیلی موجب خلجان اند پرسیدہ می شود
امید کہ از راہ انصاف بلا تکلف اعتنائے بجواب آن پردازند **سوال اول** شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمٰعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسیٰ کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم انساب کی معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسیٰ کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہیں ہی
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا **سوال دوم** ایک روز بالمشافہہ آپ بولے تھے کہ بعضی
روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ ابن سید اسمٰعیل بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو
نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھ
تمھارے کار آمدنی نہیں ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدۃ المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمٰعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے کہ
اونکا نام سید نعمت اللہ نہیں ہی پس معلوم ہوا کہ مہدی دونون کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہیں ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود **سوال سوم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالیٰ نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور مسئلہ تصحیح سے اور قول الہداد حمید سے کہ یہ ہی مصرع وفضلش کہ برجمیع ہمہ شد از خدا ظاہر
ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالتمآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث نے اصل بیان کرکے لکھا ہی کہ اول تمام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسا ہو انکا
امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ اس سے بھی دو بالا اور آگے ہی اور اسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور
نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ہُمْ اِخْوَانِیْ یعنی
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ
آدمی انمین سے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب عبارات سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری مہدی کا
ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہر شق مین
مہدی سے خطا و غلط سرزد ہوتا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتی ہی اور مہدویت کو باطل
کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین
بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تحریر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات
مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے نہین ہی پس حضرت ابوبکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویے کا ساتھ حضرت رسالت کے
غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تحریر کرتے تھے اور ہر شق مین
بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف مین احوال
و علامات مہدی کے بیان لکھے ہین کہ وہ تمہارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین یہان بھی یہ
اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناف کے نیچے سے پانو تلک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے ناف
تلک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تلک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام
زیر ناف سے بالا سر تلک مسلمان ہین ــ دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہو جاوینگے اب جو
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ سیران جی کہا ہی ہو کہ خدا تعالی کو مقید دیکھے وہ

مشترک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی
کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد
تیس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک
واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے
متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرّاتا ہی اس سوالات کا جواب
بتقریر واضح کہ سارا دی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہیجا و خدا سے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام
کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا
اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ اٰمِيْن
خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھ جواب نہ آیا بالفعل خیر باد مگر ایک خط الطور
تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چند
پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا
دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اوسکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی
اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک اسواسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط نواب
وزارت مآب مختار الملک بہادر کے نزدیک جنید خان جمعدار بہدہ اولین روانہ
کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ
نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین نقل رقعہ مرسلہ بنام نواب وزارت
مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر از ین سید علی عرف دولھا میان ولد سید
عالم میان ستہ تار رسالہ در رد مذہب اہل اسلام تصنیف ساختہ و در ان کافہ مسلمین سنیہ
وسنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ و در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنؤ
ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ با وے مقابل شدہ باشد و درخواست تحریر
و جواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضاۓ سرکار حاضر شدہ سائل مذکور مع رقعہ دستخط
تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را ہمہ

سخنست مذکور نیز دبنده فرستادند ومصنعت مذکور را دبنده هم بکمال اصرار خواستند تا تحریر جواب آن
مودیبین غرض کتب مذهب خود از جاها فراهم آورده حاضر ساخت ناچار تحریر جواب آن هم
در جلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم ودر التزام این امر نمود وشد که با آنکه بجواب تکفیر مهدی زبان
لیکن زبان قلم خود را بآن نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی الشان القاب کفر ونفاق درحق
الشان منقول بود بطور پیام بگوش الشان رسانیدم وخطبیات مهدی وغیره پیشوایان قوم
که در کتب الشان مرقوم بود مشروح ومدلل نموده هدیهٔ مهدویه ساختم دیگر از طرف خود هیچ
نادر ودم برین هم شنیده میشود که این امر بریشان خیلی شاق وناگوار ست حالانکه این تحریر
جواب غایت تمنا واصل مدعای عالم میان بود که ده بنده در ریدیه برای تحصیل آن سراسیمه میگردید
آیا امید ایستند که در جواب همین رد ونقیض رد خواهد نمود یا مدح خوانی وثناگستری الشان
خواهد بود القصه حاصل التماس آنکه کتب مذکورة الصدر را ازمدتی بیکار نهاده هست لهذا اسید که
بجنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنامم باین مضمون
ملاحظه سازند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کسان جمعدار موصوف رسید مهری
گرفته از او این امانت هم سبکدوش شوم زیاده عمر ودولت باتوفیق حمایت دین ملت در ترازاید باد

نقل رقعهٔ نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعهٔ مرسله درباب صدور حکم بجنید خان جمعدار درباب رسانیدن خط عالم میان بنام مهربان من
جهت تفویض کتب امانتی تا که جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود
موصول گردید برطبق مسودهٔ مرسلهٔ آن مهربان قطعهٔ رسید مهر حافظ میان که بلفظ عرضی
مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذاست کتب سند رسید فرستاده شود تا که
باستصواب جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور رسانیده گردد زیاده اشتیاق الرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۹۵ هجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض میرساند

مرسله بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگنده سرفراز فرمود حسب الحکم سرکار عالی مطابق نقل مبیضه کنانیده و مهر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت گردانیده بلف عریضه هذا بنظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فهرست رسیدان نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به برادر اوشان رسانیده شود زیاده حد ادب   معروضه غره ذی حجه ۱۲۵۸ هجری

شادی خان ۱۲۴۸

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصله الذیل که

سید عیسی صاحب مهدوی ملقب به عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب اجازت میان موصوف بتمام وکمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته بمالکان کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان و غیره مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف هیچ گونه دعوی و تقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لادعوی رسید نوشته شد که سند باشد

دفعه ۱	دفعه ۲	دفعه ۳	دفعه ۴
مجموعه پنج فضائل و شواهد الولایت و تذکرة الصالحین و غیرها	مجموعه مقصد ثانی و مکتوب ملتانی وجوهرنامه و بشارت نامه و صراط المستقیم و رساله هفتاد و چهار فرقه و درج الاسرار و چند مکتوبات و ام العقائد و رساله بعض الآیات	مطلع الولایت	سراج الابصار

دفعہ ۵	دفعہ ۶	دفعہ ۷	دفعہ ۸
کنز الدلائل مسمی بہ حرز	مخزن الدلائل	رسالۂ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالۂ معارضۃ الروایات تصنیف ایضاً
دفعہ ۹	دفعہ ۱۰	دفعہ ۱۱	
مجموعۂ رسالۂ کشف المذہب و ثلاثیہ و سبتابیعن و دلیل المبین تصنیف ایضاً	شبہات الفتاویٰ تصنیف ایضاً	ترجمہ رسالہ مہدی نامہ تصنیف ازنضا باخان حرم	حافظ میان ۱۲۸۵

محررۂ تاریخ سترہ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۵ ہجریہ مقدسہ

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری مین حقیقت حال یہ ہے کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہے کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بنا شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہے کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہو دین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعۂ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہے فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہے پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہے کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہو دین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہو دین اور شیخ جونپوری مین چونکہ بہیئت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزۂ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامۂ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص ممیز نہین ہوسکتی ہین جہ جا واحد واحد کے کہ ہرگز دلیل برأسہ مستقل نہین ہوسکتی ہے البتہ ان علامات متفقہ و مسلمۃ الفریقین مین سے انتفا ہر ایک کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہوسکتا ہے پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہے جیسا کہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہے اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا ابطال مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین اونکا انتفا دلائل ظنیہ للابطال ٹھیرے گا اور یہ غلط ہے کہ مثل باب

اعتقادیین بالکل غیر معتبر ہی اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اوس مین
تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوس مین اگر دلیل ظنی مفید
یقین نہین تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اِنَّہٗ لَا عِبْرَۃَ بِالظَّنِّیَّاتِ
فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ مِنْہُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ
الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْہِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ ظَنٌّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاہِرُ الْبُطْلَانِ
اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت کہ
ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہوگا سب
یہ قدر مشترک قطع و جزم کو پونہچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات
عامہ و مشترکہ ہین اور انتفا انکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین
دلیل اول رسالہ المعارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبد الحق
نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضیون مین
اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر
تقیید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین
مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد
امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ہر حال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر
ی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور
یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت
کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہو اور اخلاق مانند اخلاق انبیا
و اولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل
کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَہْدِیِّ
فَتَوَقَّفَ جَمَاعَۃٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِہٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّہٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ اپنی تصانیف

مقتنمات سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین اور لا بتہ اس نقل کی میان خوندمیر سے ہو کر مکتوب ملتانی
مین اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان
کی نقل پر ہرگز اعتبار و اعتماد نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ نقل مین نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہین اگر اعتبار نہ ہووے تو دلیل ہشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کا اس شہر مین اسوقت ناقص دستیاب ہوا اوس مین یہ عبارت نہین ہی
اور نہ اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے تتمہ مین یہ عبارت ہووے کیونکہ اوس مین
سوائے احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہی اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوس مین
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہین ہی اور قطع نظر اس سب سے بالفرض و التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول
بھی ہووے تب بھی مہدویونکو کچھ مفید نہین ہی بلکہ سراسر مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا ہی اسلئے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمھارے مہدی حضرت حسنؓ
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہو تب تو اس اعتقاد سے توبہ
کرو نگے یا پھر بھی اپنے باپ دادونکی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا
وَّلَا يَهْتَدُونَ اب انکا نسب نامہ کھولا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے واضح ہو کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہی
سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہی سنہ ۱۰۵۲ ایک ہزار باون
مین یہ دونو کتابین کتب معتبرہ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
کہتے ہین ان دونو کتابون مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط لکھ تفصیل
اوسکی یہ ہی سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم الخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین لکھا ہی

کہ ولادت مہدی جونپوری کی ۸۴۷ھ آٹھسو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدیونکو
کچھہ خلاف وشبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلا خلاف ۹۱۰ھ نوسو دس مین انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھہ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
۶۶۴ چھہ سو چوسٹھہ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے ۱۸۳ھ ایک سو تراسی مین
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابون معتبر مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مہدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہو کر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے اپنی
اس عمر سے کم مین جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے
مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بڈہا ہو کر بیٹا جنے تا کہ بارہ پشت
مہدی کی اس مدت چھہ سو چوسٹھہ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی دوسرے
کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی اپنا
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس ۴۳ برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہو کر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تیئیس برس کے تھے
اور مہدی مذکور چونکہ تریسٹھہ برس کی عمر مین مرے ہین پس وہ اپنے پیر سے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسب نامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چھجو بن خوند سید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سید بن عبد اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیشی بن سید نعمت اللہ بن سید حیدر بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما الخ یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم سن جیسے مثلاً تیس برس مین تو بیٹا اوسکا نو دس برس مین جنے
تا کہ یہ ستر ہ بطن اس مدت دراز مین برابر آخر مین وہل ہذا الا عجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ ہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آئین کو توڑ ڈالا چنانچہ جمع فضائل مین ہی کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیاں دو جورؤن سے جنیں اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوے
اونکو پیر عمری جنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
وامارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی اب دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہی بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے مین حسنا صت معلوم تا ہم و معدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنا نا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین
کہ جسکا دل چاہے انکا بیٹا بن جاوے بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب عرف ہی چنانچہ تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کی
ساٹھ عدد مین سینتیس بیٹیاں اور تیئیس بیٹے بیٹونکے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داود یہ پانچون صاحب بلا اختلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد السے لڑکیان
پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین جیسے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن اسکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ و جعفر یہ دس اخیر کے بلا اختلاف صاحب اولاد مین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
میں کہ جو سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہی لکھا ہی
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے اور فرزندون مین سے لاولد ہی اور بعضے

اولاد نہین اور اب امیر علم نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد ہوئے اونمین سے چار کثیر الاولاد ہین امام علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد بن العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس و ہارون و اسحق و اسمعیل و حسین اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبداللہ اور عبیداللہ اور حمزہ انتہی اور اسی موافق عمدۃ المطالب مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب عمدۃ المطالب مین بھی اپنے شیوخ سے الیسی نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ تمھارے مہدی کے دادا صاحب کہان ہین پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی اور اس پر بالاخانہ مہدویت جو بنایا ہی وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق داخل النسب کر کے گنہگار ہوتے ہین اور انکی روح کو زیادہ آزار دیتے ہین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین سید خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو اونکے علم انساب کی کتابون سے ثابت کر دو کہ مین آدمی فعلیہ البیان ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسی کاظم کے ہین ایسی بات ہی کہ کوئی کہے کہ مین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین ہون جب اوس سے پوچھین کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد مین ہی سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک **نواب افضل الدولہ** بہادر فرمانروا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے بیٹے نکلے کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلاشبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر ایسی ہی استعجاب و استہزا کرینگے اور گل دیگر شگفت ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ یہ نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اس مین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک مین نے کہا کہ اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمعیل بن نعمت اللہ جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمعیل ہی شاید کہ میان مذکور کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگونکی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنائی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو یہ سخن غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دو ہزار نام بنا سکتے ہو جب کہ تمھارے پیشوا ان

پہاڑ دنیانی یا نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ اور بیٹے کا نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے بعقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہی یا آج کل کے نیچے سیکڑون برس کے گذرے
ہوئے دادون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو
باپ اور باپ کو بیٹا ٹھہرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس ناجنکی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پرانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامہ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہی آور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اسکو بتاؤ اور اسکی
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابونکی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول
مین ہین اور جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی بلا غلط اور سوا اسکے نیچ فضائل بھی نہایت معتبر ہی خود عالم میان
کی زبانی ہی کیونکہ تصنیف ہوئی اور اس عصر کے بیون اور مشائخ و علما مہدویونکو دکھائی گئی سب نے اجماع کیا
کہ جو کچھ اس مین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سوا ایک نقل کے کہ اسمین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور انکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور انکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب انکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
ہڈیان سر کی انکی بٹن مین پھینک دین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا بٹن مین اور انکے پوست
سر کا مدفن چانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اسکا نامعلوم ہی غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھہری ایسی کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور اس مین بھی یہی لکھا
ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بنے اصل محض ہی اور بالفرض التسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کی نسب نامے
مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے لئے سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ سید اسمعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہی منقطع انکے ایک بیٹے سے کہ نام انکا موسی بن اسمعیل بن
موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب اور لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی بن اسمعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ انکا عرف ابن کلثوم تھا اور انکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اور انھین
مین سے بنی السمسار اور بنی ابی العصاف اور بنی نسیب الدولہ اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

آجتک موجود ہین انھی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو نامنہ نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے سمجھے اونکے اپنے مہدی کو بھی
داخل کر دیتے ہین اور وہان انتو لے کہ پیر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کو جا نہین ترکش کمان
لعمان کھون میان نعمت اللہ کو خود ڈھونڈھنا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی یہ زبردستی پرائی نسل مین
لسینا نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی و اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال دکھاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہوکر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیرخوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بدفہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھا یا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہرچند سمجھایا نمانا
اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم اب
مہدویہ سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہوگیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
ہی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی
مفصل ہم مین معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
تاجک یا افغان یا کوئی شیخ بھالی یا مغل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق
بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

حکایت طالب علم

کافی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی بکار گر نہین ہوتی اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ
اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ
وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہان تک کہ قائم کریگا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام
سے بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث
مہدویون اور اونکے مہدی کے نزدیک مسلم او رصحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہین پڑھتا تھا
اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ لوگون نے کہا
کہ اوسکے آگے تو پڑھ کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی یہان مہدوی
پچھلے فقرے کو دیکھ کر گھبرائے اسواسطے کہ انکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو
عدل سے بھر دیتا اور ان پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لے کر
یہان تک اوسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفیں کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین
مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھیرایا
کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت
کے والد کے نام کے موافق عبداللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے
میران کے باپکا نام سیدخان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے
ہین اوسمین سیدخان فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت مین یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ
نے بھی یہ دعوی نکیا چنانچہ عبدالملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃ اور عبدالغفور
سجاوندی صاحب ایجاز الدلائل نے متابعۃً جس جگہہ کہ احادیث موافقہ اپنے میران کی تائید
مین نقل کین اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اونکے باپ دادے کے
پہچاننے والے مرگئے نئے دھڑک میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایت نے

باپ کا نام بھی آمنہ ٹھیرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی ماں کا نام بی بی آغا ملک
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامہ کے
باب اول میں لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث میں آیا ہی یواطی اسمہ
اِسْمِي وَاسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ
لیا خدائے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو کچھ
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملامعین کی طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سیدھا جواب یہی تھا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس سیدھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سیدھی گفتگو میں بھڑک گئے اور بہکنے کی کیا حاجت تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب بیہودہ ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو
قبول نکرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدی کا
نام میرے نام سے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمھارے
باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ صرف کافر تھے اونکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ خود رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی لورا بن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھہ دیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
نام ہی کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھہ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مضمون پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگ کو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نآئی اور صحابہ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ انکے
باپ اونکا نام عبداللہ تھا حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبداللہ
اور اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ اور ارقم بن عبدمناف بن اسد
بن عبداللہ اور بشیر بن عاصم بن عبداللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبدالبر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبداللہ نام ہوکر گذرے ہین
اگر شیخ جونپوری کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر علی کا نام عبداللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نسکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبداللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال نکیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام امت
کا صحابہ کرام سے لیکر آج تک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین کوئی دو
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کا فر ہوجاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے
اور بگڑگئی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے
کہ ثابت کرین کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبداللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جبتک
کہ یہ ثابت نکرینگے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا
مہدویون پر یہ ہمارا قرضہ ہی کہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع کو اونکا دیرینہ زعم باطل ہست انچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ لوگ
مہدی کی نسل کی طرف اعلی نعمت اللہ ولی بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اسفل مین عبداللہ
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب نامہ تراشا ہوا ہی اور مہدی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ و دادا

له اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سعید خان کو اوڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیرا رہے ہین نسب کے
مقدمے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین
حضرت مین تصنیف فرمائے ہین دلیل سوم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا
فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان
کے پس آؤ انکے پاس اسلیے کہ اون نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
ہین موافق محاورۂ زبان اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد و دلیل ٹھیرا لیتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی
کے ساتھ سوائے چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ اونمین کالے نشان ہوتے دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندوستان سے خراسان کو نہ گئے اور یہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مر گئے
خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہوئین مگر مہدوی لوگ
فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھیرا لیتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے
اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالۂ معارضۃ الروایات
مطبوعہ ۱۲۸۳ ہجری کے صفحہ ۴۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب دیکھو گے تم کہ
نشانیان سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اُس مین
خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی
ہین طرف خراسان کے پھر پایا ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے
موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے
اقوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابو نعیم کی

نقل کی ہر کہ بعض الرایات السود من قبل للشرق کان وجوہہم ذبر الحدید الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتل عند
کنزکم ثلثۃ کلہم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منہم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال
اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہوونگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت کے لیتے مین تمامی یہ
ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انکے پس نمود ہوونگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھٹنے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفہ اللہ تعالی
کا مہدی ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے پس نمود ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر و فاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصًا شرقی القسب پر پہونچے
بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہی پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
حدیث شریف کے ای اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے مائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا تمنے اسکو تو بیعت کر لیا تمنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہی اسیطرح اس فرقے کے سلف
و خلف کی عادت ہی کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
اول مین تاتیم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہی اوسکو بمعنی جماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہی اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہی اوسکو مصدر سمجھ کر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جاہل
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہی اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید کہ خیال کیا کہ جارت ہندی مصدر سے ہے

۹ بیان خطاؤن مترجم

ابطال حدیث کی بحث بتفصیل تمام

اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت انھین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکرےگا وہ بھی سمجھےگا کہ من واسطے ابتدا مسافت کے ہی نہ واسطے انتہا مسافت کے جاوت من قبل خراسان کے معنی یہ ہین کہ آوینگے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تمہارے شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرون مگر خدا مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ تابید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ انکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسری یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجاے من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات سے واسطے اور گجرات سے خراسان شمال یا بین مغرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین تھا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا کھل جائےگا کہ اوس پر خلق ہتیار لیکر مریگی ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک ہون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی بچینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہو وہ اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا البتہ اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھہ پر لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ اور طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ اور کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

یوشك ان الفرات ان یحسر عن کنز من ذهب کا مسطور ہی چنانچہ رسالہ برہان مین منقول ہو
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محمل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن مراتی ہو یا خلافت گرانی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل میں جو آیا سو بول دیتے ہیں اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خزانہ
کے لینے پر بھی تمہارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمہارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
امر خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر چاقل اسکا مطلب یہی کہے گا کہ یہ تینون جو
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محمل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھیرایا کہ موضع کہا بھیل مین وہ اور
اونکے بھائی میان عثمان اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
اپنے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت کرتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر بنوت بلا واسطہ تھی اور اسکو اتنا دور لے جا کر اولاد علی مرتضی
ٹھیراکر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوگئے چنانچہ تحقیق اسکی اوپر
مین ہوچکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو بمعنی باہم لڑنے کے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرہ ثم لا یصیر الی
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانے کے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپس میں لڑینگے
اب یہان تمہارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہو وین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو معنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سو معنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے ہے ثبت العرش ثم انقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا ذکر کیا
حالانکہ کتاب منقول منہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالتمآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین رہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثة کلهم ابن خلیفة لا یصیر الی واحد
منهم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتله قوم ثم
یجيء خلیفة الله المهدي فاذا سمعتم به فأتوه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج
فانه خلیفة الله المهدي اب ما بعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علماے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالہ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھیرا لیے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھتے ہین کہ اگر یہان کچھہ رہ نہین گیا ہی تو فاتوہ اور فبایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات پونچانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مقرر ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پر محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ بتایید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابناے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اوسکے
ہو چکے اب اگر حال اس جنگ کے بقول مصنف کے بیان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا ماں کے پیٹ مین مع دو خلیفہ زادون کے لڑ کر مر چکے ہین
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہو سکتا

جس طرف خیال کیجیے تامدے صحرا خطا کے نا بہا اغلاط و خطا کے مہلک ہے ہیں کہ آدمی دیکھتے دیکھتے بیزار ہو جاتا ہی کہاں تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہ اسی قدر اختصار کیا دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا تذہب الایام واللیالی حتی یبعث اللہ منا اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة کما فتح هذا الامر بنا ارجو ان یختمه اللہ بنا اخرجه الحافظ ابو بکر البیہقی فی البعث والنشور ومنہا ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی اللہ عنہما قال سئل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع من الوجه یسیل شعره علی منکبیه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته ورأسه ومنہا ما روی عن ابی عبد اللہ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما انه قال لو قام المهدی لانکره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا انتہی القصہ سوائے صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ مسلمہ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال انکی عمر کا شروع ہوا تب مہدیت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نو عمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ قد کہ بال اوسکے دونون کندھون تک پونہچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تاباں ہو

[illegible]

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برامد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین علیہ شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ
ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیساکہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے سن صبی یہ اوس وقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت ومضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع
یہ اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیۃ
اور راہق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک
یہی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشو ونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو کہتے
ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسیے سن وقوف کہتے ہین
یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے
قریب ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب
غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعا مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین
برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ انہون نے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوس وقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین
معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہوئے ہین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے آپ بموجب تمھاری روایات کے انکار شیخ کا

انکار اور مہدی شاب مدت کا انتظار چاہیے کہ پہلو دوسری وجہ سواد شعر کا اوس پر صادق
آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہوں یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہوں تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال الا یا ادھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش ل اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو مویہ تھے جیسا کہ سیج فضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سپید ہو گئے ہین حال آنکہ انکی
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہو گئے تا کہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی باون برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ ایسے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدایش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے یہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکی
ال بی بی اور بیٹے نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند انھین دعاوی کے
کے ہو لے اور قطع نظر اس سے ان دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل سہی شاب کسی کے قول پر نہین ہو سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی شعر شیئا پشیمان
ہگا ابر و مین تیغ ... غرض کہ یہ روایات کہ تمھاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ میجا ونذری بھی کہ علما ہاے کہلاتے ہین بولتے ہین کہ اے مصنف قول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار موعودات ہمارے مہدی کی مصنف

ہتا ہی کہ تمہاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب انکار مہدویت کا مؤیدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسینؓ بھی کرتے ہین غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ **دلیل پنجم** مشکوٰۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا یعنی بتحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہی کہ اس حدیث کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیہ الحرز وغیرہ کتب مین مذکور ہی اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور ایسی ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ مین ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین اونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھا دی وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ یکون سوء المہدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث مستقل بنادی کہ سیخرج من امتی مہدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل آیمۂ اہلبیت تک پونہچا دی اس حدیث کی اسناد اصل ایمۂ حدیث تک لگادی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلفہ سن بارہ سو تینتالیس ہجری مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد وصحیح ترمذی ومشارق وحاشیۂ شرح مقاصد و مظہر سیران محی الدین وغیرآن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مہدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجۂ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشتہ کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ زیست مصر ماند و اسم آن نہ کس انیست قال الشارحون ہؤلاء التسعۃ فاولہا خواجہ حسن بصری

پنجروز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دو روز والرابع
خواجہ حسن نوری پنجروز والخامس خواجہ حسن عبداللہ منبہاز دہ روز والسادس شیخ عیسی پانزدہ روز
والسابع امیر سید عبد القادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد نوربخش
دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدیت کرد و تا زیست بہر ماند حدیث مذکور
از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاطہ جواب غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی
کمی نہین اور طوفان کذب وبہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت گھڑنی اور بیان کرنا
انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھ کر یہی شعر انکے حسب حال آتا ہی ع چہ خوش گفتست
سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ۔ داب مناظر کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی
اول چاہیے کہ ثابت کر دیوین اور جن کتابون کے حوالے دیے ہین اونمین اپنے مضامین منقولہ
کو دکھا دیوین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور نووی نے کہان اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین
فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور اون نو مہدی لغوی کا دعوی
کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی منقول سابقہ
بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پہنچے تو اون منقول عنہم کی تجویز وتخمین ہووے گی
اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعین سن وسال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا
ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی
چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی پوچھتے ہین تجھ
سی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہو نہین ہی علم دریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی
کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری
حالانکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت وتاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم
ایسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا
اور یاجوج وماجوج کا آنا اور دابة الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہا اس مین سے
کسی کی تاریخ سوا خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس مسئلہ
مین اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشہور ہوئی ہی کہ النبیؐ علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھیرینگے اور مین اسکا جواب دیچکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہی کہ نہین
اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہمعصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا ادب کی راہ سے مجھکو نام معلوم ہوتا ہی
اسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظاہر پاکر صور پھونکا
جاویگا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی مہدی پر نکلیگا اور
کچھ کم دو برس رہیگا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایکسو بیس برس دنیا مین بسینگے اور درمیان دو نفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال اور طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا دراز اوسکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع نہوئی
پس کسطرح ممکن ہی کہ اس ہزار کے اندر سب کچھ ہو جاوے یہ محال ہی بلکہ اگر اتنا ہزار پہ خروج دجال
ہو جیسا کہ بعضے علما نے احتمالا مقرر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہیگی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
امام الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنا بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث نے اصل کو سنکر اتنا بڑا
حکم لکھا یا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو پچاسی برس سے اوس بزرگ کے
قول مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز پہ

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالا ہی اسی سبب سے غلط نکلی
بلکہ کیا عجیب ہو کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز بید رہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آویگی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سبب سے بہتر ہر کہ سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنی عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے پھر پراگندہ ہو جاویگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو سو مین قایم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قایم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد لیا کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حالانکہ یہ نہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی بانسو
مین بسبب طوایف کبر ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور بدیوی اور طبری سے لغزش صحت
نقول کے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ اولیا نہ تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلاشبہہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آج تک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما نے کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایۃ اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین جا
موضوعہ باطلہ سے مالا مال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنا لی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین نو مہدی لغوی کا بیان ہی مع اوہیات کے سا
کیا کہ اپنی بنائے منمی انتہا کو پونہچا دی اول یہ کہ ان نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہ
ثابت ہوا یا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث نے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کر دی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگا دی ویسی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے امنین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی
وغیرہ یہ لوگ کیونکہ خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسون کو
مہدی ٹھیرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کا تولد سنہ چارسو اکہتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدوی مذکور نے
اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو
ساٹھ مین اور وفات سنہ چھ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی
صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھیراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا
معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی سلیقہ بدل ہوتے
ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست
یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور
دارا شکوہ نے اپنے باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثناخوانی کی اور جہان
اسباب کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض
کی کہ پہلے تحقیقات کیے جانا چاہیے دارا شکوہ رنجیدہ ہوئے شاہ جہان اونکی خاطر سے
سوار ہوئے جب بادشاہ مع دارا شکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پونچے
اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیا اول بولے کہ سکندر ذو القرنین اچھے
شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے
کہ یہ کیا گپ ہی کجا سکندر را و کجا تیمور کہ دونوں مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن بمالی مصلحت سے
چپکے ہو رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن
یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام
امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے
امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو
معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران
ہوکر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی میں بھی لاثانی ہیں آپ میان سے تشریف لیجاتے تھے تحقیقات میان مصطفیٰ کی ہیں کہ ہمورے
اور حالی سید کی کتاب اثبات مہدویت میں لکھی ہے آپ میان عبد الملک کہ جنکا لقب علما باللہ ہے ذکی ہر
فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز و جل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہیں اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی
کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور لغوی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہیں کہ دسویں صدی
کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور تمہارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم
نہیں ہے کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہے اور اسکے پیر تو سو پانچ پہ ہوئے پس سو ین صدی کا مہدی
کس طرح مجدد ہوگے اگر بالفرض امام نووی یا سید گیسو دراز نقل صحت کو پہنچے تو وہی تمہاری تکذیب
کرے گی کہ وہ کہتے ہیں کہ انتہا دسوین صدی کے جو مہدی ہیں اور تمہارے پیر انتہا نوین صدی پر تھے
پس مہدی موعود نہو سکے بلکہ تمہارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعویٰ
ہوگیا اور راس مہدی سے ابتدا صدی ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں اسواسطے کہ تمہاری دوسری حدیث
موافق پہلی صدی کی ابتدا میں مہدی لغوی کون ہے اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو نعوذ
اس گستاخی کے تمہاری حدیث میں یخرج من امتی مہدی کا لفظ ہے حضرت آپ اپنی امت
سے کس طرح ہو سکتے ہیں اور میان مصطفیٰ مہدوی جھوٹے ہو جاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ
علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہے وہ ابتدا صدی اول میں کہان تھے اور محاورہ عرب
عجم کے خلاف ہو جائے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا میں ہے چنانچہ بولتے ہیں کہ راس سنہ
اور راس عین اور راس جبل اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی میں سر درخت
سر کوہ سب جگہ انتہا کے ہیں اور اسی طرح حدیث ترمذی میں بھی راس بمعنی انتہا کے ہے کما
لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات میں ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو
کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون میں سے کہ آج اوپر زمین کے ہیں باقی نہ رہے گا اور
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہے کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر نہ رہ سکے
بلکہ پابند رہے زمین کے ہوں اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور

شیاطین و ابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہو گئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت
صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین
ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث
کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صد ہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا
وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داود
مین لفظ کل مائۃ سنۃ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہی
اگر راس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کے نسبت ماضی ہی یعنی بعثت مضارع کے بگڑ جاتے ہین
پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نو سو پانچ پر مہدی ہوسکے اونہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین
طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہی علاوہ یہ ہی کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
بھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علماء شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملاً کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری
شافعی کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی
کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ
اوسکا مختصر ہی کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سماطی شیعی ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر
کرکے اوس مین اپنی طرف سے افزاد و تفریط کی ہی اور بسبب سہولت عبارت کے مشہور و رائج ہو گئی
اور جہان اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین ایسی تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی
ہین ناقلین اسی مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل تاریخ
مین اس روایت کا نام و نشان پیدا نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کردیتے ہین انتہی مختصرا من التقامین
من باب لنکا کہ اب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما بالعموم عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی احسن مختصر
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہی تو ثابت کرین کہ ناقل نے تصنیف نقل کا
ذمہ ہے دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالۂ کشف میں کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فرو گذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا از خصوصیت کسی قوم یا ملک کی محفوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس بات
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجگیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجگیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویونکی کتابونمین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخہ اوسکا موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس و ظن دلیل نہین ہوسکتا ہی إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فائدہ جلیلہ
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کی تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھیں انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جاوینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ڈالے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہکر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہکر نکلینگے وَاطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ يَمْكُثُ فِيهَا مِثْلَ الدُّ

مُنذُ یَومِ خُلِقَتْ اِلیٰ یَومِ اُفنِیَتْ وَذَالِکَ سَبعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ وَّھُوَ کَبَقِیَّۃٍ لِّحَدِیثٍ
یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان
ٹھیرے گا ابتدائے پیدایش دنیا سے انتہائے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
حاجت بر لاوے لکھتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے
روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی وَاِنَّ یَوماً عِندَ رَبِّکَ کَاَلفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے
روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے
ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفتہ وزن
ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین رہینگے پس کل
سات دن ہم پر عذاب ہوکر منقطع ہو جاوے گا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قَالُوا
لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید
نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دیلمی نے روایت کی کہ گروہ عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہی بولے سات ہزار برس
کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہی بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ بچے اس دن سے
کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہی اور حضرت رسالت
مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے ۸۹۸ھ
آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہوگئے اور دنیا تمام
نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر
امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے کہ امام احمد بن
حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین
اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور
مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی
نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہین اسلیے کہ
مورخون کا اس مین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین چنانچہ صاحب تقویم التواریخ
اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار
اور ایک سو ستر برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار
یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کے کہ اسکے
خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی کہ بعد حضرت کے
چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اس سے یہی ہی کہ حضرت سے
پیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہووے صحیح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِہَا اَلْفًا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اونکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھہرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہوسکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریبا پندرہ
سو برس تھے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہائے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ و علی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہینگے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس
حساب سے اول مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہوسکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اوسنی ملنے مین چھ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبا دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن دیرپا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھ برس اور گذرین اور کچھ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ
مع توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہاں اگر وجود باجود آنحضرت ابتدا چھٹے ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجائش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب سے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہوجاتا ہی کیونکہ جب
حضرت ابتدا چھٹے ہزار مین پیدا ہوے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا توجیہ کی جا باقی نرہی
ابن حجر سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین گذرا اور اسمین کچھ مضایقہ نہین
ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ یعنی بات متاخرین کے ذہن
مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے لطیف سے عیار آئے کہ اومین کچھ ارتکاب دلیل و توجیہ کی حاجت
نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگونکے
ہو کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدائش سے موت تک کا حساب
نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلا ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کر کے
ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو ششسالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہین باعتبار دخول کے پس اوحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدم سے اس دم تک
چھ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہو کہ مین ساتوین ہزار مین ہون پس موافق استعمال کے عمر
دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہی
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہا دنیا کے وقت قیامت تک
معلوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسی کو خلائق علوی و سفلی مین
سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پس اس امر مین
مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور
اہل کتاب کو تعیین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اسی بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس
نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ستہ برس کے ہی اب
سات ہزار برس سے متجاوز ہوگئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيْهَا
لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج
فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی
کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین ہزار مین مقرر کی او ہمی مسلم کتابی کی راے ہی کسی کتاب آسمانی
یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی و رکیکی و بیشی الفاظ کی اس
حدیث مین کچھہ تعجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح
جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة آلاف سنة انا فی آخرها الفا کو طبرانی
نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ
اس حدیث مین کچھہ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہی ہی کہ اسکی حقیقت
سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی

فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی
کہ اوسمین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہونگے
کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے
ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیون کا اور پانی اور آگ ہوگی
کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ مین ڈالے گا لیکن آگ اوسکی مومنین
کے حق مین پانی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی

کہ یارسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمھارے کے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی
کفایت کرے گی فرمایا نہین بلکہ پانچ نمازون کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلا دے الحدیث غرض کہ خلاصہ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار رسد و ملبون وغیرہ کارخانے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ دن
زمانہ دولت ہے تمام آباد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہے کہ جبتک
دجال سواری کی باد رفتار ہووے اسیواسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابر کو اڑا لیجاتی ہے ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا
بھی اسی دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہے لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہے کہ کسی سواری پر اوس شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر جیکے بیٹھی دور دور گوشہ کسی ملک مخالف پر پہنچا کیا کر سکتا ہے بلکہ وہ مع گدھا
کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً بھی یہ بات غلط ہے اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ مع خدم و حشم و رسالہ و سامان پھرا کرے گا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہے کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو کہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سوا دوسری افواج و معتقدین کے اوسکے
ہمرکاب پہونچا دے مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیشتر از ظہور اوسکے کارندے
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چلاتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے
اغلب کہ ایک سو برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہے کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جو وقت
فضا ہے یا تاہ تمام کر چکین یہود کو جلو مین لے کر برآمد ہووین اور ابر برباد سے ہمکو مشابہت
صدی کی بھی جو درحقیقت ہے کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہو کر مانند ابر بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم ہے کہ موافق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوائی چال

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی بلا توقف معمولاً ایک ساعت مین تیس میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھ میل چنانچہ مصر و سکندریہ کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھہ ساعت مین تین سو ساٹھ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی او بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّرَوَاحُھَا شَھْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اوڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ بمقام اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ ایک ماہ راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ری مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام شام یہان کچھ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا پگھلانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے مصالح اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن والنس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سرمو تجاوز کرین تو سزا سخت پاوین زیادہ تفصیل رسالے بستان الجن مین لکھی گئی ہی یہ جو ماقبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی یہ دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے دعوی خدائی کا دم مارے گا سوائے اسکے اور تیس دجال کہ اسکی کوچک ابدال ہین وہ بھی مکر ہین اونسے بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ
اللّٰهِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ اوٹھینگے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک
کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ
كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی پیش از قیامت میری امت مین
تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی
نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ
استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج
ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پاچکے ہین
البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ اس امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہوئیگا اور دعوی نبوت کا کریگا
وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیریگا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ
نہایت غفلت و نادانی سے ان روایات سے نڈر کر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ
زبانسے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب
اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب بستم مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی یہ نادانی انکی
محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ غلبہ کے دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خصائل لعضے وقت زبان سے
کیے ہین مگر یہ بھی بول سے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہی اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح وبسط آگے
آوینگی انشاء اللہ تعالی دلیل ششم نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ قال يُبَايَعُ الْمَهْدِيُّ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَلَا يُهْرِيْقُ دَمًا یعنی فرمایا
کہ بیعت کیا جاویگا مہدی درمیان رکن و مقام کے نہ جگاویگا کسی سوتے کو نہ بہاویگا خون کو
انتہی عالم میان مہدی نے رسالہ معارضہ مین اسیقدر بیان کیا لیکن انکے بزرگون نے اسکا
قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے
سنہ نو سو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِيْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اور وقت
شاہ نظام اور قاضی علاء الدین دونون مریدون نے آمنا و صدقنا کہکر بیعت کی ہر چند کہ
دوسرے یارون نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کر دیا بعد وعظ کے

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یاروں نے پوچھا کہ میران جی دوسرے بار دنکو کیون بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیان ہے اور پنجفضائل مین لکھا ہے کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن مقام کے
ہے کھڑے ہوکر دعوی مہدیت کا کرکے تین بار بآواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاؤالدین نے کھڑے ہوکر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُكَ اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاءالدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
جواب معمول ایسا ہے کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہے لیکن بعض مین باختصار اور
بعض مین بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہے کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور مثبت مقدم ہے نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری مین بھی یہ قاعدہ مذکور ہے اسی قسم سے ہے بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب مین انھین نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلَی مَكَّةَ فَیَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَیْنِهِمْ فَیُبَایِعُوْنَهُ بَیْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلین گے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لین گے اونکو لوگ اپنے مین سے پھر بیعت کرین گے اونکے
ہاتھ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینۂ طیبہ
اونھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سوتون کو نہ جگاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کرکے اپنی بیعت نہ لین گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرا اونکے ہاتھ پر
بیعت کرین گے یا یہ کہ اوسوقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ نکلے گا

اِلَى الْمَهْدِيِّ فِي بَيْتِهِ وَالنَّاسُ فِي فِتْنَةٍ تُهْرَاقُ فِيهَا الدِّمَاءُ فَيُقَالُ لَهُ قُمْ عَلَيْنَا فَيَأْبَى
حَتّٰى يُخَوَّفَ بِالْقَتْلِ قَامَ عَلَيْهِمْ وَلَا يُهْرَاقُ بِسَبَبِهِ مِحْجَمَةُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے
گھر میں آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے میں مبتلا ہونگے کہ اوس میں خون ریزی
کی جاتی ہوگی کہا جاویگا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہو وہ انکار کرینگے یہاں تک کہ جب قتل
سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہائی جاویگی بسبب انکے ایک سینگھی خون کی
انتہی سینگھی خون کی نہ بہنے جانا محاورہ ہے جیسا کہ بولتے ہیں کہ نکسیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب
کرتی ہے کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے
ہوئی ہو وجود میں نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان میں مذکور ہیں کہ اونمیں
قصہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہے اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمیں مسطور ہیں کہ اون وقائع کا
نام ونشان شیخ جونپوری میں پایا نہیں جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا وانتہا چھوڑ کر اعتقاد
پر رکھنا کہ جو فقیر دو مرید سے لیکر رکن مقام کے بیچ میں بیعت کرے وہ مہدی ہے اگرچہ نہ سیادت
اسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود میں آتے ہیں
نہایت غلطی ہے **خطائے دوم** یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھکر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ
خود انہیں نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہے کہ بیعت کرنے والے بقدر اصحاب
بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد ناامیدی کے کہ لوگ بولنے لگینگے کہ
مہدی نہیں ہے مبعوث کریگا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہیں تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب
بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور نکالینگے ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہے اونکو
نکال کر بجبر بیعت کرینگے پس وہ دو رکعتیں انکو مقام کے پاس پڑھا کر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی
روایت میں بھی ایسی ہے کہ يُبَايِعُهُ مِثْلُ عِدَّةِ أَهْلِ بَدْرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے
اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام بشمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے
اور سوا اسکے اسیقدر انصار اور ہونگے کہ ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی
سات سردار جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈینگے اور مکے میں سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانینگے اور
مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر ملاقات کرتے ہوئے
مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھ کر رکن و مقام کے
درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے سات ہونگے کہ دن مین یا شیر
بہادر اور رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گذار ہونگے یہ مختصر ہی روایت
نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالہ
برہان وغیرہ مین موجود ہین خبط سوم یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے
اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فھو مومن کہ سے تاریخ نو سو ۹۰۱
ایک کی عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان راچہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم برروی تو بات
من اتبعنی فھو مومن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمہارے مہدی کے رفت و گذشت
نہین ہوگئی کہ اوس کا ادراک مشکل ہوا اور تم جو چاہو سو بنا کر اوس پر تہمت لگا کر عدد اوس عبارت
کے موافق قاعدہ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو چھپن ہین اور اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین نو سو اکیاسی ہو جاوینگے نو سو ایک کسی طرح سے
درست نہین ہوتے ہین یا یک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے
۱۳ تیرھوین باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نو سو تین ہجری مین باین عبارت
ہوا انہ قال بامر اللہ عنا دجل انا المھدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک و تعالی نے یہان بھی تمہارا جھوٹ
افترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو چھیانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے کا
بیان سنیے کہ وہی بزرگ اوسی کتاب کے ۱۷ سترھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بد
ن شہ ۹۰۵ نو سو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المھدی
بیشبہ مین مراد اللہ اور یہی الفاظ متبرکہ ہین حق سبحانہ و تعالی نے تاریخ دعوے
تحقیقت کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک و تعالی نے تمہارا دروغ
بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نو سو چھپن عدد ہوتے ہین
اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی آٹھ سو چھبیس ہوتے ہین غرض کہ تینون

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست بھی کہ امتحان کا
نمونہ تھا اب خیال کیا جاتا ہے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے
یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہوئے کہ کسقدر باطل
مزخرفات ہین خطاسے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ دو شنبے کے روز منبر پر
کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہوکر بدعوے مہدیت تین بار بآواز بلند کہا کہ من اتبعنی
فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اسنے رنگ نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر
مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جا
مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا رستہ ہی وہان منبر کیونکر رہ سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا
دعوی بآواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوصا اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا
بادشاہان ہند نے بسبب ایسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل
کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطاسے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور
قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بجنید گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی
بدو گواہ راضی ہیان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود انکے خیال
مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک یہ دونون گواہ کہ مرید خاص اور
الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی
گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ
امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین
مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمہ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرما
محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن ہین
اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین انکی گواہی مین قبول نہین کرتا
اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی انکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس
دعوی آپکا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھا کے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب
مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت

حکایت حضرت امیر المومنین مرتضی علی کی
اور قاضی شریح کی

کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوگئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میرے واسطے اپنے تابع
قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی
جانا کہ دین انھین کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی
ہی وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین
کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت
مین تمھارے خاص تلمیذ ونکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطاے مشتہر یہ کہ مدعی کی سمجھ مین
یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا
وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہوسکتے ہین یہ دونون اس بات پہ گواہ ہین کہ تونے
من اتبعنی فہو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو
اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار رہا اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہی
اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف والہام کے ہوگئے
گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے
ولایت بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے
کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو اب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین
اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے
کیونکہ یہ مین وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوگی تو انکی ولایت بھی
ثابت ہوگی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہی اور صحت اعتقاد صحت
مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہوئی تو دور تعال الازم آویگا ٭
دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی
کہ عن ارطاۃ انہ قال بلغنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المہدی مولدہ فاطمۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشہ ثم یخرج
رجل من ولد فاطمۃ بنت رسول اللہ علی سیرۃ المہدی بقاؤہ عشرین
سنۃ ثم یموت قتیلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہی اور بعض مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان پر
صادق آئی **جواب** اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بددیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ماجاء فی المہدی مین اس حدیث کا نام نشان نہین ہے البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالہ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالہ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہو لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و
تبدیل کرکے عبارت مذکور الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ
حضرت رسالتمآب نے فرمایا ہو کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی
جو شخص کہ مجھپر عمدا جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھیرالے یہ حدیث محدثین کے
نزدیک متواتر المعنی ہو روایات نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاۃ قال بلغنی ان المهدي يعيش
اربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنين
على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل
من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يغزو مدينة قيصر
وهو اخر امير من امة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل
في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پونچی ہے یہ بات کہ مہدی
زمین کے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلیگا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو
کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلیگا اوسکو بیس برس بقا ہے پھر ہتھیار سے
مقتول ہوکر مریگا پھر نکلیگا ایک اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
نیک سیرت ہوگا غزا کریگا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
پھر اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلیگا اور عیسی بن مریم بھی اترینگے انتہی اب اس روایت کو مہدویونکی
روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس مین تھا
موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا
کہ بعد بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اور ملا اکبر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کر کے اپنے میان پر جما دیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر
بن شالخ کہ الجد الیمین ہے اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت ونیز جانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤ گے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہوجاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی
سید ہین ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سبب سے میان خوندمیر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دوسرے میان کو لینے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چار سو برس ہین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس وعدہ کے نہوسکے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا الآية یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کریگا اونکو ملک مین
جیسا کہ حاکم کیا تھا اونسے اگلونکو اور جما دیگا اونکو دین اونکا جو پسند کر دیا اونکو اور دیگا
اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمکخوار رونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ حاکم
اور کو کر برابر ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسیکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا
گم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط میسن مین سب مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہو وین کچھ ضرور نہین ہے
جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکتا ہی اگر خریدنا منظور ہو تو
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک پھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفہ موصوف کی تحقیق
سوا ارطاۃ کے اور روان نے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

صدفی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر بن
ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے
کم نہو گا دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق
مہدی وارد شدہ است اکثر صاحب فتوحات درکتاب خود آوردہ است کقولہ الا ان للہ
خلیفة یخرج وقد امتلأت الارض جورا وظلما فیملؤها قسطا وعدلا یشبہ رسول اللہ فی
الخلق بضم الخاء اجلی الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویة ویعدل
فی الرعیة ویفصل فی القضیة یخرج علی فترة من الدین یزع اللہ به ما لا یزع بالقرآن یاتیه
الرجل یسمی جاهلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیه
یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفو اثر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یخطی له ملک
یسدده من حیث لا یراه یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشهد یصلحه اللہ فی لیلة
یعز الاسلام به بعد ذله ویحیی بعد موته یظهر من الدین ما هو الدین فی نفسه ویرفع
المذاهب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح به عامة المسلمین اکثر من خواصهم یبایعه
العارفون باللہ من اهل الحقائق عن شهود وکشف وتعریف الهی له رجال الهیون یقیمون
دعوته وینصرونه هم الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینونه علی ما قلده اللہ تعالی شعر
الا ان ختم الاولیاء شهید ۔ وعین امام العالمین فقید ۔ هو السید المهدی من آل احمد
هو الصارم الهندی حین یبید ۔ هو الشمس یجلو کل غم وظلمة ۔ هو الوابل الوسمی
حین یجود ۔ وقد جاء زمانه اظلکم وانه ظهر فی القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلاثة
الماضیة قرن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم الذی یلیه ثم الذی یلی الثانی ثم جاء
بینهما فترات وحدثت امور وعوام اب معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات سے نقل
کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی
کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مرکوم
نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنی عبارت
فتوحات مین اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

دلیل ہشتم عبارت فتوحات مکیہ کہ جسمین میان خوندمیر نے بارہ جا تحریف کی ہی

بڑھا دیے اور کہین عبارات و فقرات کہ مخالف اپنے تھے اوڑا دیے اور کسی کے معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہہ ہی تحریف اول یہہ کہ قصداً و عمداً اسکی یہہ عبارت اوڑا دی لو لم یبق من الدنیا
الا یوم واحد لطول الله ذالک الیوم حتی یلی هذا الخلیفة من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم
من ولد فاطمة یواطی اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم یبایع بین الرکن والمقام یعنی اگر باقی
رہے دنیا مگر ایک دن دراز کریگا اللہ تعالی اس دن کو تا کہ آئے یہہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا ہو عترت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی
اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام
کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہی اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہو چکا تراش متاخرین
مہدویہ کی ہی کہ انہون نے بمثل مشہور ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ❊ یہہ حکایت افترا کرکے اپنے مہدی کی
خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نہ تھی ورنہ خوندمیر سے خلیدہ خاص کیونکہ مخفی رہتا
اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین ہوتے ہین نقل نکیا
تحریف دوم یہہ کہ لکھتے ہین یشبه رسول الله فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہی یشبه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنه فی الخلق بضم الخاء لانه لا یکون احد مثل رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی اخلاقه یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہی انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہہ ہی کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی
و برابر سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہی اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہی کہ یہہ بھی
مد نظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر کے لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور اون
ایام مین بسبب قرب زمانیکے کہ ہزارہا آدمی اونکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی وجہ یہ کہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے زیادہ متاخرین مہدویہ کے
ایسی کتابین دعوی شکلی سے بھر دین حالانکہ اب بھی انھین کتابون سے مستنبط ہوتا ہے کہ شکل یہ تھی
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہے کہ انکے مہدی دو موے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اسپر شاہد ہین اور اگر خضاب
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل یہی بھی انکی کتابون مین موجود ہے چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت للنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچ سکتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہے البتہ ایک
صحابی کہ نام انکا خرباق یا عمیر تھا انکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب انکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ مین انکا ذکر صحاح مین موجود ہے **تحریف سوم** یہ کہ افنی الالف کے بعد لفظ
مقرون الحاجبین کا کہ وہان تھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہے کہ قابل نکالڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے زیادہ تر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہے کہ مہدی جونپوری سے
اہل کوفہ کہان سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکالڈالی یاتیہ الرجل فیقول له یا مهدی اعطني وبين يديه المال فيحثي له في ثوبه
ما استطاع ان يحمله یعنی آویگا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہیگا کہ ای مہدی دو مجکو
اور سامنے اسکے مال ہوگا پس اسکے کپڑے مین اسقدر بھر دیوینگے کہ اوٹھا سکے اوتنی
چونکہ یہ شان مہدی جونپوری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی پاس ایک
ماشہ مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش انپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کریگا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے یعنی جو کچھ
بطور خیرات کے آتا تھا اسکو ریزہ ریزہ کر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن یہ بھی ایک خلل رہتا تھا کہ مصاحبین بعضون کی سفارش کر کے کئی سویہ
دلاوتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھے جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہے

اور پنج فضائل مین لکہا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن بپسر کے تین آدمی میں نقد تقو
دیتے تھے باین ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تہا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارف
حدیث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ کی شرح
مین لکہا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطایا
باطنیہ کا پھر بہتا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خود خوندمیر اس
کلام کا محمل نپا کر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونہین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی رسالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین سائٹہ ہزار
اشرفیون سے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین
ایک تسبیح سو موتی کی ڈال دی کہ ہر دانہ لاکہہ محمودی کا تہا اور محمودی سوا روپیہ یا سوا دو روپیہ
کی ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر حقیقۃ اسکی اصل ہوتی تم سے
پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پہنچی بلکہ بلاخوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکہدینا
تہا دوسرے یہ کہ اگر سوا کرور یا سوا دو کرور روپیہ کی تسبیح کسی نے تمہارے مہدی کو خیرات
مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکہتے اور تمہاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالامال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمہارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک بملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین ہند و حکام بالوہ
لوکہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین او ر وہ ایک
دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑہکر قدرت رکہتے تھے اونکا حال یہ تہا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت
قیمتی پچاس لاکہہ روپیہ کی فراہم ہوئی تہی کہ آخر کو نادرشاہ کے ہاتہہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت
مین لکہا ہی کہ ساٹہہ ہزار اشرفی اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بہیجی تہی در حالیکہ
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پابجولانہ مقید تہا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خدائی پر ہوتی ہے اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ یہ قصہ تینوں دعووں مہدویت سے پہلے واقع ہوا ہے چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہے لیکن وادودہش میں تقدیریت بھی علامت مہدیت کی کچھ خلاف نہیں رکھتی ہے اور سب پر علاوہ یہ ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہے تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہے اسواسطے کہ مال بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق ہے اور کسی غیر مستحق کو اوسمیں سے دینا یا حق سے زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہے اسیواسطے خلفاء راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا سلطان موصوف کی خطا ہے پھر شیخ موصوف کا ایک فالی کو کہ بیت المال میں اوسکا حق نہایت قلیل ہے تسبیح کہہ ورد وکر دور کی حوالہ کردینا خطاء اول سے بھی بدتر ہے تحریف پنجم یہ کہ مالا ینزع بالقرآن کے بعد یاتیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نتھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہے یمسی جاہلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس شب اللہ تعالی مہدی بنادیگا اوسکی شام تک بے علم بخیل بے جرأت ہونگے اور صبح کو سب دنیا سے زیادہ علم میں اور کرم میں اور شجاعت میں ہوجاوینگے یہ موافق ہے حدیث امام احمد اور ابن ماجہ کے کہ المہدی من اہل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعنی مہدی اہل بیت سے ہے درست کردیگا اونکو اللہ تعالی ایک شب میں چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعائی کے حال کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب میں مرقوم ہے کہ انکے مہدی مادرزاد ولی تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس میں حافظ قرآن ہوکر بارہ برس کی عمر تک تمام علوم سے فارغ ہوکر باتفاق علماء نواحی دانا پور کے ملقب بہ اسد العلماء ہو چکے تھے اور ہمراہ سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کرکے اوسکو مع فیل سوار کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کردیا تھا پس انپر یہ حدیث صادق آتی ہے نہ عبارت مذکورۂ فتوحات اسواسطے میاں خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ الرجل کو عبارت فتوحات کے اول میں لگادیا تاکہ معنی یہ ہوجاویں کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس آویگا اوسکا یہ حال ہووےگا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

ثابت ہو جاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات بنا کر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا با اینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے چلے آتے ہین اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین تحریف ششم یہ کہ بعد من حیث لا یدراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل و یقوی الضعیف فی الحق و یقری الضیف و یعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان ثروت و حکومت کا کام ہی اور مہدی اعلائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین انپر انواع و اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ مشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق ہی یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدہر متوجہ ہو گا منصور ہو گا اگر منصوری یہی نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو تحریف ہفتم یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ بمرج عکاء یبید الظلم و اھلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی فتح کرے گا یہ خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہو گا جنگ کلان مین بمقام مادبۃ الہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو اور پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ ظاہر ہی کہ سراسر انکے مہدی کی تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار مسلمان اولاد آدم کے جمع ہو چہ جائے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ اشکل مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے تحریف ہشتم یہ کہ بعد لفظ بعد موتہ کے یہ عبارت

نکالڈالی یضع الجزیۃ ویدعو الی اللہ بالسیف من ابی قتل ومن نازعہ خذل
یعنی موقوف کریگا جزیے کو یعنی جزیہ لے کہ کفر پر کافرون کو چھوڑ دیگا جیسا کہ اب متمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کریگا اور دعوت کریگا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر یعنی جسنے انکار کیا مارا جاویگا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو عیسا تابی ہی کیونکہ اونکو کافرون سے قدرت
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
مگر اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دسترس نہ دی حال تمنا کا انصاف نامے
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میران شہر ٹھٹھہ مین دعوت کرتے تھے کہ ایک ملا نے اپنے فرزند
سامنے کرکے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیگا ہم اسسے جزیہ لیوینگے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہان
ہوا بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے بلکہ
خود میان تحریف بانمع رفقا واقربا گجرات مین مقتول ہوے تحریف پنجم یہ کہ لا ترتفع المذاہب
اور لا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا تھا اوسکو
نکالڈالا اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھا وینگے سب مذہبون کو روی زمین
سے پس باقی نرہیگا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ انھون نے
روی زمین سے مذاہب کہان اوٹھائے مذاہب مختلفہ اب تک روی زمین پر موجود ہین بلکہ
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب
اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسمین ہم ہین یہ ہر ایک سے ہوسکتا ہی اور ایسا
سمجھ لیتے ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد یہ معنی
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوے نہین درست تھے اسواسطے اوسکو حذف
کردیا تحریف ششم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعداؤہ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذہبت
الیہ ائمتہم فیدخلون کرہا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبۃ

فیما لدیہ یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم ان امام کا اپنے
ائمۂ مجتہدین کے خلاف دیکھینگے بضرور داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر مطلبہ
امام کے اور بسبب رغبت وطمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اوسکے
فرمایا کہ یفرح به عامة المسلمين اكثر من خواصهم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر
خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہیں بالجملہ یہ عبارت کچھ خوند میر کے مہدی کی تکذیب
کرتی ہی اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ نہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی اور نہ علما مخالفین
بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یا زدہم
یہ کہ بعد یعینونه علی ما قلده الله تعالی کے اس قدر عبارت حذف کر دی ینزل علیه عیسی ابن مریم
بالمنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين متكئا على ملكين ملك عن يمينه
وملك عن يساره يقطر رأسه ماء مثل الجمان يتحدر كانما خرج من ديماس والناس
في صلوة العصر يتنحى له الامام فيتقدم فيصلي بالناس يؤم الناس بسنة محمد
صلى الله عليه وسلم يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويقبض الله المهدي اليه طاهرا
مطهرا وفي زمانه يقتل السفياني عند شجرة بغوطة دمشق ويخسف بجيشه
في البيداء بين المدينة ومكة حتى لا يبقى من الجيش الا رجل واحد من
جهينة يستبيح هذا الجيش مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم ثلثة
ايام ثم يرحل نطلب مكة فيخسف الله به فمن كان مجبورا من ذلك
الجيش مكرها يحشر على نيته القران حاكم والسيف مبيد
ولذلك ورد ان الله يزع بالسلطان ما لا يزع بالقران یعنی نازل ہونگے
اوپر امام مہدی پر عیسی بن مریم منارۂ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے
تکیہ دیے ہوئے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے
قطرات عرق مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہوں گے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے
بالوں سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگیں گے گویا کہ حمام سے
برآمد ہوئے ہیں اور لوگ نماز عصر کی تیاری میں ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام سے کہ

واسطے ہنجادینکے پس آگے بڑھ کر لوگون کو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسیٰ آدمیون کی امامت کرینگے
طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل
کرینگے خنزیر کو اور قبضہ کریگا اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین
مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام غوطہ دمشق مین اور زمین مین دھسلویا جاویگا
لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہانتک کہ نہ باقی رہیگا لشکر مین سے
مگر ایک آدمی قبیلہ جہینہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینہ رسول مین لوٹ مار مباح کریگا پھر
جائیگا مکے کے ارادے پر پس فساد ہوگا اللہ تعالیٰ دھسا دیگا پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اس
لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار مددگار ہوا
ہوگی دین کو اور یہ جو واسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اوسقدر
باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطانی کے اکثر
خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور زیادہ
معلوم رہے کہ منارہ بیضا شرقی دمشق کہ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے
وہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور حالا اوس مسجد کا منارہ اذان ہی
پچیس مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوسپر
اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلہ النصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی
نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اوسپر چڑھ کر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر
تھا اور غوطہ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جانتے
ہین اور غوطہ دمشق ایک زمین ہی فناے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات و زراعات
سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطہ دمشق کی تعریف
حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب
و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کر دیا تحریف
دوازدھم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے
مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کر کے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تائید مین نقل کیا

دیکھو صفحہ ۲۹۲ کو ۱۰

میان خوندمیر اشعار فتوحات کے معنی برابر نہ سمجھے

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کر دیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان نہ سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھ جاوین الا اشعار الا ان ختم الاولیاء شہید ٭ وعین امام
العالمین فقید ٭ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہوگی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
شیخ کے نزدیک نہ خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین جا بجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ ۳۶۶ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ انکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ ھو السید المھدي من آل احمد ٭ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر و زندہ رہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
شیخ نے ما قبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنة محمد یکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المھدي الیہ یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہونگے طریقہ محمدی پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کرلیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین ٭ ھو السید المھدي من آل احمد ٭ ھو الصارم الھندي حین یبید
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کہ ہلاک کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہی لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ معارضہ مین

[illegible]

اسی مصرع سے ثابت کرتے ہیں کہ مہدی کی جائے تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہیں کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جسکا ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جنہنے انکو لغت و صیغہ دانی میں ایسا چالاک
کر دیا ہی کہ ہُنَیْدَہ اور ہِنْدِیّہ میں کچھ فرق نہیں جانتے ہیں کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
میں اور یاد ہ بیدا اور بدو کو ایک جانتے ہیں یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی میں یہ کمال ہی
کہ تیغ ہندی مہدی کو بطور تشدید کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت میں ہندی ہیں عربی
نہیں ہیں تو لازم ہوا کہ اپنے مہدی کو تیغ بھی حقیقۃ سمجھیں انسان کہیں اور یہ خبر نہیں ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدۂ بانت سعاد میں رسول خدا کو تیغ ہندی باندہ کر روبرو سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ ۔ مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْہِنْدِ مَسْلُوْلٌ ۔ اور حضرتؐ سے آپ نے بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ اور مہند کہ معنی تیغ ہندی کے ہیں
اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرتؐ بالاتفاق عربی ہیں شعر ہُوَ الشَّمْسُ یَجْلُوْ کُلَّ غَیْمٍ وَّظُلْمَۃٍ ۔ وَھُوَ الْوَابِلُ
الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ ۔ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ باران بہار ہی جس وقت
کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے میں اتنی خیانت نکریگا جیسا کہ
میان لی کی ہی جس کسی کا کلام نقل کرتے ہیں اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہیں تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے ہیں نہ یہ کہ استدراک و استحباب پیجا کریں کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہوجاوے
اور ملا ذکر و اشارہ انتحاب اوسکی طرف نسبت کر دیوین کہ اوس کتاب میں اوسکے مصنف نے ایسا
لکھا ہی تا کہ لوگ سمجھیں کہ اوسکی رائے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کھلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے
ہیں تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کر سکتا ہی کہ میں قطب ہوں یا غوث ہوں یا مہدی ہوں اور
فلانی کتاب سے میرے دعوی کا ثبوت ہو سکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کر کے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کر دیا
اس قسم کی نقل کا سوائے کذب و افترا کے کچھ نام نہیں ہی پس اس تحریفات کا نقل کرنا ہی سے دو مقدمے محقق ہوئے
مقدمۂ اول در دروغگوئی میان خوندمیر کی خصوصًا تحریف و میں کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہیں کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہوویں گے خلق میں بفتح الخا میں حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہیں کہ خلق بضم الخا
میں حضرت سے مہدی کم ہوں گے اور خلق بفتح الخا میں مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف بحکم مِنْ بَابٍ قَبِیْلِ الرَّجُلِ کا لفظ اپنے
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کی طرف نسبت کر دیا اسکے سوا انکے نقل کلام میں اس قسم کے بہت کذب مقدمہ ہیں جیسے عقیدہ و غیرہ میں موجود ہیں

کہ استیعاب اوسکا موجب تطویل ہی پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
جیسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور سید انجی بن
سید سلام اللہ وغیرہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے
مین مطلوب ہی تو فرمان امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ
اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے
کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہی بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے
اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور
حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ مقدمہ قسم
بطلان مہدویت انکے مہدی دعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر لکھا گیا
بعد قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ
لوح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوتے
ہین کہ لَا یُخْطِی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نہ کرے گا دلیل فہم وہی میان خوندمیر
اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام
می گوید وھم علی اقدام رجال من الصحابۃ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ وھم من الاعاجم
ما فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لھم حافظ لیس من جنسھم ما عصی اللہ قط ھو
اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرا مہدی صحابۂ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ اونھون نے سچ کر دکھایا جسپر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ اون مین کوئی نہین ہی عربی
لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین انکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے کبھی خدا کی نافرمانی
نہین کی وہ خاص وزرا کا ہی اور افضل امینونکا انتہی میان خوندمیر کی غرض یہان اگرچہ بظاہر یہی کہ وزرائے مہدی کے صفات

مذکورۂ بالا سب نے را سے مہدی جونپور مین موجود مین لیس مہدویت اونکی بخته ہوئی لیکن جو عقدت نے
اپنی تعریف دمیح خوانی منظور ہو کہ آپ اخص الوزرا مین مگراس کلام کا صادق آنا ان بزرگ کے
وزیدا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہو اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہو کہ کبھی بات سوا عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفا مہدی جونپور اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ نا
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی
ایسی توجیہ کی ہو کہ سمجھ نکی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت
اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہو نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار
قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہو تخصیص وزرا ے مہدی کی لغو ہو کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہو نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہو اور اگر مراد
وعظ قرآن ہو تو علما مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ
عربی مین اور طرفہ یہ ہو کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث بملک العرب کی توجیہ کرتے
ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہو بلکہ قوم عرب ہو اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب
ٹھیرے مہدی جونپور مالک عرب ٹھیرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہو اب باقی
رہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہو اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی
نے گناہی کیونکر ثابت ہوسکتی ہو کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ لعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے
باب نہم مین مذکور ہو اور اخص الوزرا کی شان یہ ہو کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہوجاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یلقب انکی کتابون مین بھی موجود ہو تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوے ہونگے کم سے کم اونکے جانور لڑانا ہو کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوبازی اور پینڈھابازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہو بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ بھی دلیل ششم مین ہو وکذب ہیچ کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ ہو

[illegible]

مذکور ہو چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی عالم خان
کی لڑکی سے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگون کے گھر جلنے کا
خوف ہوا اور سوا انکے کوئی ایسے اعلی مہدی جونپوری کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم
ٹھیرے حالانکہ دوسرے خلفانے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار
کی ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ کا باختصاص میان نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک
حبشی کو قتل کرنے کے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے تھے
ایسے لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین شہریار
چنان ٭ جہان چون نگیرد قراری چنان ٭ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزرا
مہدی عجم ہین اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپوری کے تمام وزرا
ہم جنس و عجم ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہی اور
اگر سیاق عبارت پر نظر کی جاوے تکذیب زیادہ تر ہو جاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا
مہدی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی
گرا دینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر
تلوار کے فتح کرینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر وزرا مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی
فتح نکیا پس شیخ اکبر ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہین لیکن قوم
میان خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان منزلی
اور اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم اللہ بہ الولایۃ
مطلقا و ختم یختم اللہ بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فہو عیسی علیہ السلام فہو الولی
بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ہذہ الامۃ وقد حیل بینہ وبین نبوۃ التشریع والرسالۃ
فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعدہ فکان اول ہذا الامر نبی وہو ادم
والاخر نبی وہو عیسی اعنی نبوۃ الاختصاص فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشرا
معنا وحشرا مع الرسل واما ختم الولایۃ المحمدیۃ فہی لرجل یجیء من العرب فی اخر
الزمان فہو رجل اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبہ فی الخلق بضم الخاء

[illegible]

مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تشبهه فی الخلق بفتح الخاء يصلحه الله في ليلة
او في يومين ويكون له العلامات الكثيرة كما اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
في بعض الاحاديث وقد رايت العلامة التي اخفاها الرسول عليه السلام
اخفاها الحق في ذات المهدي عن عيون الناس وكشفها لي حتى رايت خاتم الولاية
منه وهو المهدي الذي يختم به الولاية المقيدة المحمدية يخرج في اخر الزمان
مع العلامات التي اخبرها النبي صلى الله عليه وسلم لا يعرفها كثير من الناس
ولا يؤمن اكثرهم به وقد ابتلاه الله تعالى باهل الانكار عليه بما يتحقق به
من الحق في سره وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم
الله بالمهدي الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء
فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا
الخاتم المحمدي ولا يوجد ولي بنسبة الولاية المحمدية هذا معنى ختم الولاية المحمدية
واما ختم الولاية العامة الذي لا يوجد ولي بعده فهو عيسى عليه السلام
انتهى یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھوین فصل مین مسطور ہے
لیکن بیان مذکورہ میان نہایت تحریف وتبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود
منفعل ہوکر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہو جاویگا
اب عبارت فتوحات لکھی جاتی ہے تا کہ عقلاے انصاف پسند دونون کو مطابق کر کے دیکھین کہ
کسقدر خیانت کی گئی ہے شیخ اکبر مقام مذکور مین فرماتے ہین الختم ختمان ختم یختم الله
به الولاية وختم يختم الله به الولاية المحمدية فاما ختم الولاية على الاطلاق فهو
عيسى عليه السلام فهو الولي بالنبوة المطلقة في زمان هذه الامة وقد
حيل بينه وبين نبوة التشريع والرسالة فينزل في اخر الزمان وارثا خاتما لا ولي
بعده بنبوة المطلقة كما ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة
تشريع بعده وان كان بعده عيسى من اولي العزم من الرسل وخواص الانبياء
ولكن زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو لغيره فينزل وليا

ذا نبوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
اول هذا الامر نبي وهو آدم وآخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص
فيكون له يوم القيامة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلا ويدا وهو في زماننا اليوم موجود
عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها
الحق فيه عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه
وهو خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل
الانكار عليه فيما يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم
بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي
الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من
الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم
المحمدي وبعده فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى
خاتم الولاية المحمدية واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى
عليه السلام انتهى یعنی ختم دو ہین ایک ختم ہی کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق
کو ختم کرےگا اور ایک ختم ہی کہ ختم کرےگا اللہ تعالی بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس
لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہین پس وہ ولی ہین بنبوت مطلقہ زمانہ اس امت
مین اور بتحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے
پس اوترینگے آخر زمانے مین وارث محمدی و خاتم ہو کر کہ کوئی ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ
نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہین ہی اگرچہ بعد
آنحضرت کے عیسی رسولون اولی العزم اور خاص انبیا سے ہین لیکن زائل ہو گیا ہی حکم اونکا اس
مقام سے بسبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہی یعنی انقطاع
نبوت تشریع کا زمانہ دولت محمدی مین پس اوترینگے ولی ہو کر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک
ہوتے ہین اونکے اس سے تبعے مین اولیا محمدیہ پس وہ ہم مین سے ہونگے اور ہمارے سردار ہیں

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتدا کے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بہ نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقہ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسی کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے
ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو ہی
قوم عرب سے کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آ چکے دن موجود
ہے مینے پہچانا اوسکو سنہ ۵۹۵ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مینے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہی
اوسکو اللہ تعالی نے اوس مین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مینے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقۃ
ہی مین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ اوپر
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو تحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی
دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس البتہ اولیا پائے جاوینگے سوائے اس ختم محمدی کے اوس کے زمانے مین اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاوے گا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے
اور لیکن ختم الولایت کہ جسکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی آپ
ملاحظہ کیجیے کہ بعد لا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کر دی اختصار ہی کچھ مضایقہ نہین
ہی لیکن نبوۃ الاختصاص کی جا سے پر کہ نسخہ بہلے نبوۃ الارث کر دیا سبب اوسکا تغیر ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص بمعنی نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحا کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی تصریح کی کہ لکھنے نبوۃ الاختصاص اور بدتر اس سے یہ ہی کہ بعد لا ولی کے بعد

عبارت شیخ کو اوڑا کر اپنی طرف سے یجیئ من الهند الخ بڑھا دیا کہ افترا محض ہوا اسواسطے کہ شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مرتبۂ خاتمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی اور مین فلانے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانا ہون اور میان نے اپنے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک مرد کے واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین وچنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہی کہ اخفاها الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کی طرف راجع تھی وہان فی ذات المهدي بنا دیا حالانکہ اصل سخن مین مهدی کا نام بھی نہین ہی اور کشف ہالی کے بعد بمدینۃ فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وهو خاتم النبوة المطلقة کی جاے پر وهو المهدي الذي الخ لکھدیا اور بالختم المهدي کی جاے پر بالمهدي کر دیا اسکے سوا اور بھی کئی جاے پر افراط وتفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ چھہ تحریفات بالالبتہ نہایت خدع وکذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا تو طریقہ دیانت وراست بازی کا یہ تھا کہ سنلے کم وکاست نقل کر دیتے کہ لوگ دھوکا نکھاتے اور اگر اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان فارسی سے کہ جس مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور کثرت بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ سند ودلیل نسمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سواے اسکے اور عبارات بھی اس بزرگ نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاوے کلام طویل ہوتا ہی اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خرواری باشد واندکی دلیل بسیاری

ف جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین بے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھہ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعۂ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بیجابانہ جو زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار

سیاہان کہ تاراج رہ می کنند ٭ بدزدی جہان را سیہ می کنند ٭ بروز آتشی بر نیارند گرم ٭ کہ دارد راہی دیدہ از دیدہ شرم ٭ دبیران نگر تا بروز سپید ٭ قلم چون تراشند از مشک بید

[illegible]

دلیل یازدہم وہی میان اوسی مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین کہ حق تعالیٰ درکلام خویش خبرداد
ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ ای بلسان المہدی و از آیات دیگر ہم صحبت فرمودہ ست کما قال سبحانہ
اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ تا اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ و دیگر قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ
عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ و دیگر قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ
شَہَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ
بَلَغَ و دیگر فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ و دیگر وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ
اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنَاہُ
نُوْرًا نَّہْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّکَ لَتَہْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ و دیگر
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْہُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْہُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْہُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ جَنّٰتُ
عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَہَا یُحَلَّوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَہَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُہُمْ فِیْہَا
حَرِیْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْہَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ الَّذِیْٓ
اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ مِنْ فَضْلِہٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْہَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْہَا لُغُوْبٌ و دیگر
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا
تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَہُمْ رَبُّہُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ
مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا
وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْہُمْ سَیِّاٰتِہِمْ وَلَاُدْخِلَنَّہُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ و دیگر ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ

رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَٰلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ وآیات دیگر بسیارست بر صدق
وی دلالت می کنند و اقوال صحابہ رضوان الله علیهم اجمعین بیرون از شمارست کہ بر صحت ثبوت
آن گواہی میدہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم الله وجهہ بر ہمین معنی وارد شدہ اشعار
بني اذا ما جاشت الترك فانتظر ۞ ولاية مهدي يقوم فيعدل + وذل ملوك
الظلم من آل هاشم ۞ وبويع منهم من يلذ ويهزل + صبي من الصبيان لا رأي
عنده + ولا عنده جد ولا هو يعقل + فثم يقوم قائم الحق منكم + وبالحق يأتيكم
وبالحق يعمل ۞ سمي رسول الله نفسي فداؤه + فلا تخذلوه يا بني وعجلوا ۞ اور عالموں
نے استفتای کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم الله تعالی
کا اس بندے کو ہوتا ہی کہ آیت أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ آخر تک خاص تیری ذات کے
حق میں فرمائی ہی ہمنے اور مراد لفظ مَن سے أَفَمَن كَانَ میں خاص ذات تیری ہی اور یہ بھی
دعوی کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہی اور کہا کہ مراد ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ سے اندک فنا رکھنے وا
ہیں اور مُقْتَصِدٌ سے نیم فنا رکھنے والے اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ سے تمام فنا رکھنے والے مراد ہیں
اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس بندے سے نہیں ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان حق تاہی
کہ آیت قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي میں مراد مَن سے
خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا میں مراد ہماری یہ ہی
کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کریں اور شواہد الولایت کے اکتیسویں ۳۱ باب میں
لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَ
مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ
اتَّبَعَنِي یہ تمام مَن کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہی فقط الاخیر اور باب ۲۹ انتیسویں میں

لکھا ہی کہ میران حق تعالیٰ کو ہوتا ہی کہ اولیا کو کہا یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اللّٰہَ تَعَالیٰ کُوْنُوْا ذَاکِرِیْنَ کثیرا
لمجموعۃ الاولیا یعنی سید محمد بآیت نعتیہ تیرے گروہ کی شان میں ہی جو کہا میران نے جیسا کہ قوم
موسیٰ کو خطاب یہود اور قوم عیسیٰ کی خطاب نصاریٰ اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان کہہ
پہارتی ہی قوم کا خطاب اولوالالباب ہی انتہی اور سترھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے خوند میر کو کہا
کہ تمھاری خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ سینہ محمد
فِیْہَا مِصْبَاحٌ تجلی حق تعالیٰ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ دل خوند میر اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ
مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ شجرہ ذات بندہ کہ جو تھے آسمان برنام بندہ کا سید مبارک نام ہی زَیْتُوْنَۃٍ
لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یعنی نہ یمانی نہ خراسانی یَکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ یعنی
ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الٰہی کے چاہتی تھی کہ بے واسطہ روشن ہوجاوے لیکن بواسطے
مہدی کی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو گئی یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مراد من سے خاص ذات بندے کی
ہی فقط لاغیر اور ستر ھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعویٰ کیا کہ حق تعالیٰ سے مین نے معلوم کیا کہ
اسی قسم کے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے اونکے گروہ کے حق مین ہین اور
وہ مہدی یہین ہوں اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز وعظ مین ملا علی
نیا نفی سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے کہا
بعضون نے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر
پھر اختلاف کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی
درست نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
لیکن معنی اضافت علینا کے کہ مانند یا اسکے ہی سوا مصطفیٰ کے کسی کی نسبت نہین ہوتے
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہو کر کہا کہ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ اور
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالیٰ عرش پر تجلی فرما کر بیان فرمادے گا میران نے کہا
کہ یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن بعد وصول بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا
کہ آپ فرمایئے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین سب
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصًا جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ

[illegible]

[illegible]

رنگ پکڑتا ہی جس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو مشکل ہو گیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھیرا دیا کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ کہنے لگا اور آیت مین بالکل غور کیا نہ اوسکے معنی تامل کرکے دیکھا کہ اوس مین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہوئی آیت یہہ ہی کہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم اوسکو پڑھ دینا جسوقت ہم پڑھنے لگین یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہو اوسکے پڑھنے سے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے بھولنے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی مین پڑھنے جاتے اور کہین یہہ معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جبتک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثم ان علینا بیانہ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے مؤخر چاہیے یعنی قرأت سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا ذکر آیت مین ہرگز نہین ہی لیکن یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے ہین سراسر نادرست وغلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہہ شرط ہی کہ بعد انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی الآیہ فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم واللہ خبیر بما تعملون ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا الآیہ ثم بدا لھم من بعد ما راوا الآیات لیسجننہ حتی حین ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد الآیہ ثم یاتی من بعد ذلک عام الآیہ فتولی فرعون فجمع کیدہ ثم اتی ثم لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفا لکم فیھا

مَنَافِعُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۝ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ
لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ الاٰیہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ الاٰیہ فَسَقٰی
لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓی اِلَی الظِّلِّ الاٰیہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ
قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً الاٰیہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی
كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
الاٰیہ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ الاٰیہ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ
عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ الاٰیہ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن مجید
وکلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میران کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر لیا
اور یہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثمّ انکی
بیانیہ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضرور ہی بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی
تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ۝ کہ یا ایک ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے
قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمہین ظالم ہو پھر سر نگون ہو کر
بخجالت حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی یعنی
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا الاٰیہ یعنی تو نے دیکھا کہ اللہ
ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ بتہ یہ بات ہر عام و خاص کے معائنے مین ہی کہ
ابر آتا اور مرکب ہوکر تہ بتہ ہو جاتا کبھی ایک لمحے مین ہو جاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی
بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ
اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ بھی اسی قبیل سے
ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن حضرت
عبد اللہ بن عباس نے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا کے معنی یون کہے کہ اِنَّ عَلَیْنَا تَبْیِیْنَهٗ بِلِسَانِكَ یعنی
بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہو اور امام محی السنہ
نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو

اوس قرآن منزل مین مشکل ہو اوسکو تحقیق سمجھا کر بیان کردینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہے
اور یہی معنی نظم قرآنی سے مستفاد ہوتے ہین نہ یہ کہ جیسا میران سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہے کہ اے
محمد تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نو سو برس کے بعد کر دینگے اور نو سو
برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے
کا امام مہدی کے پاس غار مین ہے جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جبتک تمام امت قرآن سے محروم رہے گی فرق اتنا ہے کہ اونھون نے قرآن سے
محروم ٹھیرایا انھون نے بیان سے اور ظاہر ہے کہ قرآن بلے بیان معنی بیکار ہے پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نو سو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطاے
معنوی مین کیا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نو سو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سواے خرابی و
گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہے اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہے لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرارت سے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سبکو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہے البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق آیات
قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہے چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہوچکا اور بعضے کا آئندہ
ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض و یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی معانی
محتملہ القرآن کے بھی حد نہین ہے کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الہی بالکل بالراے حرام ہے اوسکا مدار روایت پر ہے اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہے کہ جسپر قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہین نہ سمجھا دے
بلکہ اوسکا بیان نو سو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ چند پور ہون وہ گراہیو

کو سمجھا وے اور اونکے چند بار ماری ردہ معنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثم ان علینا بیانہ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ یعنی اوراوتارا ہمنے طرف تمھارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تا کہ بیان کرو تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہی اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ الآیہ یعنی اور نہین اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ چیز کہ جسمین جھگڑ رہے ہین بیان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا کام حضرت رسالت کا ہی پس کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرون کو بیان کا عہدہ تھا جیساکہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان قوم اوسکی کے تا کہ بیان کرے واسطے اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ شیخ مدعی مہدویت کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے معنی کرتے ہین جسپر یہ دعوی ہی کہ بندہ مبین مراد اللہ ہی اوراسی طرح دوسرے آیات کے معنی بھی مخالف احادیث صحیح اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے چنانچہ سورۂ جمعہ مین وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کو خاص اپنے فرقۂ مہدویہ پر حمل کیا حالانکہ صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نازل ہوئی سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ہمین سے نے عرض کیا کہ یہ کون لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نہ فرمایا یہانتک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس مجلس مین سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ اگر ہووے ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوین اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھنا ساتھ اسقدر شمار صفت کے بتا کہ دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکورہ مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسیواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے
کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر یعلمہم پر
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بہم فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہین ہوئے ہین
بلکہ آیندہ کو لاحق ہووینگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منہم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو رشتہ دینی کے سبب انھین مین ہوگئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ رض کے اور یہی قول ہی ابن عمر و اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ و مقاتل نے کہا کہ انسے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
ہین اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپور
کی نکلتی ہی نہ اقوال ائمہ تفسیر سے ہان البتہ عمومات مین قوم مہدی شریک ہی مگر شمارا چہ آپ اپنی
مہدویت اول ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہوجیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
مرانیست بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم
واجب کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہی
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتداءً تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہی
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق مطلب خان زادہ جونپور کے موجود نہین ہی پس تخصیص آیات
قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الٰہی کا کرنا بلا دلیل محض ہی اور اشعار کہ جناب مرتضوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اس بات پر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری دولت اسلامیہ کے قائم ہوکر انتظام ملک و ملت کر دینگے
نہ یہ کہ تمھارے مہدی کی طرح آخادر عایا ہوکر آپ تفرقۂ اخراج و مغلوبی مین مبتلا اور مقہور و مغلوب
ہوکر بر وارد ی طرد و اخراج مین بحال تبہی جیسے آئے تھے ویسیہی چلے جاوین گے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے ان لوگون کے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ و حاکم کرے گا انکو زمین مین جیسے کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جماوے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کر دیا
اونکے واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہلسنت
کے خلفا اور اہلسنت کے ساتھ وفا فرمایا اور انکے مخالفین کو آج تک ذلیل ورعیت بنا کر رکھا اور
قریب قیامت تک ایسے ہی رہینگے یہان تک کہ امام مہدی بھی اسی وعدے کے موافق سریر
عزت وخلافت پہ جلوہ فرما ویںگے اور حدیث شریف میں ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ
تعالی نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آجتک اسکا ظہور ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر ورعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ گر پہلی سنت محمدی
ہوتے تین سو چاسی ۳۸۰ برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے دلیل دوازدہم
اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علیؓ فسالہ رجل عن المھدی
فقال ھیھات ثم عقد بیدہ تسعا فقال ذلک یخرج فی اخر الزمان اذا قیل للرجل الله
الله قتل فیجمع الله له قوما قزعا کقزع السحاب یولف بین قلوبھم لا یستوحشون علی احد
منہم ولا یفرحون باحد دخل فیھم علی عدة اصحاب بدر لم یسبقھم الاولون ولا
یدرکھم الاخرون وعلی عدة اصحاب طالوت الذین جاوزوا معه النھر یعنی
نعیم بن حماد نے حضرت ابن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھ سے
نو کا پھر فرمایا یہ نکلیگا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاویگا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے
ڈر اللہ سے یعنی بجبر واکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر بتا کر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا
پس جمع کریگا اللہ تعالی اونکے واسطے ایک قوم اشک پیز مانند بزش ابر کے کہ انکے دلونمین
الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین
اصحاب بدر کے برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اونپر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے
پچھلے لوگ اور شمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اوسکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے آپکی
عالم میان مہدوی رسالہ معاندہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو گریہ زاری کرتی ہاری طلب دید

اللہ تعالی مین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبد الملک
سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا جواب حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جا نپائے جاوین
بلکہ تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجۂ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل
راجع طرف ہمجنس و ہمچشموں کے ہوا کرتی ہی نہ انبیا و صحابہ کرام کہ بتصریح نصوص صحیحہ کہ اونکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات رفقائے شیخ جونپور
مین مشکل ہی کہ دعوی بلا دلیل ہی اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤنکے تئین کامل و افضل
سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے
ابر یا وحب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ تحقیق
انی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا مطابقت
تاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و پیشوا نے
ن تینون کو پس پشت ڈالدیا کتاب و اجماع کی مخالفت جا بجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
الفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی میرے
دیکے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس
ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کردین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
ال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
ال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان بھی آیت صادق آئی کہ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنی کیا

پس دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فردوسی رزہد و تقوٰی
و صفا ٭ ولیکن میفزاے بر مصطفٰی ٭ خلاف پیمبر کسی رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ٭
اور ظاہر ہی کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی
وصال ٭ صد سال می توان بہ تمنا گریستن ٭ اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہین کیا
تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے
اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمھارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن
قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کر کے معد قبول کو نہ پونہچے گا اور دین سے ایسے خارج ہونگے
جیسا کہ تیر نشان سے باہر و پار ہو جاتا ہی کہ کچھ اثر اوس مین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی
مختصرا اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عاید حال
ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئین اسیطرح جوگی و بیراگی و انبیت دکھائین کسقدر صعوبات
ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہو سکتا ہی حالانکہ وہ سب
ہبارو منثورا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا
دوسرا امر یہ ہی کہ جناب ولایت مآب نے درمیان اس کلام کے نو کا عقد کیا اس سے مہدوی
اشارہ نو سو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے لیے شیخ نو صدی کی حقیت مہدویت پر استدلال
کرتے ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ
نو برس مدت سلطنت مہدی کے روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اسبات پر
کہ امیر روایت مین عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت
ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہے گا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز
ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے
کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے پس
اب جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویسا ہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط بلکہ
اغلط ہی اور سوا اسکے یہ ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے
ہین اور اسوقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہی کہ حاضر بسبب مطلع ہونے کے قرائن حالیہ و مقالیہ

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و رفیق صاحب فضل و رفیع المقام
ہو و جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
ہوگا غائبین کہ باوجود بعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو
نہ پہونچتے ہون اوسکے ساتھہ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس
نہ سمجھے دوسرونکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی
سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اپنے والد
منبع العجائب سے کچھہ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کاہے کو دوڑاتے پس
احتمال نو برس خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بغایت لچر و پوچ ہی و اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان سالہ معارضہ مین رسالہ برہان سے
نقل کرتے ہین وَیْحًا لِلطَّالَقَانِ فَاِنَّ لِلّٰهِ بِهَا كُنُوْزًا لَيْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ وَّلٰكِنْ
بِهَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَهُمْ اَنْصَارُ الْمَهْدِيِّ فرمائے علی رضی اللہ عنہ واسطے
اللہ تعالی کے خزانے ہین نہین ہین روپے اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ جو
حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب اوصاف موجود تھے حضرت مہدی
علیہ السلام مین جواب بحبیب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا
مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہوئے اوسکا حساب ہو سکتا ہی یہان سلف سے خلف
تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب
نہین کر سکتا ہی مگر بقول لیکہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ اوس دریا کا ایک قطرہ اس مختصر مین
لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان دلائل گذشتہ
مین بیان ہو چکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے نئے اندیشہ وہی پیشہ اس
روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقان
کر دیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر
اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا
سب اتنی ہاتھہ چالاکی کر چکے باقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کر دیا کیونکہ ان الفاظ کے ہوتے ہو

[illegible]

یہی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیساکہ قاموس مین لکھا ہی ایک قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہی یہان مذکور ہے اوسکو صیغہ تثنیہ کا سمجھکر لام کے سبب سے اوسکو مجرور بالیاء کرکے للطالقین کر دیا لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی مین ویسی حیران رہے کہ دو جانثیرین لقطہا کی اوسکی طرف راجع دیکھکر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب کچھ نہ بن سکا پرانا ہا تھ یاد آیا بزرگون کی پڑھی ہوئی سوروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو جھانٹ کر اپنی من مانتی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی کرینگے کہ میرے کلام کو کتر بیونت کرکے مجھپر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہی بھگت لینگے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے ❊ اب تو آرام سے گذرتی ہو ❊ جب یہ حال ان میون کا ہی کہ مسند ارشاد و خلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھیراتے ہین تو دیگر جہلا دیگران اب جناب ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام ہماری دلیل ہی نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی انکے مہدی کی تکذیب کر رہے ہین فرماتے ہین کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوس مین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی و سونے سے نہین ہین ولیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہی جیساکہ حق معرفت کا ہی اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمھارے مہدی کے کون کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمھارے میران مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار و مہاجرین تھے اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے لیکن ثابت ہوا کہ جناب اسد اللہ الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرمارہے ہین تمھارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر سمجھے کیا کام ہو مولی علی سے ❊ تو اپنے شیخ سعدو کو سنا لے ❊ دلیل چہاردہم بقیۂ احادیث و آثار رسالۂ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت میرے سے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

انتہی ہان جماعت کثیر عالمون سے عاملون سے امیرون سے فقیرون سے تصدیق و اطاعت کی
آپکی تو کر دیا حق تعالی نے آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرجہ
ابن ماجة یکون فی امتی المہدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمة لم ینعموا
مثلها قط تؤتی اکلها ولا تدخر منها شیء والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت
مین مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات ورنہ نو پھر پر نعمت ہوگی لذت مین میری امت
ایسی نعمت سے کہ نہ پر نعمت ہوگی ویسا کبھی دیئے جائینگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ و جمع کریگا
کوئی اونسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پائمال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہین کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہے ہان موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نو سو ایک
ہجری پر بیت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مومن کا آشکار کیا پھر چپ
ہو رہے پھر نو سو تین ۹۰۳ ہجری پر احمداباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
پھر نو سو پانچ ۹۰۵ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض
انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر چپ نہ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر و ثابت
رہے اس دعوے کو دعوی مصرح موکد کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پر نعمت ہوئی امت
نعمتون ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا اللہ و بدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت
و روئیت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دئے گئے فائدے
وثمرات پیدایش انسانی کے مثل فنائے تعین شخصی و بقائے شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے
اکثر ایکدم مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس روز انکی مبارک
نظرون مین پائمال ہو گیا تھا انتہی مختصرا ومنہا ما اخرجہ ابن ماجة قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المہدی یعنی سلطانہ
یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پائمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت
کرینگے مہدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین حضرت
مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پائمال کر چکے قتل و اخراج و حبس و
ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہین گے اور معنی وطا کے موافقت

مدرارا ولا تدخر الارض شیئاً من النبات ویکون المال کدوسا یقوم الرجل
یقول یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونون حدیثون مین شی کا بیان ثبات
کردیا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اوس سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی
غلط ہی اور چونکہ یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا
ابطال کرتی ہی نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والونکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان
• مہدی متنازع فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی
کہ جو انکے گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ
اور طرفہ طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدا نخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ
جا بجا انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی یہی تذکرہ رہے گا وہی فہم میراں
اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہو کہ وَالْمَالُ يَكُوْمُ مِثْلُ كَدُوْسٍ کا ترجمہ کرتے ہین
اور مال سر وزمثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور
مجرور ہو اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہی بمعنی
کوفتن بپای کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہی بلکہ
حرف اصلی وجزء کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوْسٌ ہی بروزن فُعُوْلٌ کے جمع کُدْس کی کہ بروزن
فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا وانبار رہا ہوگا پس فقرہ بھی دلالت
کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت
مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سید محمود
چراسی بید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ ما
انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رایگان وبرباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار ومجرور
کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دار قطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال
کدوسا موجود ہی یہ جار ومجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست
قرآن واحادیث مین بلاتامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض میں انکا زعم رکھ
اور رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر کی

[illegible]

آیۂ ہدایت کا رد کرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کودتے ہین کہ میان کے ہاتھ سے
کیا کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کا رد لکھدیا شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ۞ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کرکے
قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہو اسواسطے کہ جسکا
واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضوع خود اونھین بلاد
شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر
کہ ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکور نے جو مراد بیان
کی ہی لفظ لیغرس کا اور فی بقعۃ من الارض کا اوسکو رد کرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین بقعۂ ارض
مین نہین رہتے ہین چنانچہ کریمۂ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ ظاہر ہی
تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثۂ مہدویت کے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی سے معلوم ہوتا ہی پس علامت
مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی موجب تعقل انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے
کہ یہ کام بازی گر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد دلون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعویٰ
محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جب تک معاملۂ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کرگسی کیا کام آتی ہی
ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصۂ مہدی کہ بروایت صحیح ثابت ہوا اور وہ شخص متنازع فیہ مین
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے
ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیح ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہو سکتی ہی اور ایسیٔ باین ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھیراتے ہو یہ بے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل است آنچہ مدعی گوید اول اوسکا اثبات چاہیے آور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا کر
کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت مین مثل تحصیل صدقات وخراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ والعاملین علیہا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی مؤیدین ہی بلکہ مکذب ہی دلیل پانزدہم لبقیہ احادیث و آثار سراج الابصار
منہا ما قال علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله أمنا المهدي ام من غيرنا
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل منا يختم الله بنا الدين اي الظهور بأتم الظهور
في زمانه واوصل الصحابه في منازل المقربين والصديقين فهم اهل المشاهدة والمعاينة
والمكالمة ولكن لا يعرفهم الا الله واولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت قبائي
لا يعرفهم غيري اخرج هذا الحديث جماعة من الحفاظ في كتبهم ومنهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعيم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعيم بن حماد
وغيرهم ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على ابي
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذه الخمسمائة درهم فانها زكوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جيرانك من اهل الاسلام والمساكين من
اخوانك المسلمين ثم اذا قام مهدينا اهل البيت قسم بالسوية وعدل في
الرعية فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام
ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسوية والعدل
في الرعية اي فمن اطاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصى الله ثم لا يقبل
عدله ومنها ما روي عن كعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مكتوبا في
اسفار الانبياء ما في حكمه ظلم ولا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
قلت قد تحقق الرواية عن المهدي انه قال ذكر في كتاب الله وكتب الانبياء
ولم يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما هو المشهود ومنها ما روي عن الحارث بن
المغيرة البصري قال قلت لابي عبد الله الحسين بن علي كرم الله وجهه باي شيء

[illegible]

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وباي شئ قال بمعرفته الحلال والحرام وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي ومنها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل ذكر في اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا ومرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة تعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضته فيملؤها بعدله وهذا معنى يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل في مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي باي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويستأنف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وامرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیۃ بیت یعنی کہ تا کردہ قرآن درست ہو کتب ثلاثہ چند
لمت بشست دای حکم ینسخہا فصدق المؤمنون بانہا منسوخۃ لا ان الکتب
السماویۃ مغسولۃ بالماء بل مغسولۃ عن قلوب من امن بہ ای علمہ منسوخۃ وہم
المنقولات من عقد الدرر وان کان بعضہا ضعافا لکن لما وجدت
یمن ادعی ظہر انہا کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتہا جواب
حقیقت حال یہی کہ احادیث نہایت مخالف ہیں احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب ابطال انکا کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ
وادی حدیث میں بکمال احتیاط دنلے پاؤں چلتے ہیں جب صدہا حدیث و آثار ایسے مخالف
حال دیکھتے ہیں وہاں کچھ دم نہیں مارتے ہیں اگر کوئی حدیث مختصر کہ جسمیں امر الامام
بتفصیل نہیں ہی ہاتھ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہیں یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوسمیں قطع و برید کرکے پارۂ اول
کو نقل کرتے ہیں حالانکہ جب بامعان نظر و انصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوجاتا
چنانچہ اسی طرح صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا اور
نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مدعا بنا کر لائے
ہیں وہ بھی انکی تکذیب و تخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے
یہ ہی کہ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَمِنَّا اٰلِ مُحَمَّدٍ الْمَهْدِيُّ اَمْ مِنْ غَيْرِنَا فَقَالَ لَا
بَلْ مِنَّا يَخْتِمُ اللّٰهُ بِهِ الدِّيْنَ كَمَا فَتَحَ بِنَا وَبِنَا يُنْقَذُوْنَ مِنَ الْفِتْنَةِ كَمَا اُنْقِذُوْا مِنَ
الشِّرْكِ وَبِنَا يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ كَمَا اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ وَبِنَا يُصْبِحُوْنَ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ اِخْوَانًا كَمَا اَصْبَحُوْا
بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ اِخْوَانًا فِيْ دِيْنِهِمْ یعنی علی مرتضی فرماتے ہیں کہ عرض کیا میں نے
یا رسول اللہ مہدی ہم اہلبیت میں سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہیں بلکہ ہم ہی میں سے ہی ختم
کریگا اللہ تعالی سبب اوسکے دین کو جیسا کہ شروع کیا سبب ہمارے اور ہمارے سبب سے بچا
جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھٹکارا پا گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کر دیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت فتنے کے جیسا کہ موافقت کردی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے اور
ہمارے سبب سے ہو جاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندون کے جیسا کہ ہو گئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین لینے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہونچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ
کہ جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائی ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
فتنہ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت
فتنون کی جا کر ایسی موافقت ہو جاویگی کہ مانند بھائیون کے ہو جاوینگے جیسا کہ بعد جانے عداوت
شرک کے ہو گئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
کہ نسب انکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا اله الا الله محمد رسول الله اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ رمضان
اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ اور تابعین وغیرہ حامیان دین محمدی
نے ہزارہا جانفشانی نو سو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی مہدویت
کے سبب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھیرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
اٹھا دیا اور محنت و سعی ہزار سالہ برباد کردی کہ بجز چند ہندیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس نتیجہ دین بھی کمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپوری کو معلوم ہوا کہ امر الٰہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
انہون نے عرض کیا کہ اس دعوے کے اظہار سے کیا فائدہ مقصود ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
رہتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور بعد مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہو جاوینگے انتہی سمجھے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونے کا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین آیا
تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین وسوسہ مہدیت کے ڈالنے والے نے بھی اسکا کچھ جواب
نہ دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب بزور دستی کے

طور پر ہوا کہ قضا جاری ہوچکی کر مانے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور رہو جائیگا تیسری بات فتنے سے نجات پانا
وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلاے فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے مذہب کا
بڑہ گیا چوتھی بات عداوت جاکر باہم اتفاق ہوجانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد فیما بین کے ثابت
ہوتا ہی کہ جو لوگ شرک سے چھڑالے گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑالیے جاوینگے اور انکے
دلون مین اتحاد والفت ہوجاویگی اور وہ سب مسلمان ہین فقط فرقہ مہدویہ او ظاہر ہی کہ مسلمانون مین
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف وعداوت انکے قدم کے وقت سے یوماً فیوماً روز افزون ہی علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی مین بھی چوہتر فرقے ہوگئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا تھا
کہ میرے بعد کے گروہ مین چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقہ ناجیہ وہ ہی کہ جامع الاخبار
یعنی عقیدہ خوند میر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہی شعر موعود کے فرمان سون فرقہ چوہتر ہین
ہلاک ہر ایک پہ صد لعنت بجا ہر ایک ستی بیزار ہو۔ معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف فتنہ
دوچند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقہ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس تک ہو گئے حدیث ترمذی وغیرہ مین
وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ
هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت اور
میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ مین جاوینگے سوائے ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہی یا رسول اللہ فرمایا جسپر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی یہانسے معلوم ہوتا ہی کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہین اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت
ایک سو سینتالیس پر متفرق ہوگی اور روایت دوم کا حاصل یہ ہی کہ ایکشخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے یہ پانسو درہم میرے مال کی زکوٰۃ کے آپ لیجیے آپنے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسایے مسلمانون مساکین مین تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا تقسیم
برابری کی اور عدل رعیت مین کریگا پس اوسکی اطاعت ونافرمانی خدا کی اطاعت ونافرمانی ہوگی
انتہی آپ بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرہ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہی اور
جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب نامربوط ہی پس حاصل مقام یہ ہی کہ خراج وعشر

حدیث تفترق امتی کی دلالت کرتی ہی کہ چوہتر فرقے مہدویکے امت محمدی سے خارج ہین

وزکوۃ چارپایوں چرندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام ہے اور یہی متعلق اس آیت کے کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً اور اسی پر زمانہ
نبوت سے آجتک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ایمۂ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ایمۂ اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ایمۂ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھتے ہونگے
زکوۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس زمانے کے سلاطین چونکہ زکوۃ کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کردے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام کو
زکوۃ دینا اوس شخص کو منظور ہو اسواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام
ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدۂ اخذ زکوۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ مال
خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بٹھانا کوئی ایسا مقدمۂ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیشین گوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہوکر عدل وداد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھ نادر ایسے نہین ہی کہ قابل اخبار
ہووے ہزارہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال
و خادمین و طالبین کے ساتھ بمعاملۂ عدل و انصاف بسر بری اوقات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ہر سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاویگا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اور
مصنف سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب الانبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نہتا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعوی محض ہے اثبات کسی تیر کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے کیونکہ
معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمہارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدی کا ہی اور تمہارا مہدی ہونا کہان سے
ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی آپکو اپنی دلیل گردانا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحف
انبیائے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہے کو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی ہی
پس دلیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرے امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی کہ مہدویون نے
کیا ہی وہ بھی دعوی بلادلیل ہی اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمہارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمہاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ شرح اسکی
دلیل اتفاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ علامت پہچاننے
امام مہدی کی یہ ہی کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ انکی
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
اکثر اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت مین
کافی نجان کر دوبارہ سوال کیا کہ وبای شی یعنی اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ معرفت حلال و حرام
اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت ہر ہنرمند عالم
ہوتی ہی اسیواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ حاجت ناس سے پس معلوم ہوا کہ
امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین نہ فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین وہ باتین آخر کی قطعا مفقود تھین
اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید جی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ دلیل دوم
مین کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سندھ نے قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ ہمارا
قلمرو سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک میں جانے نہ دیوے کیا کیا جاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت
نہیں ہیں قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لیں گے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہیں ہم نے کسکی جائے
چھینی ہے کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہے قاضی غریب نے جاکر یہ اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہوکر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج اونکے روانہ کیا مگر
دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کرکے لشکر واپس کروادیا انتہی مختصراً اب
انصاف کیا جاہیے کہ مجلس میں اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا
کر دینا کونسا سکینہ و وقار کہلاتا ہے کہیں صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے میں کسیکی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی نہیں کرتے ہیں بات کا جواب بات سے ہوتا ہے نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سند دریا دل تھا کہ باوجود
دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو بمنطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور بمنطوق وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا
انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت مہدویت کے
امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ و عیدین میں اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم میں موجود ہے پس
معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو انکو کافر کہنا حرام ہے اور اگر کافر ہیں تو انکے
پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے یہاں اسقدر کافی ہے باقی گفتگو ذیل اخلاق میں آویگی انشاء اللہ تعالی باقی رہا
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیوں کا طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری میں مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی کی رفع نہیں ہوجاتی ہے سوال
نکرنا اور بات ہے اور حاجتمندی اور بات ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
حضرت رسالت میں پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال میں کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کے باوجود اس حال کے سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ قصہ مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصا ابتدائے مدت میں کہ مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ

وہاں بھی بواسطہ تقرر کے جو اسی مرید اُنکا مرگیا فقر و فاقہ رہا حاجتمندی سب ایک چیز ہے جیسا کہ فقیر و محتاج
و محتاج ایک ہی امداد آدمیونکا وانکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی تا اپنے ملکون سے کیون اخراج کرتے تو محتاج
محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اُسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے امداد انکو لوگون سے
حاجت تھی بلکہ دین مین بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامہ کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ
انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو جیسے ادا نہین ہوتی ہین مجکو بتلا دیو بعد چند روز کے میان لاڈ شاہ
نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ اور بعد فریضہ باہر گھر
ادا فرماتے تھے میران نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ حدیث
چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین اور روایت پنجم کا حاصل یہ ہی کہ حضرت نے فاطمہ زہرا سے قسم
کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جس وقت کہ دنیا مین ہرج
مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹے گا پس بڑا چھوٹے
پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کریگا اللہ تعالی ان دونون سے
ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے مین
جیسا کہ قائم کیا مین نے اسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی پر
منطبق کرنیکے واسطے حصون الضلالت بمعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری مقرر کیا تاکہ مطلب یہ ہو
کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کرکے اپنے عدل سے
بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت
جورا وظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے
اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھیرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ اللہ قلوب امۃ
محمد غنی ویسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا امت
کو عدل مہدی کا انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین جیسا سراج الابصار نے ترجمہ کیا ہی اسواسطے کہ
روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ماقبل و مابعد
کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر
احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقہ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ زبان سے

بوتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تاکہ فرقہ باطنیہ مین داخل ہوجاوین اور بعضے معانی ظاہر سے انکار کرتے ہین
اور ایسی تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتے ہین
دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے
سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھ کر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی چہ جائے اسکی کہ اوسی حدیث مین
اوسی روایت و سند سے ایک کلام مین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکالڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی رائے سے ایک معنی ٹھیرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھیراتے تھے اور بعضی سے
روگردان ہوتے تھے کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی افتؤمنون
ببعض الکتاب و تکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ
الدنیا و یوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون اولئک
الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون
علمائے مہدویہ کو چاہیے ہی کہ اپنے حرکات کو علمائے اہل کتاب کے حرکات سے ازراہ انصاف ملاکر دیکھنا کہ
کسقدر مطابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزء عاجل یعنی خزی فی الحیوۃ الدنیا خود اونپر
نازل ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب و اخراج کے تختہ مشق رہتے ہین او کبھی انجام و مآل بظفر و نصرت انجام
نہین پاتا ہی پس جزء آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللہم منزل الکتاب اھدہم
سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ یہ ہی و یملا الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے اب بچشم انصاف
دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعہ اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے بالکل
فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا اوسی سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیونکو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی ایسی اوس سلطنت بھی بھر ناتا کہ تشبیہ برابر آوے اور حدیث امام احمد بن حنبل کی سالم یہ ہے کہ قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ابشرکم بالمهدی رجل من قریش من عترتی یبعث فی امتی علی اختلاف
من الناس وزلازل فیملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما ویرضی عنه
ساکن السماء وساکن الارض ویقسم المال صحاحا بالسویه بین الناس ویملأ قلوب امة محمد
غنی ویسعهم عدله حتی انه یأمر منادیا فینادی من له حاجة الی فما یاتیه احد الا رجل
واحد یاتیه یسئله فیقول ایت السادن حتی یعطیک فیاتیه فیقول انا رسول المهدی
الیک لتعطینی مالا فیقول احث فیحثی ولا یستطیع ان یحمله فیلقی حتی یکون قدر ما یستطیع
ان یحمله فیخرج به فیندم فیقول انا کنت اجشع امة محمد نفسا کلهم دعی الی هذا
المال فترکه غیری فیرده علیه فیقول انا لا نقبل شیئا اعطیناه فیلبث فی ذلک ستا
او سبعا او ثمانیا او تسع سنین ولا خیر فی الحیوة بعده فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے
بشارت دیتا ہوں تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہے قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاویگا امت میری میں
وقت مخالفت آدمیوں کے اور زلزلون کے پس بھر دیگا زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
وستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیوں میں اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا انکو عدل اوسکا یہانتک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہے طرف میری پس نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خازن کے پاس تاکہ دیوے
تجہکو پس آویگا اوسکے پاس کہ مین بھیجا ہوا مہدی کا ہون تیری طرف تاکہ دیوے تو مجکو مال پس کہیگا
کہ بھر لے پس بھریگا اور نہ اوٹھا سکیگا پس ڈالدیگا یہانتک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھانے
کے پھر لیکر نکلیگا پس نادم ہوگا پس کہیگا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہے کہ بلائے گئے
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیریگا اوسکو مہدی پر پس کہینگے کہ ہم
نہین لیتے ہین جس چیز کو کہ دیتے ہین پس ٹھیریگا امام اس حال مین چھ برس یا سات یا آٹھ یا نو برس
اور نہین خیر ہے حیات مین بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہئے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر ظالم
و متعصب شخص ہے کہ اس تمام کلام سے مویہ چھپا لیا اور بیچ کے دو فقرون کو ادہر اوٹھا لیا کہ بھر دیگا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا ظاہر اور عدل سے دل یقیناً مراد لیا
اور ہرگز سیاق و سباق کلام کو نہ دیکھا کہ ما قبل مین تقسیم مال کا ذکر ہی کہ دال ہی کہ غنا بسبب اونہی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی و آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہی اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عترت محمدی سے
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہو چکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہو جاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین والا اپنی اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی ؛ کہ بر آسمان نیز پرداختی ✤ اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب غنا
کے طالب نہوا سوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا
روایت ششم کا حاصل یہ ہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ ما قبل
کے بدعات کو ڈھا دے گا جیساکہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کر دیگا صاحب سراج الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھادیگا اور حاکم ہوگا درمیان
مذاہب کے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کر دینا تا کہ
اسلام از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہو جاوے اور یہ امر شیخ سے جونپور
وقوع مین نہ آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اس مین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علماے دیندار ایسی کرتے ہین اور خطا مجتہدین سے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریق استنباط
کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دو یا کرو
یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیساکہ روایت چہارم مین مذکور ہو چکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیساکہ انہی تمام کتاب مین اوسکا جا بجا ذکر ہی اور ایسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

دلیل لا طائل جس سے تمہارا یہ مطلب ہو کہ ثابت کریں کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہیں اور دین انکے نہ جانے کیا حکم کیا
کس کو خطا ٹھہرایا ہے اور دلیل تفصیلیہ ہر مسئلے کی بیان کریں بغیر اس اثبات کے اون کی کچھ کام نہیں آتی ہے
اور روایت ضمیمہ دلیل ہے کہ جناب ثنوی نے فرمایا ہے کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نہ چھوڑیگا اور کسی
سنت کو بغیر قائم کیے نہ چھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو
امر کریگا جیسا کہ شیخ مہدی نے کہا ہے شعر ہیچ سنتی کہ نا کردہ قرآن درست بدست کشتی ناخدا چند ملت نجست یہان اگرچہ
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصہ مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمہاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمہارے
مہدی پر صادق نہیں ہے اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ طریق سنت
اور عہد حضرت رسالت ہے اور جب سے مہدی ہوئے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر اطہر حضرت رسالت کہ سنت قولی
اور نہایت موکد ہے اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن میں بہت سی سنتیں ترک ہوئیں مثلا قبا کو جانا اور مسجد نبوی میں
نماز پڑھنا اور شہداے احد و اہل بقیع کی زیارت کو جانا سواے اوسکے اور بہت سے مشاہد نبویہ کہ تمام امت اونکے اتباع ما
معترف ہوتی ہے اور صحابہ سے آج تک سب اون مواقع و مشاہد پر اتباع آنسرور کی کرتے رہے ہیں بالکلیہ ان بزرگوار نے
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کیں کہ گویا ایک شریعت تازہ تراشی یعنی
نئیں رسمیں تازہ نکالے کہ پانچ نماز کے سواے ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوٰۃ کے سواے ایک عشر نیا ایجاد کیا کہ
دلیل اخلاق اور بحث تسویہ میں اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر تھیں اسکا جواب بفضلہ
تعالی بخوبی ہو چکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابوں میں کو ہیں اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل نکے
معنی اور تطویلات بیجا ہیں اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہے کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت
مباحثہ مہدویت کے مشہور ہوئے ہیں گزارش کرون تاکہ سامعین با انصاف خود بدولت کی زبر گیان اور خوبیان
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہوویں دلیل شانزدہم مباحثہ شیخ جونپوری کہ بذات خود مستعدی اثبات
مہدویت ہوکر خلائق سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہے اور داد سخنوری و تیز زبانی کی دی ہے مگر اصل مطلب نتیجہ آخر
باقی سب کچھ ہے یہ قصہ تفصیل مطلع الولایت میں لکھا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ جب انکے مہدی ملک خراسان کے
شہر فراہ میں پہونچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب
عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت میں دار السلطنۃ
ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک میں سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

اور ملا علی گل اور ملا محمد قاسم کو انتخاب کرکے تمام کتابین ایسے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانون کی مع
ایک جماعت علما کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک اون تمام کتابون کو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چارون عالم چار سو سوار کے ساتھ فراہیہ کو روانہ ہوکے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آکر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہی فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ ای سید محمد تو مہدی موعود ہی
سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفی رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید نہین ہین
سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ کہ اس بندہ کے بیان
کے موافق ہووے وہ صحیح ہی ورنہ غلط ہی سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہی پیش لا کر پوچھے کہ تم دعوی رویت
الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات قرآنی فمن کان یرجوا لقاء ربہ
فلیعمل عملا صالحا اور ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی اور الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم
الا انہ بکل شیء محیط اور لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار اور لن ترانی وغیرہ سے رویت دار
دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی بجنید گواہ راضی علما نے کہا کہ بدو گواہ معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم گواہی سنتے ہین وبیت حق کی اور سید ہاتھ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو
سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمہین ایک گواہ بس ہو جب سب اشکال حل ہو چکے
تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورے
تمہارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم نتھا تمنے وقت اقرار کے میران محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون
نہ پوچھ لیا تا کہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب فرح مطہر قالب سے
مرکب تھی اوسوقت کا کلام علما جہان نے نو سو برس مین حل کیا ہی اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہی اگر کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میر کی گواہی پر مینے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگر ہم اس تحیے پر ہوتے
حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاؤ کہ نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین ستھے وہ مراد کلام کو نہ پائے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے جو لب اس مقام مین چند اشکال ہین **اشکال اول** کہ ایک
برس تک علمائے فراہ مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علمائے ہرات ان سوالات اور بعد کو کتابون سے انتخاب
کرتے رہے یہ دو مہینے ہوئے ہین پھر مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بعد سوال و جواب کے علمائے ہرات تصدیق
مہدیت کی کرکے ملا علی ذہبی صحبت مین رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی
سب کیفیت سنکر بصدق سنکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ مین بسبب
ضعف پیری کے مرگیا اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی
سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علمائے ہرات و فراہ اور اکثر خلائق اوس عصر نے تصدیق مہدیت
کی کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما اور آنے بادشاہ کی چودہ مہینون پر اور اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام شیخ موصوف
کا فراہ مین نو مہینے ہی جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم مین مذکور ہوچکا پس نو مہینے مین
چودہ مہینے کیونکر داخل ہوگئے **دوم** یہ کہ مدت سے ہند مین کہ چند بڑے امرا اور رعایا معتقد ہوئے اور سلاطین و حکام
ہمیشہ نکال کرتے رہے جیسا اب تک مذہب و اہل مذہب موجود ہین اور خراسان مین اگر بادشاہ و علما اور رعایا
معتقد ہوئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہان سے زیادہ یہ مذہب باقی رہتا کیونکہ الملک والدین توامان والناس علی
دین ملوکہم قول مشہور ہی اور ایسی روایت ہی کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہین
رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہین اور اوس بلاد مین مذہب مذکور ترقی پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہین جانتا ہی اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہین کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہین معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدیت کا کیا تھا یا مذہب مہدویونکا کیا
دینا ہی اور کہان ہی اور نہ کسی تاریخ عجم مین مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علمائے خراسان
نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ مین باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان معتقد
نہوا تھا تعد انکے رواج و اخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل تھے کہ تمام علمائے ہرات دو مہینے
کی دردسری کرکے انتخاب کرین باوجود اسقدر وہن گردانی کے اونکے دلوں پر وہ ہیبت کیا تھا کہ تمام حالات
و خصائص مہدی کہ احادیث صحاح مین مذکور ہین بھول گئے اور چار باتین ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہی کہ مین ایسا ہون کہ کسی مذہب کا مقلد نہین ہون اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہی باقی سب غلط
ہی اور مین امر الہی سے دعوی کرتا ہون اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہین یہ سب دعوے بلا دلیل ہین

ان دعوون کو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کسیکی سمجھ مین نہ آئی چہارم یہ سوال دیگر جواب اول البساہی
کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود ہونیپر دلیل
پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونیپر دلیل پوچھی اوسکا جواب یہ دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون یعنی
سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کردیا اگر کوئی ادنیٰ سمجھہ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین گے جہجائیکہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علمائے خراسانی باسانی راضی ہوجاوین پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہوجاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہوجاوین ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود اونکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دوم ہی اسواسطے
کہ تفاسیر علمانے اپنے ہوائے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالراے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی بروایات
صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان
فرمائی ہی اوسکو مفسرون نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا و رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین انکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونے کے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نہ سمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہوسکتے ہین یہ خطا صریح ہی
ایسی موٹی بات بھی نہ سمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

سوال از آسمان جواب از ریسمان کہ دلیل کا سوال تھا اور جواب مین عین دعوے کا اعادہ کیا

اسی مباحث کے سلسلہ کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیئے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسینے سنا
اور نہ انکو کسینے اوس مجلس میں جن کہا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی معترف ہیں اور نہ دیکھنا بھی
خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت میں مذکور ہوا کہ ملا علی نے سبب یا اکرم
اس شبہ پر ہونے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ نہ وہاں کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز سنا گیا
پس گواہی ہرگز ثابت ہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا اشکال نہم آیات مذکورۂ العدد
کہ مستدل نے اثبات دعوت نمازی کیواسطے نقل کیے ہیں ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال
نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
اَحَدًا کے معنی یہ ہیں پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام اور نہ
شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسیکو مراد لقاے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے ہے دار آخرت میں کہ تمام
اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہیں یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم میں کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہیں اور
اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہیں کہ اور جو کوئی
رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مثل ہیں جو نعمتیں اس جہان کی کہ تم الذی ہی سے تفضلاً
ملک کو دیں جو شخص اون نعمتوں میں باوجودیکہ معائنہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص امر آخرت میں کہ اوسکا معائنہ
نہیں کیا ہی اور دیکھا نہیں ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہیں کیونکہ بعد
ذکر انعام تو نکے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت میں کہ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقہ کو ساتھ اونکے سردار کے
پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہ ہو گا اون پر ایک
تاگے کا بعد ان دونوں تذکروں کے فرمایا ومن کان فی ہذہ اعمی الآیۃ اور دوسرے مفسر نے یہ معنی
کیے کہ جو شخص اس دنیا میں خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا ہی پس وہ آخرت
میں بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کافر گمراہ رہا وہ آخرت میں

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَاۤ اِنَّھُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّھِمْ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دہوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین اونکو دہوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پاسکتی آنکھین اور وہ پاسکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی نہین ہی
اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت مین ہوگا
اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ جان لینے
کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی اگرچہ یہان
اوسکا کچھہ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی
لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ
مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ
تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے معنی یہ ہین اور جب پہنچا موسی ہمارے وقت پر اور کلام کیا
اوس سے اوسکے رب نے بولا اے رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن دیکھتا رہ
پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف کر دیا
اوسکو ڈہا کر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مینے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
وعدہ کیا تھا اللہ تعالی جب تمہارے دشمن فرعون و قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
و نہی کا بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے موہنہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے موہنہ کی بو ہمارے

نزدیک مستک کی رو سے بہتر ہوا اُس روز سے ادب رکھو جب یہ وقت بھی پورا ہو چکا موسیٰ علیہ السلام
غسل کر کے اور کپڑے صاف کر کے کوہ سینا پر حاضر ہوئے اوسکا ذکر کرکے ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا پس
دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات فرسنگ تک میدان طور مین بجلی اوتاری ہوا اور شیطان اور جانورون زمینی کو
وہاں سے پاک کر صاف کر دیا ہے اور آسمانونکے پردے اوسکے اوٹھ گئے ہین کہ ملائکہ ہوا مین کھڑے ہوئے نظر آتے ہین
اور عرش الٰہی ظاہر معلوم ہوتا ہے اور قلم کی کشش کی آواز سنا جاتا ہے پس کلام الٰہی شروع ہوا اور سنا جاتا دور اور نزدیکی
اسطرح پر ہوئی کہ موسیٰ نے سنا اور جبرئیل کہ اوسکے ساتھ تھے اونھون نے سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ
ملاقات و کلام سے اسقدر ذوق و شوق مین آ گئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے کہ دنیا عالم دیدار نہین ہے لیکن کمال اشتیاق
سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی تو مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی
بشر کو طاقت نہین ہے کہ دنیا مین مجھ پر نظر کرے جو دنیا مین میری طرف نظر کریگا مر جاویگا موسیٰ نے کہا الٰہی مین تیرا
کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہون اور تجھکو دیکھکر مر جانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے بہتر ہے کوہ زبیر کہ دنیا
مین سب پہاڑون سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کر اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور اپنی جگہ پر قائم رہا
تو تم بھی کچھ دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالیٰ نے اول اپنی مخلوقات مین کی سخت ہولناک چیزیں دکھلائیں
کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نہ لا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید اسواسطے
بھی کہ ان چیزونکو دیکھکر کچھ مزاج خوگیر عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کئے اور آسمانوں کے فرشتون نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازون سے مانند سخت گرجنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیرون کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھکر اور سنکر حضرت موسیٰ کے جسم و سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ مین یہ سوال
کر کے نادم ہوا اب اس جا سے کچھ صورت نجات کی ہو جاوے ملائکہ کے سردار نے کہا کہ اے موسیٰ صبر کرو جیسا کہ ہونا
کیا ہے صبر کرو یہ جو تم نے دیکھا ہے سو بہت ہی تھوڑا ہے پھر آسمان سوم کے فرشتونکا ایک لشکر عظیم مانند
کرگسوں کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اوسکے مانند شعلوں آگ کے
تھے حضرت موسیٰ نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور ملائکہ کے افسر حضرت میکائیل نے
کہا کہ اے فرزند عمران اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو تاکہ ایسی چیزیں دیکھو کہ جن پر صبر نہ ہو سکیگا پھر آسمان چہارم

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلہ آتشی کے مانند اور خلقت
انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح و تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سے بڑھکر تھی پس موسی علیہ السلام کا
دل کلیجہ پھٹنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ و بکا آغاز کیا سردار ملائکہ نے کہا کہ ای فرزند عمران جو
کچھ مانگے ہوا وسپر صبر کرو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے نازل ہوے کہ
سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے شکل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی انوار کے
نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے
سردار نے کہا کہ ای ابن عمران اپنی جا سے پر رہو تا کہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نہ کر سکوگے پھر اللہ
تعالے نے چھٹے آسمان کے فرشتون کو حکم فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے
کی طلب کی تھی پس اس طرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت
خرمائے آتش کا ہاتھ پر اوگا ہی لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہ ہای
آتشی کے تھے جب تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے
باواز شدید بولتے تھے کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب
حضرت موسی نے یہ حال دیکھا یکبار گراونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور روکر کہنے لگے کہ ای رب میرے
یاد کر مجھکو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجھکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلونگا
جلتا ہون اور اگر ٹھہرون مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھیگا اور دل تیرا
اوکھڑ جاویگا پس صبر کر کہ جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین
آسمان کے ملائک مین عرش اوٹھایا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ
سموات باواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوسکے تمام پتھر ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئے اور بندہ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہوکر مونہہ کے بھل گرے کہ روح ساتھ نرہی اور جس پتھر پر تھے
اوسکو اللہ تعالے نے اوپر پلٹ کر بشکل قبہ کے کر دیا تا کہ جل نجاوین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے روح کو بھیجا پس
موسی خدا کی یاد کے بولتے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجھپر ای رب اور تصدیق کی مینے
کہ کوئی شخص تجھکو دیکھکر زندہ نرہیگا جو شخص تیرے فرشتون کو دیکھیگا اوسکا دل اوکھڑ جاویگا پس کیا عظمت ہی

تیری ہی اور کیا عظمت ہی تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور مالک الملوک ہی کوئی تیری برابری
نہین کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قایم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی نہین ہی کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی
تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے فرمایا کہ عظمت الٰہی سے پہاڑ
پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسی دلیل سے
کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالت مآب نے آیت فلما تجلی ربہ للجبل پڑھ کر ابہام کو خنصر کے بند
اعلیٰ پر رکھکر فرمایا کہ اس قدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دہسگیا اور سہیل بن سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردونمین
سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وخر موسی صعقا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی
بیہوش ہو گیے کہ عرفہ کا دن تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذیحجہ کو عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی
علیہ السلام گر پڑے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا ہوا اور بعض کتابون میں لکھا ہی کہ جب
موسی غشی مین پڑے ہوے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ اے بیٹے حائض عورتون کے تونے
طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مین نے ایک بڑی بات کا سوال
کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سبحانک تبت الیک یعنی تو پاک ہی اور مینے توبہ کی سوال رویت سے
وانا اول المومنین اور مین پہلا مومن ہون ایمان لاؤ اوسپر یعنی اس بات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا انتہی یہ
خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور جب سے شیخ
جونپوری کے خلاف معنی بیان کیے ہین اور شیخ نے عجیب استدلال کیا ہی کہ بعض آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا یہ عجیب ماجرا ہی کہ جو
عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع پر
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی امکان مین نہ غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا کہ
شیخ موصوف سمجھے ہین مخالف روایت و درایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال آیات سے باوجود تمام ہونیکے احتمالات مذکورہ کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہو سکتا ہی اور مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث دال ہین اور دنیا
مین ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہی

[illegible]

کسیکے واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہی چنانچہ علم کلام کی معتبر
کتابومین اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے کسی
شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پوہنچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہی اور کسی نے
اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار فقہ شافعی مین لکھا ہی کہ جو
شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام کرتا ہی
کافر ہوجاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری سوائے
حضرت رسالت کے کسیکے واسطے شدنی نہین ہی پس عالم میان نے استفتاء کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبدالحق رح کی کہ
در امکان رویت حق در دنیا خود ہیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام آنچہ ممکن است او را از غایت قرب و کمال حاصل
نشدہ باشد دیگر کجا وکی حاصل خواہد شد یارب مگر رویت بصری را مخصوص بدار آخرت و موقوف آن نشأۃ داشتہ باشد
و نسبت بران دلیل قاطع و باوجود حصول رویت بصری در انبیا بوجہی کہ مناسب این نشأۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وجوہ و حالات موقوف نشأۃ آخرت بودہ باشد تا آخر کہ فصل ثالث اسی باب سے نقل کی ہی کہ مشعر رویت بصری
دنیاوی پر ہی وہ حضرت رسالت کے حق مین ہی نہ دوسرون کے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا
ذکر ہی ورنہ شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہوچکا پھر اوسی باب کی فصل
ثالث مین اقرار کرین کسیکی عقل مین نہین آتا ہی سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہی اگر کوئی شخص ادنی
تامل اوس مقام مین کریگا صاف سمجھیگا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہی فقط اسواسطے کہ ماقبل مین اوسکے سراسر حشر کیا
رویت بصری نبوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہی اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہی و تحقیق آنحضرت البتہ الکا
ورای ابہام خلق و عقول انسان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب و منزلت داشت امکان رویت
حق در دنیا خود الی آخرہ اور ضمیر او را فقرہ آنچہ ممکن است او را مین راجع طرف آنحضرت کے ہی اور لفظ غایت قرب
و کمال کا بھی دال اسی امر پر ہی کہ مراد حضرت رسالت ہین اور یہ دلیل ہی عندہم اخلاق یہ دلیل مہدویون کی
عمدہ تر عجایب اور طرفہ دلائل ہی کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا بڑا مدار قرار ہی اور سب سے اول عبدالملک سجاوندی کو یہ تدبیر
سوجھی کہ حسب احادیث نبویہ اپنے شیخ کے سر بخالفت مین ویسے استدلال مشکل ہی اخلاق سے استدلال کیا چاہیے چنانچہ ایک
نہایت ہاتھ پاؤن مارے اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جن اخلاق
حسنہ سے انبیا علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اونہین اخلاق سے ہم اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہین بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس مقصد
مین کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہین نقل کین چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی وقد
یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی اور اوسکے طول الحدیث سے نقل کیا کہ اخلاق عظیمہ
صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت اس حد پر کہ
ایک روز کسو سے زیادہ کبھی نہ تھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک سامنے آیا اور فصاحت
اس حد پر کہ تمام بلغا و فصحاء عرب ہر ایک کو ساکت کر دیا اور اصرار دعوے پر باوجود تحمل مصائب سخت کے اور ترفع حال
اور تواضع ساتھ فقرا کے اجتماع ان صفات کا اوس ذات مطہر مین اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے اور
بعد ہر دو نقل ہے کہ صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہوتی
ہے زمانہ نبوت مین اگر اب کوئی شخص ایک امر ممکن کا نبوت سے کم دعوی کرے اور موصوف ہو تمام اخلاق حمیدہ سے تو اوسکی
تصدیق مین کیا تامل ہے اور اس دلیل قطعی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر
سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ اور کلام بشر کے
نہین پہچان سکتے ہین معجزہ درکار ہے اسواسطے بعضے محققین نے کہا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقاد اصادق اور اعمال صالحہ
استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونون کے کمال سے کسی شخص مین اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال کرتا ہے جیسے شخص
کہ ان دونون قوت علمی و عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے سمجھ جاتے ہین کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے
اوسکے مصنف مذکور نے اپنے مہدی کے اصحاب کی ریاضتوں کا بیان کر کے انکو طبیب امراض روحانیہ کا بنایا بعد اسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی مین نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان
معجزہ اور سحر کے اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی مین معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصرآبادی کا
کاشف المغنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت مین وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ
وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیوں کا
کہ جو کچھ مینے تمکو دیا کتاب و علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوس پر ایمان لاؤ گے اور اوسکی
مدد کرو گے یعنی مصدقا لما معکم کے معنی یہ ہین کہ اسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہونگے یہ آیت
اگرچہ قرآن مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے واسطے نازل ہوئی ہے لاکن حکم اسکا انبیاء سابقین
تھا کہ سب انبیا اور امتوں پر اسکے موجب لازم تھا کہ جب کوئی مدعی آوے اسکے اقوال و افعال و احوال دین کے موافق لیا جاوے

دجال کے اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اونپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان قوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمہ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر سے مشتبہ ہو جاتا ہی
اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر لاوے کوئی
خطاب خدا و رسول کی طرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو
واجب ہوتا ہی خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہی تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہو اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے پس اسکی تکذیب
ایسی ہی ہی جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب مین اوسکی تکفیر ہی اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہی اور اخبار اوسکی
جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہو جاوے گی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پہونچے گا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہی پس خصلت علت ہی تصدیق کی
اور وہ موجود ہی اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنیفہ سے ہی انتہی کلامہ غرضکہ اسیطرح مصنف
سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتدا وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبویہ سے
استدلال اوپر نفی خوف کے کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابوحامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونہون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہی کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہی اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ ہین
حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ھذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہی خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدہ احوال اور سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہی اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہو جاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہی ایسیہی جب تو
معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن واحادیث کا مطالعہ کرنے سے تیقن حاصل ہو جاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلی درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے منقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہو جاویگی کہ کیسا سچ

بخلاف یہ قول کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالی ایک علم لدنی
مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوے اس قول مین کہ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی
اللہ تعالی اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچا ہو یہ قول ہی کہ من اصبح وھمومہ ھم واحد کفاہ اللہ ھموم
الدنیا والاخرۃ یعنی جسنے سب فکرین چھوڑ کر ایک فکر خدا کی رکھی اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے
کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزارون ہزار بات کا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہ و شک حاصل ہو جاویگا پس اس طرق
یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کرنے سے اور چاند کو شق کرنے سے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے قرائن و احوال کا
ملاحظہ نکیا جاوے تو اشتباہ سحر و نظر بندی کا بھی ہو جاتا ہی اولیکن ذوق باطن سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا کہ اوسکے
بکھیر لینے یا اچھے کر لینے کے برابر ہی سوا طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف مذکور نے بیان کیا اکثر
صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی و ابوذر و ضماد طبیب اور بریدہ ہمراہ
ساتھ سوار کے اور عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن ابی بن سلول نے مع اپنے رفقا کے بعد واقعہ بدر کے بیعت کی اور زید بن سعنہ
بحالت مرض ابی اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع امرا و رہبان علما کے قرآن سنکر ایمان لایا بلا تفتیش معجزہ اور غیرہ
وغیرہ اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض
موہبت الہیہ ہی اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا
اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزے کی بھی محتاج طرف اخلاق کے ہی اور اچھا
اخلاق پر سوا اس منقولات سے یہ آیت بھی دلیل ہی کہ ام لم یعرفوا رسولھم ای بالامانۃ و الصدق و وفور العقل و العلم من غیر
التعلم و حسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے نبی قوم کی ثنا و صفت بہت سی بیان کی کہ ویسا ہی
اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیا علیہم السلام کے ہین اور یہود و نصاری لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہین حالانکہ جبکہ
اخلاق سے نبوت ثابت ہو جاتی ہی محمد ﷺ کے ثبوت مین کیا تامل ہی انتہی ملخصا جواب خلاصہ شرح
حقیقت خلق کا کہ جسپر علما و عرفا اسلامی اور حکما یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور اخلاق
ناصری وغیرہ اوس سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق بالضم
صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیز سے ایک جسد کہ ابصار چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبہ مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ہیئت
و صورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اوسی ہیئت

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد
ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف باسانی صادر ہووین نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہیئت ہے کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولتے ہین
اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور چاہیے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ یعنی ثابت
ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً داد و دہش بسبب ریا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہوگی
دوسرے یہ کہ بلا تکلف و باسانی اوس سے وہ فعل صادر ہو ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین بمشقت اپنے
تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق
فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ تمام سراپا حسن چاہیے تب حسن ظاہر کامل
ہوتا ہے ایسے ہی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس ناطقہ و نفس ملکی کہ مبدا ہے
فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہے کہ اقوال مین صدق و کذب کو باسانی جدا جدا پہچان لیوے
کہ یہ سچ ہے اور یہ جھوٹھ اور اعتقادات مین حق و باطل مین باسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر
مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہے ویسی کام کرنا بقدر اپنے
حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہے خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
اوسکا حسن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
کرے تاکہ جوش کے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہے پیدا ہووے
اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہے شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا
حسن اوسکا بھی یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے
اتباع ہوا و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہے پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا
نام ہے کہ جسنے قوت علم کو اول درجۂ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور الصدر کے
اسکے تابع کر دیتی ہے اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہے اور جب ان تینون کی ترکیب سے حالت اعتدالی خالی از افراط
و تفریط سے پیدا ہوتی ہے اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح ہین اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت کہتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک وہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ کا نام اور اوسکی افراط کو جربزی کہتے ہین یعنی بغیر ضرورت و بیموقع
مکر مین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار و ارادت استعمال عقل نکرنا نہ کہ درحقیقت اسیواسطے تمام حکماے
متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول و اجناس فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور دیگر
اسکے بیشمار ہین اور بعد مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا و سرعت فہم و صفاے ذہن و سہولت تعلم و حسن
التعقل و تحفظ و تذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین نجدت بلند ہمتی و ثبات و حلم و سکون نفس و شہامت و تحمل و تواضع
و حمیت و رقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا و رفق و حسن ہدی و مسالمت و صبر و قناعت و وقار و ورع
و انتظام و سخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت و الفت و وفا و صلہ رحم و مکافات و حسن شرکت و حسن قضا و تودد
و تسلیم و توکل و عبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد اونکی رذائل و بداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور سزاوار تحسین
نہین ہوتا ہی مگر انھین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا و اسلاف مین اور سوا اسکے اگر کوئی دولت
و مال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک تو
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر نظیر فضائل کے بسبب مشاکلت ظاہری کے مشتبہ ہو جاتے ہین و نیز فرق و تمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دہوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا اچھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم و حکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرقریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت و نام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت
تکبر کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ کمال عیش اور لذائذ اکل و شرب و دس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص و شہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق و باطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی کمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات و سہولت دنیاوی کے اغراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ لیے لغرض فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہتے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہوات کے
بار بار یا طمع جاہ یا ترس یا دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی اسیطرح بعضون سے افعال مشابہ
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام وریا کے

یا بسبب بے صبری کے مصائب پر چنانچہ عمل خودکشی کا کرتے ہیں اس سبب کو شجاعت نہ کہینگے بلکہ خالی حمق سے نہیں ہے
کہ ایسے نفس شریف کو ایسی جیسی چیزوں کے واسطے خطر ہلاک میں ڈالتے ہیں بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت
حق اور اعلاے دین الٰہی اور مصلحت دو جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہی صرف کرے غرضکہ اسیطرح
کی صورتین فضائل کی مانند زہد تقوی و ریاضات و عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگون سے
صادر ہوتی ہین حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ و حب جاہ و بقاء نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن مین موجود ہوتی ہین
کہ اوسپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہی مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہین کہ یہ شخص عاری فضائل
حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہی بلکہ پابند ہوا و ہوس نفسانی کا ہی کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب
و تکالیف کو متحمل ہوتا ہے اعاذنا اللہ من ذلک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر
کے رذائل و بداخلاق ہین ویسی ہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہی اور کمال اخلاق یہ ہی کہ تمام فضائل اپنی حدود پر رہین
اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کرے خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی پس جسقدر کہ
اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاویگا رذالت بڑھتی جاویگی مثال حد فضیلت کی مانند نقطۂ مرکز دائرہ کے ہی کہ دور تر
نقطۂ محیط دائرے سے وہی ہوتا ہی اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہین خواہ محیط پر
واقع ہون یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہین ایسی فضیلت کی ایک حد ہی کہ رذائل سے
نہایت بعید ہی اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قریب ہی رذیلت سے اور بعید ہی فضیلت سے اسیواسطے حکما نے
کہا ہی کہ فضیلت وسط میں ہوتی ہی اور رذائل اطراف ہین پس اس سبب سے مقابلے میں ہر فضیلت کے رذائل لا انتہا ہوتے
ہین اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہی جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطون کے ہووے چلنا اور ارتکاب
رذائل ایسا ہی جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کرکے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہی کہ دو
حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہوا کرتا ہی فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہین اسی سبب سے استقامت
طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہی اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہین اسی سبب سے التزام طریق
فضائل میں نہایت صعوبت واقع ہوتی ہی اور ارتکاب رذائل بغایت نفس پر آسان ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہی کہ حُفّت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہین
اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہین اور اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز ہی اور صراط محشر کی بھی یہی مثال ہی کہ جو شخص اسپر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوتریگا اور اگر اس سے پھسلا اوس سے بھی

ہمیشہ کیواسطے اور جہنم مین کہ مانند رذائل کے مجسم ہے اور انھین کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہوکہ یہ مرکز وحد مستقیم انسانی
کہ کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہے اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ آیۂ انک لعلی خلق عظیم اونکی شان مین وارد ہے اور ذات عالی صفات آنحضرت کی مجمع اخلاق تمام انبیا ومرسلین کی
بلکہ متمم ومکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی ہے کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فبھدٰھم اقتدہ یعنی انبیاے ماقبل کی
اختیار کرو اور ظاہر ہے کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہے پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق وسیر مین انبیاے سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام کمال
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی بھیجا گیا مین تاکہ کامل کرون اخلاق بزرگ کو و نیز
در قائل شعر حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔ پس اب راستہ خدا طلبی کا
منحصر ہوگیا حضرت کے طریق وروش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہوچکا کہ ومن یبتغ غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منہ یعنی جو شخص کہ سواے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیا
اولوالعزم کو بھی سواے پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہے چنانچہ فرمایا لوکان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی
یعنی اگر ہوتے موسیٰ علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سواے پیروی میری کے اور عیسیٰ علیہ السلام کا اوترنا اور
حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہے پس جو شخص کہ حضرت کے ان اخلاق مین جسقدر قریب
ومشابہ ہے وہ اسی قدر رضاے آفریدگار سے بھی قریب ہے اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہے اوسی قدر قرب حضرت
الوہیت سے بھی دور ہے اور جو شخص کہ جامع ہے کل ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہے کہ خلق مین بمنزلے قرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان سب
اخلاق سے جدا ہوگیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہے کہ بلاد عباد مین سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہوگیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل تقرر کیے جاوین
اور اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہے اوسمین جابجا مصرح ہے کہ اقوال وافعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیاے سابقین کے اور مطابق روش
انبیاے سابقین ورسل کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہین
اور ضرور ہے کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہے شرع اوسکو قبیح سمجھتا ہو بلکہ حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع احمدی
کی ضرور ولابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہے کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہے کہ ناموس اکبر بعد تعالیٰ

ف دستور العمل امور کا اخلاق محمدی ہین

کی طرف سے ہی اور ناموس دوم طرف سے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم وینار ہے پس ناموس خدا عزوجل یعنی قانون
تدبیر و سیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ الاٰیہ آمدم بر سر مطلب کہ مدار و اصل و محک
و مقیس علیہ واسطے تمیز و شناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اول یہ بات
ثابت ہو جاوے کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب و سنت کے ہین تب اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب و سنت کے ساتھہ اب شیخ جونپور کا احوال سننا چاہیے
کہ شیخ موصوف بولتے ہین جیسا کہ اونکے عقیدہ شریفہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی
اور جو حکم و بیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال بیان کہ اس بندے سے
ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفیٰ سے ہین اور ہم کسی مذہب کے مقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال و افعال ہمارے کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب و سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت
نہین ہوسکتا ہی کیونکہ بنائے اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب و سنت پر اور یہان وہ مفقود ہی بلکہ کتاب و سنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور دوسرا طرہ یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہمارے بیچ ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی جو انکار کیا کہ حدیث
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہوسکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہوسکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی حسن تفسیر سے بیان کیے جاوین گے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین کہ جو موافق بیان و احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ الاٰیہ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عقیدے کے موافق اکثر انھون نے کیے ہین کہ کچھہ

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آیندہ آویں گے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی نا سمجھی پر ہے جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہو اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپ کے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن ایکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہے کہ تمھاری
ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کرو گے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق
مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے
احوال و اخلاق کے مطابق ہی وہ صحیح ہی باقی غلط نہایت بے موقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث کے
پایہ اعتبار کو کہاں پہونچے ہیں کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاویں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھیں اخلاق
حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نہ کہے گا اگر کہیں کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور ہیں
اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہیں جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق اونھیں احادیث و تفاسیر سے
کیا جاتا ہی کہ جسمیں ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی وہی احادیث و تفاسیر آزمائی
جاوینگی کہ جسمیں ذکر اخلاق ہی ورنہ یوں کہنا ہو کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمیں ذکر آسمان و زمین کا ہو اور جنید
کے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہیں کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات
قطعیہ کہ جنکی صحت میں کلام نہیں ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہوکر مثبت ولایت ہو گئے بعد
اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہیں موقوف ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمیں بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہیں بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویوں کی
کتاب انصاف نامے کے باب نہم میں مضمرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور یہ
کہ وہ حجت نہیں ہی وہ شخص کافر ہو جاتا ہی پس جب یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعضے اخلاق یا عدم
مہدویت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں اوس شیخ جونپوری میں مفقود ہیں تو لامحالہ ظن اسبات کا ثابت ہی کہ شیخ ناممد
الاخلاق ہیں اور مہدی نہیں ہیں اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدیت
کی فاسد و باطل ہی کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم عقلی
یہ ہی کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں ہی یا اوسمیں احتمال مضمون مخالف کا ہی یا نہیں ہی اگر ہی اور بس خبر کے برابر

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے
ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین
کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ
کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہو سکتا ہی یا نہین اگر ہو سکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہو سکتا ہی
تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مدلل بدلائل
ظنیہ یعنی بدلال احادیث آحاد و مشہورہ ہوے دعوی بکمال اخلاق اور ولایت و مہدیت کا جزمی و یقینی ہرگز نرہا بلکہ
مظنون یا مشکوک یا موہوم ہوگیا اب اس گمانی اخلاق وو آایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جسپر نوسو برس سے
امت کا عمل چلا آتا تہا رد کر دینا کسقدر بے باکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا۔
دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہو جاتے ہین چنانچہ
متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر
واحد جدا گانہ ظنی تہی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی
و مضبوط ہو جاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھہ نہین اور ہر ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تہا اور یہ متواتر
دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہووے اوسکو متواتر اللفظ والمعنی بولتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہوویں لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین وہ تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین
اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ یہان بھی ایسی واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علما حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
وغیرہا کے ان احادیث و آثار سے مملو ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے
دو سو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ یہ سوریا منۃ الورود اور
کثرۃ الوجود ہی اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہین ہو سکتا ہی چہ جائے علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ دلائل
سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہو چکا ہی پس یہ روایت اسبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامت مہدیت
کی مفقود ہی اور اس مقدمے کو دوسرا مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوی مہدویت مین کاذب ہی یہ دونون مقدمے حسی ظاہر

علامت مہدیت ہونا بالتخصیص و تعیین علامات مدعی مہدیت میں کاذب ہونا قدر مشترک ہے تمام روایات میں جو
ظاہر ہے کہ تمام روایات میں قدر مشترک کے حق میں بسبب تواتر ہیں پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہے کی دلیل قطعی بطلان دعوی شخص کاذب ثابت
ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان میں گناہ و خلق بد ہے ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہ ہوا بلکہ بطلان اسکا قطعی ہوا پس ایسے
اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہے تیسرا جواب یہ کہ اس زمانہ میں
بجا سی برس میں بعض اقلیم میں اہل سنت و جماعت میں صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے
ہیں کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کرتے کوئی دقیقہ و دقائق اخلاق واجبہ و مسنونہ بلکہ مستحبہ و مندوبہ
سے بھی فروگذاشت نکیا ہے اور صدہا کرامات باہرہ و خوارق ظاہرہ ان سے ہوئے ہیں پس حضرات جیسا کہ شیخ مذکور
سے کمیت میں زیادہ ہیں کیفیت میں بھی زیادہ ہیں کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہیں اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہیں اور ہر قسم کے خلق محمدی کے متصف ہیں خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدیت میں تکذیب کرتے ہیں
پس بموجب اقرار مہدوی ہونگے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہیں شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا یہ
کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہیں کیا ہے
کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہیں کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہے باقی سب غلط ہیں پس دعوی بدعت
ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہے نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچواں یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ
بھی ہے کہ میں تابع تام رسول خدا کا ہوں کہ میرا قدم اتباع آنحضرت میں ایسا ثابت ہے کہ سر مو تجاوز نہیں کرتا ہوں
اور بخوبی روشن ہے کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس انواع جا بجا پر جیسا کہ مذکور
ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع میں ہوتا ہے اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہیں کیونکہ احادیث کر
سوائے چند حدیث کے متواتر نہیں ہے اور قرآن میں بھی تفصیل تام نہیں ہے بلکہ بطور اصول یا اجمال کے مذکور ہیں
اور جا بجا تفصیل احادیث ظنیہ میں ہے اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اسوقت تابع تام نہوئے بلکہ
تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام میں کاذب ہوئے اور کذب قطعاً اخلاق بد سے ہے پس بداخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا جواب چھٹا یہ کہ قرآن سب قطعی ہے اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہیں کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا
اور معنی انھیں تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہیں معلوم ہوتے ہیں پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انھیں تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہو و مقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور دور و محال ہی اب بعد اسکے بعض وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد واقع ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بہ بدخلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہو وے کہ باوجود اس دعوی اتباع کے مقدمۂ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہین اور مخالف احادیث کے بھی ہین اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہو وے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر قطعی متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی متواتر کے بھی خلاف کرتے ہین اور سنت نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین بدخلقی اول تصرف ناجائز مال غیر مین بدترین صفات سے ہی اور تمام ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہی کہ لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین ناحق الآیہ اور سوا اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہین ہی اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت شیخ جونپوری کی اس باب مین نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران کے پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہوگئے میان نظام لب آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے اون لوگون نے چند ڈوکرہ کہ سکہ اس بلاد کا تھا اوسکے واسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ڈوکرون کو فراموشی سے وقت مراجعت کے اپنے ساتھہ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکورہ اوسکے مالک کو کنار آب پر جاکر پہنچا دین انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخورید یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے اوسوقت میرا دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ وگردان ہوکر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھہ انکے پاس ہی مار کر سب مین چھین لیون مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوئے تھے لیکن صحبت چھوڑ کر اپنے اقربا کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورۃ الصدر کے مخالف ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا یعنی بتحقیق اللہ تعالی فرماتا ہی تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانات کے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوے ہین شیخ نے اونکے مخالف حکم کیا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالی قرآن مجید مین تین جا پر یہ وعید شدید فرماتا ہی کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون و

ف بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا کہ یقینا حرام ہی حالانکہ شیخ جونپوری اوسکو روا رکھتے تھے اور آیات قرآنیہ اور دلائل قطعیہ کے خلاف حکم کرتے تھے

کہ بحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظلمون و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون یعنی
اور جو لوگ کہ حکم کرین موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پس وہ لوگ کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین کا آئین ہین کہ صحبت و فواحش کا مال کھا جانا حلال ہو جاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ مجوریہ جواب سکا
یہ ہے کہ شیخ موصوف کا دین و آئین اگر مطابق دین و آئین محمدی ہے تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورہ الصدر کی اور اگر
انکا دین و آئین کچھ شرع جدید و حکم تازہ قسم بجاز فقیر ہے تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ الیوم اکملت لکم
دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج کے دن کامل کر دیا مین نے واسطے
تمھارے دین تمھارا اور تمام کر دیا مین نے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمھارے اسلام کو دین یہان بھی معلوم ہوا
کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہے اوس مین کسی طرح کی کمی بیشی ممکن نہین ہے اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہے اور دین
اسلام میں پرایا مال کھانا حرام ہے اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم
و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد انکے
کوئی پیغمبر ایسا نہین ہو سکتا ہے کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس دلیل
مہدوی بھی زبانی مشغول ہین چنانچہ آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ میرے مہدویت کے منکر ہون لینا حلال نہین ہے جہ جائے معتقدین مہدویت سے چنانچہ
اوسی انصاف نامہ کے باب پنجم مین مذکور ہے کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نچاہیے
اور اونکی عورتون سے نکاح لینے تصرف نچاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان سید محمود تیسرے بعد جنگ کے مصحف لیا
مخالفین کا دلیا اور جہ ابہونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانان تک
کھیتون سے کچھ لیا جب ملک کفرستان مین پہنچے حالت اضطرار مین لینے کی اجازت دی تھی پس ثابت ہوا کہ حکم
دو گری سگا نہ کھا جانیکا صرف از راہ قوت غضبیہ یا شہویہ تھا نہ کسی دین و آئین سے علاوہ یہ ہے کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام جانا اور پھر مستوجب حرمت و عقوبت ہی اور یہان تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال سمجھا ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکور الصدر سے ظاہر ہے سبحان اللہ اس اخلاق پر یہ بولتے ہین کہ میرے اخلاق پر
احادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بد خلقی تو وہم کذب افتراء بدترین صفات سے ہے خصوصا افترا خدا تعالیٰ پر کرنا کہ
ایک بات حق تعالیٰ نے اپنے تئین نہین بتلائی ہے اوسمین عوی غیب دانی کا کرتے ہین قال اللہ تعالیٰ و من اظلم
ممن افتری علی اللہ کذبا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جسنے کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

ف [illegible]

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے کہ جسنے جھوٹھ بولا اللہ تعالی پر اور حدیث شریف
مین ہے اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ یعنی جو شخص کہ جتلاوے وہ چیز کہ اوسکو عطا نہین ہوئی ہے وہ
مانند اوس شخص کے ہی کہ دو کپڑے زور کے پہنے ہی یعنی سراپا جامہ زور کا رکھتا ہی کیونکہ عرب کا سراپا لباس دو کپڑون یعنی
تہبند و چادر مین ہوجاتا ہی اور قول زور اسقدر بدتر گناہ ہی کہ قرآن مجید مین اوسکو شرک اور بت پرستی کے ہمراہ ذکر کرکے بیان
فرمایا ہی کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ یعنی کنارہ پکڑو ناپاکی سے کہ بت ہین اور کنارہ
پکڑو قول زور سے حالانکہ شیخ جونپوری نے کنارہ نہ پکڑا چنانچہ انصاف نامے کے باب ہجدہم مین لکھا ہی کہ میران سے پوچھا
گیا کہ یاران مہدیکو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا کہ بعضے شخصونکے تئین ملاقات ہوگی اور یہی نقل ہے سید محمود اور سید
خوندمیر اور میان نعمت اور میان دلاور اور سوا اونکے اور اکثر مہاجرین سے کہ ان سبنے میران سے پوچھا کہ کسان
مہدیکو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا ہان ہوگی پس مشہور ترین یہی نقل ہے اور میان ملک جیونے کہا کہ ہم کیا
جانتے ہین کہ کتنے شخص مہاجران مہدی ہین کیونکہ میران بہت ملک پھرے ہین بہت آدمیونکو فیض پونچا ہے
خدا جانے کہ کہان ظہور ہوگا انتہی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہی کہ مراد یاران و مہاجران و کسان مہدی سے ایک ہی یعنی یاران
و مصاحبان بلا واسطہ اور اسی سبب سے میان ملک جیو کو توجیہ کرنے کی حاجت ہوئی کہ بولے کہ میران چونکہ بہت
ملک پھرے ہین اور اصحاب اونکے متفرق ہین شاید کسی ملک والے طویل العمر ہوکر ملاقات کرلیوین ورنہ اگر مراد یہ ہوتی
کہ اس مذہب والے ملاقات کرینگے یا نہین تو خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ آخر تابعان مذہب
اور اولاد و احفاد اونکے مدت تک رہینگے پھر ملاقات حضرت عیسی مین کیا شبہہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
باوجود داخل اسلام جانکے کب گمان کرتے ہونگے کہ چند روز مین اسکا اثر و نشان باقی نرہیگا اور حضرت عیسی سے
شاید کہ ملاقات نہووے تاکہ اس اشکال کو حل کرتے اور لفظ یاران و مہاجران کی اضافت طرف مہدی کے صاف دال
تخصیص پر ہی موافق قاعدۂ مقررہ کے یعنی خاص مہدی کے یار و اصحاب بلا واسطہ اور بدخلقی سوم صاف اسی معنی کی
مؤید ہی پس ثابت ہوا کہ یہ بزرگ معتقد مدعی غیب مین محض قیاس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
کہ وہ سراسر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہی کہ عیسی علیہ السلام ابھی تک نازل نہوے اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
ہوچکے اگر کوئی باقی ہی تو ثابت کرین چار سو برس کے عمر والا مہدیکا یار کہان چھپا ہوا حضرت عیسی سے ملنے اور اپنے
شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہی کہ نزول مین ہی یا دھاروار مین ہی یا جنگل کی ریت مین ہی یا پاٹن واڑے مین ہی اور کیا باعث ہی
کہ ان بیوقوفوں کی کہ اوسکے سامنے کل کے بچے ہین اقتدا کرتے ہین اور اوس امام اصل الاصول کیطرف متوجہ نہین ہوتے ہین

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہے اور اسکو بخوبی ثابت و روشن کردیتی ہے اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہے انصاف نامے کے باب ہجدہم میں لکھا ہے کہ میاں خوندمیر نے
کہا کہ میں آج کی رات متوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران جیو مہتر عیسیٰ
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعد سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھہ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک ہے دیکھو مہتر عیسیٰ حاضر ہیں پوچھ لیو بعدہ میاں مذکور کہتے ہیں کہ بندے
نے مہتر عیسیٰ سے بہت چیزیں پوچھیں مگر یہ فراموش ہو گیا کہ پوچھوں کہ تم کب آؤگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہے
کہ بعد بیس برس کے کم و بیش بنیادہ میں شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت مکاشفے میں اس گفت و شنود کا اتفاق پڑا ہے پس معلوم ہوا کہ میران بوجہ انتقال
بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہیں کہ اس عالم سے بھی کہ اب ہے اپنے خاص الخاص خلفا پر ظاہر ہو کر ایسی
بے محل پیش گوئیاں کرجاتے تھے یا میاں خوندمیر کی چالاکیاں ہیں کیونکہ کذلک بینا لیبنہ مو
عرقها و حسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہے کہ آمد عیسیٰ کا سوال میران سے اس
جد وجہد کے ساتھ کیا اور جب خود لقاء عیسوی ہوئی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالا تمام تحدید و تعیین پر دال ہیں نہ تقلیل و تکثیر پر مانند او لاتستغفر لھم سبعین مرۃ یا ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہاں یہ موقع نہیں ہے اسواسطے کہ سبعین خود غیر واسطے تکثیر و تقلیل کے
محاورے میں مستعمل ہیں دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس و ساٹھہ جسوقت کہ بہ ترتیب تعداد پوچھے جاویں
کہ وہاں صاف تعیین مراد ہوتی ہے دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل میں کہ خوندمیر ہیں مذکور ہوے ہیں عبارت صحیح میں
اور ظاہر ہے کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہے پس جواب بھی اسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہے اس علہ وسے بھی نہیں کہ
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہے پس صاحب انصاف نامہ کا اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرنا ہی غلط ہے اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہے تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میاں خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان تھے پھر ساٹھہ و پچاس چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہے کہ میاں ایک عدد کی تعیین چاہتے تھے اور میران اوس کو بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور بھی گمان اوس وقت کے تمام شیخ و شاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی بنا ایک آ گئے مہتر عیسی امروز فردا مین عنقریب اوترنے والے ہین چنانچہ بیر کو مہدی بنتے ہوے دیکھکر مریدونکو عیسی بننے کا نہایت شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سندہ نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب نقلیات مین مذکور ہی اور انصاف نامے مین باب ہجدہم مین مسطور ہی کہ میان براہیم نے دائرہ میان نعمت مین دعوی عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہین اور تیرے ماں باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ بھیک نے بھی میران کے روبرو دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسی کسنے کیا تجکو مہدی کسنے کیا ماں تیری فلانی تھی عیسی فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کا کریگا کافر ہوجاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا میران نے کہا کہ بالا آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا بندہ خلقی چہارم یہ بھی دوم اور سوم کی قسم ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہووے یہ ہی کہ کتاب پنج فضائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہی کہ عادت حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین آکر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہان کے قاضی خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود نہی ہی سنتی متابعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار کا کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پس دونون نے مع توابع و لواحق کی تصدیق کر کے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثنائے راہ مین بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم ہوا انتہی ملخصا روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہو سکتا ہی کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہی وہان قیاس و تخمین کو دخل نہین ہی کہ ﴿مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس زمین مین مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کر کے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کر کے بطور قیاس الغائب علی الشاہد کے معین کردیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الہی نے اس جرأت کو ناپسند فرما کر اس دعوے کا جھوٹھہ آشکار کردیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد دہم مین ہوا نہی روز دوشنبے کو بندہ خلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم مین منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرات و مرات روایت کیا ہی کہ میران نے

نسخ کا

تمام قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ کہا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا
اقرار فرماتا ہی اور بیان کو انکار ہی چنانچہ سورۂ بقر مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم بہتر
اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجھکو معلوم نہین ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور سورۂ نحل مین فرمایا إِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ
آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اور جب بدلتے ہین ہم ایک آیت
بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی تو کہتے ہین کفار نہین ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا یعلم ہیں
ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین لفظ نسخ وانساء سے تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل
اوسی مضمون کو اللہ نے ادا فرمایا اور سورۂ رعد مین فرمایا يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی محو
کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورۂ نحل
اور رعد کی ہی مقصود پر اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی اور ثالث مین تعمیم ہی بالجملہ نص قرآنی سے نسخ ثابت ہوا اسیواسطے
جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلا اور واقع ہی سمعا البتہ یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا
کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور کل کو اوس سے رجوع کرکے اوسکے برخلاف
حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین
کہ حکمتون نسخ سے بے خبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے قائل
تھے لیکن سمعا جائز نہین جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک شخص ابو مسلم ہی
کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا
حالانکہ جا بجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قرات حضرت ابن مسعود کی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ الم تعلم ان الله
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بناء علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین منسوخ الحکم والتلاوت مین موجود
ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہین ہی چنانچہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بمطابقت قاضی ابو بکر ابن العربی کے منسوخات سامعین منقح کرکے بیس آیات منسوخ
ہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمین سے بھی تصحیح و تفتیش کرکے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین
کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوے نہین بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
الآیۃ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم اِن یکن منکم عشرون صابرون الایہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لا یحل لک النساء من بعد الایہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ انا احللنا لک ازواجک اللاتی الایہ چہارم اذا ناجیتم الرسول فقدموا الایہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قم اللیل الا قلیلا الایہ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی بیان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ مغایرت مقام مانع تفصیل ہی بدلتی

ششم تحریف آیات قرانی باب تحریف کا اس قوم مین نہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہیں کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی مین تغییر و تبدیل کر لیتے ہین بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغییر بھی کردیتے ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اوسکا مشکل ہی کیونکہ ہر کہ و مہ کا یہ روزمرہ ہی مگر یہان بطور نمونے کے چند مثالین اوسکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کرلیا جاوے اور اندک دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے تحریف اول پنج فضائل مین یہین عبارت منقول ہی نقل عبارت حضرت میران درحق میران سید محمود سورہ والنجم نہ خصال فرمودہ اند بدین عبارت فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ بھائی میران سید محمود ما کذب الفؤاد ما رایٰ بھائی میران سید محمود افتمارونہ علیٰ ما یریٰ بھائی میران سید محمود ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ بھائی میران سید محمود عند سدرۃ المنتہیٰ بھائی میران سید محمود عندہا جنۃ الماویٰ بھائی میران سید محمود اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ بھائی میران سید محمود ما زاغ البصر وما طغیٰ بھائی میران سید محمود لقد رایٰ من آیات ربہ الکبریٰ بھائی میران سید محمود انتہیٰ نقلا انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین آئی ہی کجا آیات اور کجا سید محمود بن سید محمد جونپوری کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود اظہر من الشمس ہی کہ باتفاق روایات ان آیات مین تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہی کہ صدر کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ والنجم اذا ہویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ وہو بالافق الاعلیٰ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الیٰ عبدہ الایات قسم تارے کی جب گرے بہکا نہین تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور نہ بے راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاہ سے نہین ہی وہ مگر وحی کہ وحی کیے جاتے ہی سکھایا اوسکو سخت قوتون والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونہین کو تھی نہ سید محمود کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین تقریر
سیاق وسباق کے حضرت جبرئیل مراد ہین نہ سید محمود طرفہ یہ کہ بعضی جگہ پر سید محمود کا جوڑ لیا نے موقع ہی کہ اطفال
مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی ہی
یہان ہا ضمیر مونث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے
پس مع ہان پر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
نامعقول ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ شیخ
جونپوری نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے مانگا
تھا کہ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا یعنی اور بنا دے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار پر اور
ذات تمہاری ہی اور اوسوقت بین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا عقلا
درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کر دے کہ بسبب اوسکے اعدائے
دین کو شکست دیوین اور دین الہی کو قائم کرین موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہا کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسی ہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور ومغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا
وتوابع کے بکمال لاچاری مارے گئے او منصور نہو سے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کروڑہا اولیا و غوث
وابدال و اقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوئے کیا کم تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہی کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوندمیر
وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور زیادتر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لایعنی سخن زبان پر نلاتے **تحریف سوم** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا کہ
عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ مراد سموات سے انبیا ہین و مراد ارض سے اولیا
ہین اور مراد جبال سے علما ہین فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا امر القتال وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ

میان سید خوندمیر اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین
و آسمان کے قلابے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہی کہ لغت و محاورہ عرب کے
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے بے محاورہ معنی
نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہی نہ یہ کہ سموات کے
معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوندمیر ہوو
اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا
کی ضمیر بھی خاص اونھین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح لشد بلا خند
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا
لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیاے اولوالعزم اور اولیاے کملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے
ہین خصوصاً حضرت خاتم الرسالت اور اونکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہی کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر
بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہی کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہی میان خوندمیر نے کونسا
ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوئے کہ آپ مہدی کی پیرشدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ مین کل
پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام
مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکورہ کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق ہمنے
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے
ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہی بڑا نترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ
صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت اور فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمانون
و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمہارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا کروگے ثواب
پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین ہم
ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ ای آدم تو اس امانت کو اوٹھا دیگا انھون نے
بسر و چشم کر کے اوٹھا لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی گردن قیامت تک رہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر سے یا مگر ان سے وے بیخبر ہین شعر آسمان
بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند اور یہ بھی معلوم رہے کہ ظلم اور جہل کو حقیقت مین
اولاد آدم مین سے اونھین کے حق مین ہی کہ جنہون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین و منافقات اور مشرکین
و مشرکات مین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب وے ہمون نے ادائے امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی
اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا اور اس
کے معنی مین ایک یہ بھی احتمال ہی کہ جب انسان سے خاص خوند میر مراد ہوئے تعلق لیعذب بامدالایہ کا بے معنی
ہو جاتا ہی **تحریف چہارم** شواہد الولایت کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوند میر
فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمہاری ہی اور اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمہارے حق مین ہی غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہی ایک تحریف لفظی انکے
خلیفہ کی بیان کر کے مختصر کی جاتی ہی تحریج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت
وعظ کے سورۂ اخلاص صاحب لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ پر پوچھا دلاور نے کہا یَلِدُ يُولَدُ پھر یوسف نے کہا
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کہا يَلِدُ يُولَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو
کہتے ہین سو حق ہی انتہی سبحان اللہ وتعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا قرآن بسم اللہ سے سین ناس تک
متواتر و قطعی ہی اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہی یہ کیا اندھیر ہی کہ ایسی آیت کہ حق تعالی
کے وصف مین وارد ہی کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہی اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اسکا انکار بااصرار و تکرار کرتا ہی کہ یلد
یولد ہی پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالی جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہی اور اوسکے ماں باپ بھی ہین
سبحانہ وتعالی عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہی کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل مکمل شیخ جونپوری کے ہین انکے فہم
و اعتقاد کا یہ حال ہی کہ حق سبحانہ تعالی کی جناب مین ایسے اعتقاد ویسے باک ہین وائے برحال دیگران اور اس بیان
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ معتبر ہی ورنہ غیر سبحان اللہ بیحال ہی اور یہ قال ہی کتب صحاح دینیہ مین تحریفات
لفظیہ و معنویہ کرنا یہ شیوہ اہل کتاب کا ہی خصوصاً یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہی کہ یُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ الآیۃ بدلتے ہین کلام کو اسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک اور اَفَتَطْمَعُونَ

اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی اب
کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمھاری بات اور ایک لوگ تھے اون مین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو
بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور اونکو معلوم ہی انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہین یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو
اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہی اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی ہی یا معنوی لفظی یہ کہ مثلاً
قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ دلاور سے سرزد ہوا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ سے دو لم اوڑا دیے اور معنوی یہ کہ معنی
قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموٰات کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا
اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین
بھی یہی حال ہی اور طرہ یہ ہی کہ ایسے معنی نئے موقع پر یہ بھی جابجا بولتے جاتے ہین کہ مراد آلہی بس یہی ہی حالانکہ سب قائل
ہین اس بات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہی اور تفسیر اسکو کہتے ہین کہ مراد آلہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض
یہی ہی کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی مرادی کو
مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو ورنہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان
کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہین ہین چہ جای تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطلہ باطنیہ کا ہی کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین
جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی ہین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہی طرفہ یہ ہی کہ سراج الابصار
سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہین اور آپ
وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویہ کے معنی سے
مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ مین مراد تین
سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبی اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہین
اور شیخ جونپور کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور پہاڑون کو پھر سب نے
قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموٰات سے انبیا ہین اور
ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود ہی مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ویسے انکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقہ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہی سموھا سنتم بدخلقی ہم

احادیث کاذبہ اور بے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا یہ خصلت
مخالف ہے اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجھ پر قصداً پس ٹھیرا دے جا اپنی آگ بیچ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
میں اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہیں اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہے اور قریب ہے
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہیں اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی شخص اہل سنت میں سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور کہ
قول ہے امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہے یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہے اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہے اس وعید میں خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہے باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب میں بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہے غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط تسنن کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہوتے میں تو کسیکو شک و شبہہ نہیں اور
اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہے با این ہمہ مہدویوں کے پیر و مرید
و شیخ و شاب سب اس کام میں مبتلا ہیں اور انکی کتابیں مثل شواہد الولایت و دعا نامے وغیرہ کے اسقدر احادیث
باطلہ سے لبریز ہیں کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہے یہاں چند مثالیں انکے اکابر و پیشواؤں کی فقط بیان کیجاتی
ہیں کیونکہ ایکبار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہے **مثال اول** انصاف نامہ
کے باب اول میں لکھا ہے کہ علماء نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل نہیں دیتا ہے
بلکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ محمدیہ بعدہ علماء نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہے یا غیر نبی
دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہے کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہے انتہی جواب الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات میں لکھا ہے
کہ کسی عارف کا قول ہے پس قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہیں جیسا کہ شرح نخبہ
اور اوسکے حواشی میں لکھا ہے کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہے اور کبھی وضاع دوسرے شخص کے

بعض سلف صالحین یا قدماے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کر دیتا ہی اور باعث وضع کا یا
بیدینی ہوتی ہی جیسا کہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب ہوتا ہی چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے
ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہوکر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہی یا اتباع ہوی یا اظہار نوادر و غرائب اور یہ تمام اقسام حرام ہین بالاجماع اور اتفاق ہی اسپر کہ جانکر حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي
بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھہ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی
ویسی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھہ بولنا بہر حال قطعًا اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
اب بیان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمدًا اوسکو منسوب کر دیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیسا کہ دانا رائی کا کیکے ہاتھہ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سیوم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب باندھنا ہوا خداے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا
کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھہ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیسا کہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نسخہ مراد
ہی جو کہ شیخ جونپوری کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخہ اوس زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے اب تک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپوری کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کر سکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کر کے امتحان کر لیا کرو اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

اب بیان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی

علی التفضل سوال دیگر یہ ہو کہ تعزیر بالا میں شیخ نے فرمایا کہ مہدی نے کب کہا ہی کہ مجھکو کسی نبی پر فضیل ہی جاہلوں
منسوب ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا برابر
انبیا پر پس انکار غلط ہو لیا دعوی تسویہ بے اصل لوگون نے منسوب کردیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہو تا کہ شیخ اکبر بانکا
صادق رہین ورنہ لزوم کذب جا ضرہی اور اگر تطبیق یون یون کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضل نہین کرتا
ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھہ مین ہی وہ مساوات رکھتا ہون جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و لوازم کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہی پس تمھاری ولایت
تمھارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت انسانیہ مراد ہی تو کلام شئے عنوان
کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہین کہ انما انا بشر مثلکم اوس
نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہو ناکہ مین اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہزارہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گلہ ہی جسین گلہ ہی چنان سے گریز نہین ہی
اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو وے نبوت سے اور بالفرض تمھاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت مین برابر ہو وے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہی کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہی وہان نہ موجود ہی وہ مرجح پڑے گی تفضیل حضرت رسالت مآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہی یہان اسقدر
کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی مثال دوم صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول میں
لکھتا ہی کہ بندگی میران سید محمد مہدی نے بعض الآیات مین لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی
امتہ ای مثلہ فلا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ النبی فاذا کان
لہ درجۃ النبی لا بد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون نظیر
فی امتہ وھو المہدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ ہی محمد مہدی کا
مصدر بعض الآیات من القرآن والاحادیث فی حق المہدی اوس مین لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ
حدیث نبوی کی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اوسکا ہم درجہ ہوا کرتا ہی اوسکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ گنج
لطائف مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر آمدہ است تبیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے اور
احادیث بے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لا عرف اقواما ہم بمنزلتی الخ اور حدیث آمد اشہ

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے پر ہو کہ من
ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے بخوبی ظاہر و نمایان ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ
شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات و برابری ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین اور ظاہر ہی کہ اتنا بڑا
مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل گمنام روایات سے ہرگز ثابت
نہین ہو سکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا نقد وقت ہی اور عجب حیرت ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر تعیین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ غلط ہی ثابت نہین ہو سکا اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی
کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات مین ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی
اور اوسکی کچھ اصل نہین ہی اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن
علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی
اگر مہدوی لوگ جواب دین کہ شاید ہمارے پیران پیر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ
باطن سے معلوم ہو گئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین دعوی ہی کہ جسپر اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین پس سند
بد اخلاقی کے اب نفع منع یا سند عین دعوی سے نہین ہو سکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے
کرنا چاہیے موافق داب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ پیر انکی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہی بد خلقی
ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کے واسطے بھی روا رکھا ہی
اور بعد آن حضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم
چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور خوندمیر ہمیشہ اپنی وعظ مین
بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور با وصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت
مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب نگٹ ہنگ ہی کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہی یعنی تعین وجہ
معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے اینکی اجازت دینا یعنی فعل ملعون کو رواج دینا پس قول اور ہوا اور فعل اور ہوا
اور اگر حال اس فعل کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ مستند باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا قوت
ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت
تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرای خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

نانی تھا اب کہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے
پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح اوسکے ہر روز بیت المال سے
اونکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانہ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃً للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانہ سرکاری سے مقرر فرما دیا چنانچہ صحیح بخاری مین
ہے کہ صحابہ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہے کہ حدیث مالک
بن اوس مین ہے کہ حضرت عمر مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہے کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرماے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک اوسکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین
ہوئی ہی فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہے کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح
حضرت امام حسن و حسین و علی مرتضی اور تمام صحابہ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسینے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہے پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپوری کا مقولہ ہے کہ منکر اجماع صحابہ ثبوت کافر ہوتا ہے چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین بحوالہ کتب مہدیہ
منقول ہوچکا ہے پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت نے علمی و بداخلاقی ہے اور خلق و حکمت سے نہایت بعید ہے
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہے کہ میران اور خوندمیر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونے سے توکل مین
خلل آتا ہے حالانکہ یہ سراسر خطا ہے اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اوس
تعینات پر وہ متوکل ہے اور اگر کہین سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہے کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہے بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت سے
مین عرض کیا کہ اپنے اونٹ کو توکلاً علی اللہ کھلا چھوڑ دون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اعقلہا و توکل یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر رکھ اور اونٹ باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہین
کہ شعر گفت پیغمبر باواز بلند * بر توکل زانوے اشتر ببند * اور انبیا علیہم السلام سازوسامان کے آمادہ کرنے مین

بیان منشاء اس خطا کا کہ معاش معین ہونے کو خلاف توکل جانتے ہیں

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کرائی تھی و با این ہمہ اعتماد بجز ذات حق کے کسی پر نہین کرتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ یعنی صحابہ سے تدابیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے سر رشتۂ توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب البتہ مبتدی ناقص کو مخل اندر توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر سر مو ادہر نہین ہٹتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیا و مرسلین و اولیاے کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپورا اور میان محمد میر مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے بدخلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپورا اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشایخ مین بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے اجتناب کرتا ہی لیکن بان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسینے شیخ موصوف سے یا اونکے پیرون سے اس مقدمے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر

اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ٭ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ٭

اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھ مین دو سبو چہ پانی کے ہین اور ایک سبو چہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے ساتھ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاون سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا اور با این ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی و رخیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضایع ہو جاویگا پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی و پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا اشغال ظاہر پر رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی اونکو خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ نہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال سے

بدخلقی نہم شیخ مع خلفا وغیرہم کی کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اسی سبب انبیا سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا ایسا ہی مقام ناقصان طریقت کا ہی

کہ پیشہ انبیاء و رسل کا ہے اور صحابہ اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین بعضے اعتقاد رکھتے
کہ آج چار سو برس سے اسکو کوئی اسکے نزدیک عیب جانتا ہے اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو دنی و تارک ہین سمجھتے
ہین اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہیں جیسا کہ بہتیں گوشت کھاؤ سے بھاگتا ہے حالانکہ صحیح احادیث مین اسکی فضیلت
اور تاکید بلیغ مذکور ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما
قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی نہین
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دونوں ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے
کسب ہاتھ سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہے اور داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کیا ہمنے لوہا اوسکے آگے کہ اوسکا
کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازہ سے جوڑ کڑیاں اپنی دیکھیے کہ حضرت داؤد کے باب مین امر آیا ہے کہ بنا کشادہ زرہیں
اور ذکر داؤدی مشہور ہے کہ وہ حیوان بھی ساتھ اوسکے ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یا جبال اوبی معہ والطیر
یعنی اے پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اڑتے جانور اور فرزند اوسکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود
اوس شان شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر پیغمبر کا کچھہ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم اسکا فرماتے ہین کہ جعل رزقي تحت ظل رمحي وجعل الذلة
والصغار على من خالف امري یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایہ نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت اور خواری
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر غنیمت لانا
اور مصداق ہے اسکی بھی مخالفت کی کہ سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے عہد بعد عہد ویت کے اور عہد اون کے
قائم نکیا بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانوں سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین مذکور ہے کہ بت پرستوں کو
چھوڑینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہے پس اس مخالفت کے سبب سے ہمیشہ ذلیل و حقیر ہو
اپنے مخالفین کی رعیت بنا کر نوکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ چاکر و نوکر بدتر ہے اور کبھی عزت سلطنت اور تمکین
کسیکو نصیب نہوگی پس مصداق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت اور صغار سپر اسکے کہ مخالف امر ہے چنانچہ کہ صحیح
بخاری مین ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر جو کہ تم کھاتے ہو غذا ہے
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمہاری منجملہ کسب تمہارے کے ہے یعنی اگر اولاد کچھہ تمہاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب
اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہے
فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھ سے
عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہے لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہے اور بیع و شرا چاہیے
کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال بہم پہونچے فرض ہے بعد فرض کے یعنی ایمان وغیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی
فرض ہے اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چارسو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہین اور اسسے
گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہے اوسکو چھوڑکر لقمہ خیرات پر منحصر ہوکر بیٹھ رہتے ہین
بدخلقی دہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو
کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابون عقائد اہل سنت مین مصرح ہے کہ اعتقاد اہل سنت کا
یہ ہے کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہوکر کفر مین داخل نہین ہوتا ہے اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہے
کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہوجاتا ہے لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہے بلکہ درجہ درمیانی مین بین بین رہتا ہے اور
اعتقاد خوارج کا یہ ہے کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہوجاتا ہے اور اسی اعتقاد خوارج کو
میران مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا
ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود
حیات دنیا کفر ہے چنانچہ زنان فرزندان اموال وحیوانات ذراعات عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ
انکا مزید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہے وہ بھی کافر ہے
اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہمارے ہی ان سے
نہین ہے یعنی غیر مہدی ہے اور آن محمد سے نہین ہے اور آن خداے تعالی سے نہین ہے انتہی اب سوال یہ ہے
کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط
وجود ان اشیا کا کفر ہے جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہے تو نہایت مشکل ہی
آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہے کہ ان اشیا مین مشغول ہوکر یاد الہی سے

دعوی اہل سنت و جماعت ہونے کا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات

بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات وغیرہا اصول کسب و اکتساب

سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہے جیسا اون چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار

کرتا تھا اور مشغول نہین ہونا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ باقیل کی بدخلقی مین مذکور ہو چکا یہ کیا

معنی ہین کہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر کہ کھاؤن گلگلون کا پرہیز اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون

مین سے کسی نے عمل نکیا الا ما شاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ انسا مسکے حیلون دنیوی

مثل تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے

کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہوئے

کیونکہ آن مہدیسے نہین ہین کے یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی بابت غلط رستے

ہمکو بتایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو کیسا تلم کا ذکر ، یا الحق ہر کہ خلق خدای را بیازارد

تا دل مخلوقی بدست ارد خدای تعالی ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش بر آرد بدخلقی یازدہم

سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ششم انصاف نامے مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر مواقعین

مذہب کے مکان پر بھی اسلئے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفائے میران بلا تامل

کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہی اور احادیث کثیرہ اس باب مین وارد ہین

چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اھدی

الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے

طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابوداؤد نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیرا

یعنی جو شخص بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر ہوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی

اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین

ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لھا الاغنیاء ویترک

الفقراء ومن ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے لئے

اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوت کو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوت کا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب اجابت ہی اور دو نام ہی حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نرکھتا ہووے کھانا مستحب ہی اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور انکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر دائرے کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی انکی ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا بے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے انھون نے قاعدہ گڑھا تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمھارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہی اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہو چکا مقدمہ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب اوس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق نہین رکھتے ہین وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

بدخلقی دوازدہم کہ اس اصل تمام بداخلاقیون کی ہی وہ یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصافنامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت قیلولے کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اون کے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو یتلونہ حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردہ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکا کہ علم و حکمت اس اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی اور درست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمان کا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بے علم قرآن نہین سمجھ سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف ہی کیونکہ بغیر اعمال کے ایسکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی ورنہ بے علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کرے اور

کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ ان سے اجتناب کرے تا کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل بے علم حاصل نہیں
ہوتا ہے خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علماء سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرلیوے بہر حال ممانعت علم سیکھنے سے
نہایت قبیح ہے اور دوسری دلیل کہ اگر تم علم رکھتے تیری مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت یہ کرتی ہے کہ مہدویت
انکی سوائے جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہے اور ظاہر ہے کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند
معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات
و احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہے شعر صائب چیزی شکند قدر شعر را تحسین ناشناس
و سکوت سخن شناس ۔ اور میان خوندمیر نے کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہے فرمان خدا و رسول کے اسواسطے
کہ حدیث قدسی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک و تعالی من شغلہ القرآن عن
ذکری و مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ
علی خلقہ رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے رب تبارک و تعالی جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن کہ میرے ذکر سے اور دعا و سوال میرے سے تو
دیتا ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی
خدا کے ہے اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہے کیونکہ یاد و ثنا کنایۃ طلب و سوال ہے پس جب فرمایا کہ سائلین
سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو اوس مین ذکر کرنیوالے بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت
واضح رکھتا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءۃ القرآن فی الصلوۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ و
قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقۃ والصدقۃ
افضل من الصوم والصوم جنۃ من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہے پڑھنے قرآن سے غیر نماز
اور علما نے کہا ہے کہ نماز مین بھی تفریق ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا
غیر نماز مین بہتر ہے تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہو وین اسواسطے کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تہلیل
تمام جز و قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہے افضل ہے جزو سے اور تسبیح افضل ہے خیرات مال سے اور خیرات مال افضل
روزے سے اور روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے پس یہ جو مشہور ہے کہ عبادت مالی افضل ہے عبادت بدنی سے مراد
ہے کہ سوائے نماز و قرارت قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہو اور اسمہ ہے ترشب سطور الصدر ملحوظ ہو اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
فاضل تر ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بالفہم یا بے فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
و حساب سے خارج ہین مگر بطور نمونے کے چند آیات و احادیث مسطور ہوتی ہین یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالی اونکے جو ایمان رکھتے ہین تم مین اور اون لوگون کے جو دیے گئے ہین
علم بڑے درجے قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ بے علم ہین اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے
ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوۃ مین ہی کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین ساتھ
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدرداء مین مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے
تمہارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ مینے سنا ہی کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سواے اسکے اور کچھ حاجت یہان آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدرداء نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہی کہ یقول من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا من طرق الجنة وان
الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم يستغفر له من في السموات ومن في
الارض والحيتان في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر
الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم
فمن اخذه اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذي وابو داود وابن ماجة والدارمي وسماه الترمذي
قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہی اوس مین علم
دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالی ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین عالم کے واسطے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہی شب بدر مین دوسرے ستارون پر اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نہ چھوڑا ہی اور سوا علم کے میراث نہ چھوڑی ہی پس جسنے کہ سیکھا علم گویا پایا نصیب کامل اور ترمذی کی
حدیث مین ہی کہ ذُکِرَ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدهما عابد والآخر عالم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ثم قال رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملة فی حجرها وحتی الحوت فی
الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیونکے علم خیر کو اور ترمذی اور ابن ماجہ
کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت
کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے
اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی
اسرائیل احدهما کان عالما یصلی المکتوبة ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر یصوم النهار ویقوم
اللیل ایهما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل هذا العالم الذی یصلی المکتوبة
ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النهار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی سوال
کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا
بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیونکو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا رہتا تھا رات کو
ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد پر مانند
بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیوں کو
اسواسطے کہ میں قبض و وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه اللہ فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا وشهیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں اونکے دین کے مقدمے میں
اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں بیچ زمرہ فقہا کے اور ہونگا میں دن قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے
تصنیف فرمائے ہین اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم
ثلثة آیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہی موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضۂ عادلہ
یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہین وجوب عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو
علم کہ سوا اسکے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہی اور

ف — شرح علم لدنی کی اور بیان اسکا کہ علم باطن بے علم ظاہر کے حاصل کامل نہین ہوتا ہی

یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نہ
فقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم
کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی
کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانتا اور پڑھتا ہی روزی
کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانتا اور نہ پڑھتا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ جب
آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجا لاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی
کہ اوسنا اذان ظاہری سے اوسکو نہ پہونچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح
ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور یہی اصل و بنیاد ہی ان سب
علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پہ عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہین چنانچہ
آیت واتقوا الله ویعلمکم الله مین اسطرف اشارہ ہی یعنی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا
اور دوسری آیت مین ہی کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ
اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتاوینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ
پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس جگہہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور
علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام
ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اول مین
خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونون علمون مین
نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر * کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

پس شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہین منع کرنے علم قرآن مہدی استاخت ہے اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سن پایا ہے کہ حضرت خاتم الرسالت
امی تھے استغفر اللہ یہ نسبت خاک کو با عالم پاک ہے ہمین جانتے ہین کہ وہان بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر
کہ علمہ شدید القوی وغیرہ آیات دلیل ہین اور نبوت موہبت الٰہیہ ہے کہ نے سابقہ ریاضت و محنت کے مرحمت
ہوتی ہے بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہے کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب و ریاضت موقوف ہے علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کس طرح کر سکتا ہے ہر ایک کو واسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی معلم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبدالقادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم کے
کہ حساب ان کا مشکل ہے سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعد طریقت مین قدم رکھتے ہین اور اگر کوئی بے علم
داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر بجذبہ الٰہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہنچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہے جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھ کر سلوک اختیار کرے اور مجذوب سالک
نہ بنے پس سلوک بعد جذب کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہو گئی جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذب کے سلوک مین علم کی
ضرورت ہوتی ہے یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض اور سالک محض شیخ نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابون مین اہل طریقت مین مذکور ہے اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ جہالت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہے کیونکہ دست اور یز
خود ان کے مہدی کی اون باتین جو ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سونے اور تیل کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی مہدویہ اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینہ طیبہ کو نہ جانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہو کر فقط مکے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہے انکار کرنا چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہے کہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہے چنانچہ

حدیث شریف مین ہے کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی بیچ اور بالفرض اگر حاصل کرے اس شرف و منقبت کا
ارادہ نکیا نور بخش روح اطہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین روح مقدس کو
جفا کرنا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبری بعد
موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا
اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئین بمہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینے سے مونہہ موڑکر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدیت کی وعدہ گاہ
ہے اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہے جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہے اور حقیقت مین یہ وہی بات ہے کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہے اسواسطے کہ سفر آمد ورفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہے اسقدر دعوی
مہدویت کی کیا جلدی تھی کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑکر تاخت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین آکر شہر
احمدآباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمالپور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا سنہ ۹۰۳
نوسو تین مین دعوی کیا یہ سے دو برس کے بعد کیا ہے پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بحیلہ دعوی مہدیت کے
اور پھر گجرات مین آکر اس قدر مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بیوجہ ہے علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا
کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامنگیر ہوتی تھی اور طرہ یہ ہے کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگون کو
عالم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علماے دین قولاً و فعلاً
افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی سنت ہے کہ اوسپر اجماع ہے اور بعض علماے مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہے قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث اس مقدمے
مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہے پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ ہیکہ خود
شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہے چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف
کہنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلوم ات تمہاری تو ورین ہین جیسے خلاف شرع
محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ او فعل وہ کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا اللہ تعالی فرماتا ہے
أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم وأنتم تتلون الكتاب أفلا تعقلون یعنی کیا حکم کرتے ہو
تم لوگو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین سمجھتے ہو بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ
اتباع سنت محمدی کا کیا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہو جاتا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم
مین لکھا ہے کہ شیخ جونپوری روز انتقال اپنی زوجہ بی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پہونچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی
ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ بیمار ہین اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی
آپ یہین رہیے اور یارون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن
حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہے کون شخص بخش سکتا ہے بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ
نے یہی معروض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت
نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پہونچایا انتہی میران کی اس حرکت مین
چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسئل في مرضه الذي مات فيه اين انا غدا اين انا غدا
يريد يوم عائشة فاذن له ازواجه ان يكون حيث شاء فكان في بيت عائشة حتى مات
عندها یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی
کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جاے
حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ انہین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین اونکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھکر تقوی

نہیں ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہی چنانچہ کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر فرو کوش در زہد و صدق و صفا ولیکن میفزا
بر مصطفیٰ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیوں کا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کر دے
وے حلال ہو جاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ میں بھی ہی کہ ان سودۃ
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعائشۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعائشۃ یومین یومہا ویوم سودۃ یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہیں جب کبیر السن ہوئیں عرض کیا یا رسول اللہ کر دیا میں نے اپنا روز نوبت واسطے عائشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
عائشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ بھوپوری کے واسطے
بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی ہون کو دیتی تھی اور انھوں نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری
قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی میں عدل واجب ہی یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت
کے گھر میں رہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن میں حساب ساعتوں اور لحظوں کا ضرور نہیں ہی بلکہ ممکن
کسیقدر کمی بیشی ہو اور کسی جا سے یہ نہیں آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑیوں کا حساب کر کے عورتوں پر تقسیم
فرماتے ہوں پس شیخ کو بی بی اور اسقدر بار باپ بلینی اس مقدمے میں حرکت زائد لاطائل تھی چوتھی قباحت یہ کہ
شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعویٰ علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حالت تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب
پہونچا اسقدر نہ جانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہیں بخشی جاتی ہی وہ کون سی ہی اور حقوق قابل بخشنے کے کون
ہیں کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہی اور نا شناسی سے حقوق الناس کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الٰہی ٹھہرایا اور کہا کہ ایسا
حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان بخش سکتی ہی جیسا کہ
بی بی سودہ نے حضرت عائشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حد وہ کہ جسکو بخشنا بندوں سے صحیح نہیں ہو سکتا ہی وہ حقوق الٰہی میں
اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ معینہ کہ واسطے حق خدا سے تعالیٰ کے واجب ہوئی ہو ایسی حد میں
حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد شفاعت درست نہیں ہی پس تعزیر کو حد نہیں کہتے کیونکہ مقدر و معین نہیں ہی اور قصاص کو
حد نہیں کہتے ہیں کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخش دیا جاتا ہی اور قرآن سے
اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت
بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہو سکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیوں نہ عفو ہو وینگے
بالجملہ یہ سب ثمرات اسکے ہیں کہ اپنے تئیں بھی علم کیطرف توجہ نہیں ہی اور دوسروں کو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہین بدخلقی باز نہین ہے کہ بسبب اپنی مہدیت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک
کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامے کے باب دوم مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدیت
سید محمد بن سید خان سے کفر ہے اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرماتے
ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدی کا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہوئی
اعادہ کرین اور موضع بہدیوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز
نہ چاہیے گزارنا بعدہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز عید کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہے اگر روا نہوتا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین ساکن
ہین جو کچھ میران نے کہا ہے وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہے چاہیے اوس سے ہم باز رہین مصنف
کتاب ہذا کو کہتا ہے کہ اس مجلس مین یہ فقیر حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع
اور عیدگاہ مین جمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین انکی کثرت سے جلکر سوختہ ہووین اور باب
چہارم مین لکھا ہے کہ شہر ٹھٹھہ مین میران دعوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان جاہ ہوا میران نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالی دولت دیوے ان لوگون سے جزیہ لیوین مین اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہین
اور خوشی میران اور اونکے یارون کی نہ تھی کہ علمائے مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے
اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرہ سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آوے گا
پس جو کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدی کا ہووے آیت یہ ہے یا ایہا الذین
آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الآیۃ انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہے
کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین ہے
بلکہ خود میران اور خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو لیتے ہین وہ یہ ہے کہ اوسی کتاب انصاف نامے کے باب پنجم مین
لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نہ چاہیے لینا اور اوسکی عورتون مین سے نکاح تصرف
نہ چاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہے کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا
ملیا الملا لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے
کچھ نہ لیا جب ملک کفرستان مین پہونچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی بیان اس سے معلوم ہوا کہ اپنے

[illegible]

تھا انکو صرف حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال و نفوس کو مانند اہل اسلام کے معصوم سمجھتے تھے اور اپنے اوپر حرام جانتے تھے یہانتک کہ میان شیخ ذمی سے اونکے ہاتھ و پیر جان یا اور اونکا مال لیا اور پیر اوسکا منع کرنیوالا ہوتا تھا اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے کبھی ایسے جزیہ نہ چاہا نہ لیا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین آئے تھے کہ ذمی ہوتے اسواسطے کہ نہ اونکی رعیت تھے بلکہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگکر اونکے ملک مین آئے تھے انکا ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین بسر کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور پیرائیون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نہ تھے معلوم ہوا کہ خود میران وغیرہ کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام بھی مسلمانونکے اونکے حق مین میران و خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران و خوندمیر وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتداے نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بولتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف ایمان کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی آپ کافر ہوجاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خداترس دیندار کبھی ایسی جرأت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیشون کے ابھی تک صراط مستقیم علیا پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خداے داور پر حوالہ کرتا ہی کہ واللّٰہ المستعان علی ما تصفون

جواب وجہ دوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا نے نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتداے مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاوے شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نہین ہی اگر ہو تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو وہ دوسری

میران جی کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہیں لائے ہیں ہم ہیں یا تم میں یا شریعت میں کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ شواہد کے باب
بستم میں منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ سمجھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہیں لائے
ہیں جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضائے شریعت محمدیہ کے خلاف ہے بھی ہے جب انتقاد
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوسکے کہ مہدی کے حق میں ہے
یَقْفُو اَثَرِي وَلَا يُخْطِي یعنی میرے قدم پہ چلے گا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت میں کافر نہ تھے مسلمان تھے اور
اونکے پیچھے جمعہ و عیدین ادا کرتے تھے تو انکو کافر بولنا اور نماز نہ پڑھنا اونکے پیچھے ناروا سمجھنا حق کی حق تلفی ہوا
تب بھی سو بیا اور کئی یا اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین میں نماز پڑھنگا دینی تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین کے ہے
جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہو اوسکے پیچھے پڑھنگا بھی صحیح ہے جواب اسلام یہ ہے کہ تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے من انکر خروج المہدی
فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی جس نے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی اوپر محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابو بکر اسکافی کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی کی شرح السیر اور فصل الخطاب سے
نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث آحاد ظنیہ سے ہے کہ بہ تقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہیں ہے اور اسلام
امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر کہیں
کہ جب مہدی نے اس حدیث کی تصحیح و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو وہ حدیث
قطعی ہو گئی جواب اوسکا یہ ہے کہ اول تقریر دوسری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت
مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر اہل حق آثار خلق قبیح سے ہے کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہے اور علاوہ دور کے
کہ خود تمہارے مہدی سے حکم میں تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول دوم میں مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہیں ہوتا ہے کہ
منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اونپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلوموں کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوئے تو حکم جزمی نہ ہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہ ہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہے اور جواب تحقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر خروج مہدی سے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی کا
موعود آنے والا ہے جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا چاہیے
کہ نہایت اعتقاد سابق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ جو موجود
تو اوسوقت بھی از رفتہ گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موعود کے ہونگے اب تصدیق کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین کہ جسمین وہ پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین وہ مدعی مین موجود چاہیے ہونا تاکہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص معرف ہووے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ احادیث کہ جس سے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہووین ذات مدعی مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سواے اسکے کہ محمد نام تھا اسواسطے کہ اب تک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جائے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ سراسر مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعوی ہاے کمالات باطنیہ کے غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہووے تو کوئی کس کس کی تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیون کی موافق لکھنے قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی جو سن پانچ سو چودہ ہجری (۵۱۴) مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے مال و اسباب لوگون سے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلہ اپنے دعوے کا پایا دوسرا احمد بن عبد اللہ میمون جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا الوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدویت کا جھوٹا دعوی کرتا ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب و شام و مصر اور خراسان کے ملکون سے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کی طرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیان وہان سے اور اوسکی اولاد سے اوسکے بعد زمین
حرمین مین بنا مین کسی فاسق و فاجر سے ہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑ دی اور
اسکے باقی لوگونکو جہانگیر جہان سے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان سے فضلائے تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین ۔ اسمعیل بن جعفر صادق تک
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازرق نام ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑون کی طرف نکل کر ایک بڑی لشکری کو اپنا تابع کر لیا آخر اوس طرف کے امیر محمد جان کردی نے
اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کر دیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کر کے راہ راست
پر لایا چوتھا ایک کیمیاگر سید محمد نامی نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کی طرف سے نکل کر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا کھل گیا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبد اللہ نامی نے سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ سے قید ہو کر توبہ کی چھٹے سید محمد نور بخش جونپوری کہ اولیائے
مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب مدارج النبوت
کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انہون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بامعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون یا خدائی خلق کو
طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس دعوے سے باز آکر مریدان اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیون نے غائبونکو یہ خبر پہنچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے
رہے ساتوین شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین سے اور ان
شیخ کے آستی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہے کہ تم حق پر ہو یہ سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھ ہون

اور اوسکو حاضر ہوں بعد چند روز کے حسب باطن کیطرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرہ شیطانی تھا
اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھواں ایک شریف بلاد مغرب میں شیخ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں موجود ہے صاحب شوکت عظیمہ ہے کہ بلاد مغرب میں چار مہینے کی راہ تک وسیع ملک فتح کیا ہے اور اتنک
وہ دعوی مہدویت کا کرتا ہے اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہیں کیے ہیں بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہیں لیکن معتقدین انکے انکو مہدی جانتے ہیں چنانچہ شیعہ کہتے ہیں امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں اور اللہ تعالی نے
انکو طفولیت میں صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب انکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہے اور سنہ ۲۵۵
دوسو پچپن ہجری میں پیدا ہو کر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر میں باختلاف الروایات سرداب سرمن رای میں پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے میں ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہو کر ظلم و اختلاف مذاہب اوٹھا وینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور رئیس المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف میں
بتفصیل مسطور ہیں بیان حاجت اعادے کی نہیں ہے کیونکہ کلام ساتھہ قوم دیگر کے ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہیں اور وہ منصور عباسی کی ریاست میں
خروج کر کے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے مقتول ہوے انمیں کچھہ علامات مہدویت کی ظاہر
نہیں البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک ولد سے میری پاک ذات احجار الزیت میں انکے حق میں صادق ہے
اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہیں باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہیں حالانکہ میں قریب موت کے پونہچا ہوں اور میرے میں کچھہ علامات مہدویت کے نہیں ہیں اور فرقہ
کیسانیہ روافض میں سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ انھوں
نے وفات نہیں پائی ہے بلکہ کوہ رضوی میں زندہ مخفی ہیں اور دو شیر دشمنوں سے انکی نگہبانی کرتے ہیں اور دو چشمے شیر و شہد کے
انکے پاس جاری ہیں وہ انہیں سے اپنی غذا کرتے ہیں آخر زمانے میں نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر و حمیری
نے کہ دو شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات اپنے میں لکھے ہیں جیسا کہ مہدویوں جونپوری میں مہری
شاعر نے دیوان مہری لکھا ہے کہ باتوں اور بیتوں سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان میں ثابت ہے اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب بمہدی باللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل ہیں حالانکہ
وہ ایک بادشاہ فاسق و فاجر تھا القصہ جیسا کہ مہدویان جاہل دعوی اخلاق و خوارق عادات اپنے مہدی کا کرتے ہیں

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی عوی تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق وخوارق
مین عوی تواتر روایات کا کہتا تھا جیسا کہ مہدوی کہتے ہین اسیطرح سید احمد بریلوی جنکے امر لیکے دعوت کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور لشکر میں وہ بعض دیگر علامات بھی ہستی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کا ان
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھ پروا نہین کرتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہین اگر
کہین کہ انکے اخلاق وخوارق کا تواتر ممنوع ہے تو ہم کہتے ہین کہ ایسی تمہارے شیخ کے اخلاق وخوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہے بلکہ خود تمہاری کتابون سے ونکی بدخلقی بیان کرنا منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہے
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو رہی ہین پس ضرور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر منحصر رکھی
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان مظنونین مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع
بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہے کہ بقول مشہور نہ خویش را گذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے
عہد مین اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسی اپنے معتقدین مہدویہ کو بھی منافق وغیرہ بنایا چنانچہ الرسالہ کے
باب یازدہم مین لکھا ہے کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہے اور چار پہر ذکر کرنا یہ ذکر شرکون کا ہے اور ایک
دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور ہے کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنیوالا مخمر
ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہے فقط آپ دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوگئے کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑگئے کہ یک قلم شرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے کہ اسواسطے کہ تین چار پہر
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل و تجارت مین مشغول رہتے ہین اور کسب و اشغال
کے ساتھ دوام ذکر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہے ورنہ کسب پیشہ انبیا ہے اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بسبب زبان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین جو وجود
بدخلقی ہم مین کو رہیچکا کہ میران نے فرمایا ہے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات ما کول
وغیرہا جو کہ انکا مرید ہوا اور انہین مشغول ہو وہ کافر ہوا ہے جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہووے بھی
ہے اتنی حالانکہ یہ تمام اشیائے مذکورہ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود ہتی ہین اور ہر گروہ کے پاس موجود ہیں اور

دوسرا بیان شیخ جونپوری کی بدخلقی اور مقتدیوں کی تکفیر مہدویوں کا

مفقود ہوتا ہی پس موافق فرمان حضرت میران بابر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزار دن
مین کوئی ایک آدھا اس نزع عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدی کا
یہ وارد و دستی بچانے کے واسطے یہ داؤن نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین پاس میان پیرزادے آکر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان متعالی آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آپونچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جسمین بندے کو قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی بلکہ موت جبرا
اوس سے دنیا چھوڑ دلاتے ہین کہ بے پیرو دلے بیمبر بدش لسنے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ابلہ فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کرکے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدی کے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدی کے تمام عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک سو یہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی
کہ سیدن میانصاحب نے توضیح المراتب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمیشہ اپنی
شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہو وے اور با اینہمہ
ظن یہ رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خداتعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب وعدۂ نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی اور ایسے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زیرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور تنبیہ ان آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ
یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آملے گی جسمین کہ عمر گذرا ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹو گے اوسی حال مین مرو گے تم اور جس حال مین مرو گے
اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا
حَضَرَ اَحَدَہُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَہُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا
اَلِیْمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہے جنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سیدین میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین ناقبول ہے یہ جھلے پیرزادون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہے علاوہ یہ ہے کہ باب اول عقیدۂ پانزدہم مین مذکور ہو چکا کہ اونکے مہدیکے نزدیک ملن سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہے بلکہ ترک کدر کے بھی ہجرت نکرنیکے سبب منافق ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہر چند کہ اپنے مہدی پر پھول رہے ہین لیکن مہدیکے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان اللہ ازینجا راندہ و ازانجا ماندہ غرضکہ گردو خویش آید در پیش خطا خود انہین مہدویون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان و سہل انہون نے نسمجھا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنفیۃ السہلۃ البیضاء یعنی لایا ہون مین تمہارے واسطے دین ایکطرف کا آسان روشن اور جنابِ باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی اللہ نے تمکو پسند کیا اور نہین کی تمپر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے خلق خدا پر رکھی ہے کہ اگرچہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اوسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف حدیث و قرآن ہے بد خلقی ہفتم یہ ہے کہ شیخ جونپوری کُتّا رکھتے تھے حالانکہ کُتّا نہ رکھتے تھے اور نہ کھیتی اور نہ گلہ گوسفند وغیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتّے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتّا رکھنا خالی گناہ سے نتھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتّے کا رکھنا گناہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جس گھر مین کتّا ہوتا ہے فرشتے اوس مکان مین نہین آتے ہین اور جو شخص کتّا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبًا الا کلب ماشیۃ او صیدا و زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتّا سوا کتّے مواشی یا شکار یا کھیتی کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط ایک ناپ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ کسقدر ہے اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتّون کا سوا کتّے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینۂ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے آمد و رفت کی جائے ہے اور کتّے مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر اطہر کو آلودگی کتّون سے پاک کرین اور سوا اوسکے بہت احادیث اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہے اور صحابہ و ائمہ و اہل بیت اور اولیا کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نتھی کہ تلے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتّا بھی پالا ہو چہ جائیکہ ہوسے پھر کرین

جیسا کہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہی کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتے کی وہ بزرگیان
اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدیکے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے
ہین رسالہ حجۃ المنصفین مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا
تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور موذن غیرتمند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ
کتا ہر روز صبح کو دو زانو بیٹھ کر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نہ کھاتا تھا
اور اوسکو بھی سویت دیا کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی
اسی سبب سے بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہدی اور ولی یوسف وغیرہم کے اپنی تصانیف مین تمنا
کرتے ہین کہ مہدیکا کتا ہوتے اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین
کہ خدائے عالم کے کتونکا یہ حال ہی کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتونکو کون پوچھتا ہی
اب ان دانشمندون سے سوال ہی کہ یہ کتا مہدیکا کہ جو وقت اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہی آواز بشری تھی
یا عوعو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا
تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقولیکہ پانیمین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی
بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون گھبرا کر غیرت سے بیدار
ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدیکے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عوعو تھی
تو اسکا کیا اعتبار ہی ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہی اگر کتے نے
بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہی کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلاشبہہ صحابی مہدیکا تھا
اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس پر مہدی کی الستی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش الحانی دیکھکر موذن مہدی شرماتا
تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا کیا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی
مہدیکا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت بھی نہ رکھتا تھا کہ کتے کے
برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدیکی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہی اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہی کہ سنت سگ پروری کی خاندان مہدی مین جاری ہی چنانچہ میان سید محمود
مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک درزی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ

کرتا ہو اوسکو بارہ دیکھا ہی وہ کتا نہین ہی بی بی نے کہا کہ میران جی یہ بھائی کا لڑکے بجا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی غرضکہ
یہ سب خوبیان علم وعقل ہونے کی ہین کہ جس سے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر بد خلقتی ہنر دیسم یہ کہ شیخ جونپوری حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود وصیت و استطاعت کے
منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبے کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ
کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن ایک نے آپا
وبایے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دیجیے جاؤن گی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول ہو
اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میران جی بندی کے پاس زاد راحلہ موجود ہی اور راہ مین امن ہی اور تندرستی
بھی حاصل ہی اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کر و اوسنے ویسی کیا
بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے خبر دہ بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو
انکی اولاد و خلفا نے بسرو چشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ مقدمۂ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس لپشت ڈال دیا
یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرۂ دلاور کہ قبلۂ موروثی و آبائی
تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کے وقت مین میان لی جامع نقلیات
اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ
طواف حجرۂ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہو دوسرے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان
وخیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا
سمجھا ہی کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خدائے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہی
بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبۂ شریفہ سے افضل ہوا اور فرض خدا کے کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو
منع کیا اور سراسر مخالفت خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرۂ مذکور مین
خدائے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بتاتا ہی اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا
کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دربار تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دربار سمجھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ
کرتا ہی اوس بزرگ نے فوراً توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

ف ایک فقیر نے علم بارہ برس تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب نور علم کے الہام شیطانی کو پہچان لیا

اور بلا فیضا معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چندروز توقف کیا ایک روز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت
ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی اور ایک آواز ہوا کہ ای عبد القادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ دور ہو
ای ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ ای عبد القادر تو نے
بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھہ سے نجات پائی کہ اس کرشمے سے مینے اکثر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا انتہی
دیکھیے اکثر حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ
شیطانی ہی یہان جب انکے مہدی نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانتے کہ یہ کرشمہ شیطانی
ہی اگر ذرہ بھی دین کی سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین
بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر
قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے
نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین ابو امامہ
کی روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ
ظاھرۃ او سلطان جابر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا
پس مرجاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی
کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہے
دل اوسکے جھوپڑے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابرہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم الہی ہوا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ
بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کر آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے ہوون راہ سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام
ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوئے اور وہ وہان بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین
انگلیان لگا کر چارون طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ ایہا الناس تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہے اور تم پر اوس بیت کا
قصد کرنا فرض کیا ہے اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن
کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللہم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہے اور یہ کہین نہین
کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ جاہے اس بیت کو آنا اور جاہے گجرات مین ایک لاور نقیر ہوگا اوسکے
حجرے کا طواف کر لینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس مسئلہ پر
صحیح مین وارد ہین کہ ان سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نوزدہم یہ کہ یہی
میان لاور کہ جنکے حجرے کو شیخ جونپور اور اونکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جگہ بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہے شیخ جونپور
انکے حق مین فرماتے ہین کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثری تک لیسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ مین دانہ رائی کا
ہووے چنانچہ پنج فضائل مین مذکور ہے حالانکہ یہ لاور ہی نصیب والا انسان ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے
مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس پنج فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز میان لاور مراقبے مین بیٹھے تھے دائین
کرام و لچھمن و سیتا نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم آلٰہی ہوا کہ ہمارے بندے
یاد کیا ہے لیجاؤ ملائکہ نے اونکو رسی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لاکر کھڑا کیا میان لاور نے متوجہ ہو کر سبب اس گرفتاری کا
پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر مارکر روئے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت مین چونکہ مدار مقصود تھا سب ضائع ہو گیا
اب ہم عذاب مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہے جب نظر خوند کار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ
عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہے فرمایا انکو عذاب زمہریر کا ہے کہ
لطیفے درکات سردی کے ہین اونکا نام زمہریر ہے انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہین یا آتشی
میان لاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین
صاف وارد ہے کہ جن کو بھی عذاب آتش ہے چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہے قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اون امتون کے گذر چکی ہین پہلے تمسے
قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق لکھا ہے کہ جن جو آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہے کتاب بستان المحدثین
کی فصل تحقیق اصل جنات مین موجود ہے یہان بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہے کہ ہندی

بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثری تک مانند دانہ رائی کے روشن ہے کیونکہ میان لاور نے
حال رام وغیرہ کا نہ جانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہین ہے

حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورۂ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا اور وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بد خلقی ستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اسکو مرید کیا عبد الرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اسکی پیشانی پہ مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس چاہا اسے بجد ہوکر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اس رگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الہی نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلا اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہوگیا تو وہ نسبت الہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان ہوا ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصۂ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبد الفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اسکا آدمی ہین کہ دختران یازدہ سالہ
بکثرت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذوالقرنین وہان پہونچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے خواہش کر جماع کیا
اوسدن سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھوگے پس دو انگلیان
عبد الفتح کی آنکھو پر رکھدین اور بعد نکلنے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پہ سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پہ بھیجا کر دیکھے اسطرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پہونچا اس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کرکے زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الہی مین متوجہ ہوکر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ یعنی اے آدمیوں ہمنے پیدا کیا تمکو ایک نر اور ایک مونث سے یعنی آدم و حوا علیہما السلام سے اور یہ بھی خیال نکیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہے اور ولایت مین اتفاق ہے وہ بغیر نکاح دختر وحشی سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نتھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرے کہان ہے وہ بہشت ہر جاہل وادنی کو معلوم ہے کہ شہر عدن کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہے اسواسطے کہ بانی اسکا شداد بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے پس اس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور اس عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہے اور عاد اخیرہ زبان احقاف مین متصل حضرموت کے رہتے تھے اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہے اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہین ساکن قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جگہ فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورہ نجم مین کہ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ اور دوسرے سورہ فجر مین کہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور تفصیل اس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہے اب اگر کوئی مہدوی صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقی رکھنے کے واسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین بنی تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہوکر پانسو گز کا ارتفاع رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے شداد کے کہ نظر سے آدمیون کے غائب ہوگئی ہے شاید اوڑکر کوہ قاف کے درے پرے پہونچ گئی ہو اور میان نظام کا کشف صحیح ہو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہوسکتی ہے نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط انکا خیال خام ہے اور وہ مکان اوسی سرزمین مین موجود ہے چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہین ایک دن اوس نواح مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگ گیا اوسکے پیچھے دوڑے اثنائے سبیل شہر ارم کے پہونچے اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا پھر وہ دیکھنے اوسکے منارات اور دیوارونکے مدہوش و مبہوت ہوگئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہے شاید عالم بالا مین مجھپر وہ بہشت منکشف ہوئی ہے جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین لیکن شہر مین کوئی شخص نہین ہے تھوڑے جواہر و یاقوت کہ صحن کوشکون مین پڑے تھے چادر مین اوٹھا لیے اور تنہائی سے خوف کر کے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوئے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہ اوس وقت کے

بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور پہنچنا عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا ارم میں

خلیفہ تھے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین مینے دیکھا ہی اور
علامات اوس مقام کے مجھکو سب یاد ہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی دوسری جہت مین
فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھالایا ہون میرے پاس
موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہی
کعب احبار وغیرہ علمانے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الآیۃ اور اللہ تعالی نے
اوسکو نظر سے پوشیدہ کردیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین
داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہونچیگا جب معاویہ نے
یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف
اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہی بد خلقی لیست و یکم یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین
تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی اور اثبات اس دعوے
مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے
ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اونکو
مطلقاً ترک کردیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک روز میران گھر سے
ایک دن بارہ چار روز ان عشین کا اونکے وہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب
چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے
فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونھون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو
ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہی کرتے جنگ و جدل ایک بات بھی گر پڑا
اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم نے مسمی ابو القاسم مقرر کردیا
اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد
دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند
قوانین جنگ اور تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف
بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ سب ان سنن و عادات حضرت سید کائنات کو ترک کردیا اور کبھی اقامت ان سنن کا
ارادہ نکیا پس باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تام کیونکر ہوے اور سوا اسکے اور بہت سی سنتین ان لوگون مین متروک ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے آج تک تمام اہل اسلام اوس پر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع و موقوف ہوچلا انکا احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا اور آسمان کے سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھون کو مونھہ پر پھیر لینا چنانچہ ابو داود مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا فاذا فرغتم فامسحوا بہا وجوہکم یعنی سوال کرو اللہ تعالیٰ سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردہما حتی یمسح بہما وجہہ یعنی تھی عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرہ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا آداب دعا سے ہی بسط الیدین ت مس یعنی کھولنا دونون ہاتھون کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے دو دفعہ ماع وان یکون رفعہما حذو المنکبین د امس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابو داود و احمد و حاکم نے اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی فرمایا بیچ پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازون کے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین حدیث صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہو سکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت انبیائے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمٰعیل کو مع اونکی والدہ کے بامر الٰہی مکے مین بیت اللہ کے پاس چھوڑ کر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے بیت اللہ کی طرف مونھہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا سنت محمدی ہی

دعا مین ہاتھ اوٹھانے کے دلائل کو غیر مقلدون سے نقل کیا

سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہی صلوٰۃ الاستسقا مین بروایت انس رضی اللہ عنہ کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لایرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی یریٰ بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکی کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانے کی نفی نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر و شمار سے زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاون مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے والے مواضع کثیرہ مین کی جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بھی [illegible] اوس روایت سے کے ہین کہ جسمین سات مواضع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے مذکور ہی کہ ایک روز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اوسکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہان سے مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑکر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوئے جب ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پہ کھڑے رہو فرفع ابوبکر یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا کہ نہین لائق ہی ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خبر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوس وقت اہل خیبر اپنے کستی پھاوڑے لیکر نکلے تھے ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبراکر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح

للنذ دینا یعنی اللہ اکبر خراب ہوئی خیبر تم جسوقت اترے میدان کسی قوم مین بُری ہوئی صبح کفار کی غرض کہ
استقدر روایات ہاتھہ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس تحقیق ہوا کہ ہاتھہ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہے کہ انبیاے سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھہ اوٹھانا مسنون ہے اور
چونکہ دعا بعد نماز ون فرض کے مستحب ہے جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھہ اوٹھانا مسنون ہے اور عمل مہدویونکا خطا تھہرا اور ایک سنت انبیا یہ بھی ہے کہ بکریان
چرانا چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیا مین ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال
وهل من نبی الا وقد رعاها یعنی کیا آپنے بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہوا اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی
اب دیکھئے کہ شیخ جونپوری باوجود دعوے اتباع تام کے اس پر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہار دہم اور بست و یکم
مین مذکور ہو چکا کہ حیوانات و زراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپوری کے اخلاق استقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سوائے کرام کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لاسکتا یہان اسقدر نمونے کے اسی واسطے
کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد واسطے دلیل بسیار ورنہ تمام کتاب حقیقت مین انھین اخلاق مخالفہ کے بیان
مین ہے اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہے تتمہ خلفا و توابع شیخ کے
بعضے احکام و دعاوی خوارق خلاف نقل و عقل کے بیان مین منہا الانصاف نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہے کہ میان
علی دھولیہ نے شہر ناگور مین بیچ دائرے میان نعمت کے انتقال کیا اور پچاس فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے
سویہ کرکے تمام اہل دائرے کو تقسیم کر دیا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دھولقہ مین موجود تھے انکو کچھہ نہ بھیجا
اور بعضے برس مین میان فقیہ محمد راجپوت کے ہاتھہ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے ترکہ اوسکا
سپرد کر دیا خوند میر نے سنکر کہا کہ نیک نہ کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت و جہاد کرین تم مین آ شامل
ہونگے انکے ساتھہ حق صدقہ حرم کا بجالانا چاہیے انتہی یہ بنا ء الفاسد علی الفاسد ہے کہ اول ایک شریعت تازہ یہ نکالی
کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہے حالانکہ فرض یہ ہے کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار الملک
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جبتک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہو کر دار الاسلام ہو گیا حکم ہوا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہے ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھہ ضرور نہین ہے بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین
دوسری بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپوری اپنے وطن سے کہ دار الحکومۃ بادشاہان اہل سنت کا تھا

ہجرت کرکے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات و سندھ وغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی بستیون سے نکلکر اوسی ملک و حکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوئے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن و خانہ قدیمی کا چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز ہوتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض نہین ہی بلکہ ممنوع ہی کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ لغیار و اجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا کہ بسبب موالات دینی اور ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب صحابہ کرام ہجرت کرکے مدینے مین انصار کے پاس آئے تو حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کروادی تھی اور جب اون مین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھہ نہین ملتا تھا بعد اوسکے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض اونکے اولی ہین ساتھہ بعض کے کتاب اللہ اور حکم خدا مین مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپس مین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس سے کہ مومنین و مہاجرین بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس روز سے آج تک حکم منسوخ ہی اب میان نعمت خوندمیر چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن و حکم خدا سے جا و دا کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ہر کا حق مقرر کردیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی کہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الآیہ اور انھون نے اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جمیع آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین واقع ہین اوس سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ سب ان پر صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور حیرت یہ ہی کہ ان لوگون کو دعوی یہ تھا کہ بجز قوت ایک وقت کے کچھہ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکات ان کے پاس نکلتے تھے ایضا ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی متقی کا رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پونہچا میان لاو خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک سجاوندی کو اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون عرض کیا کہ بندہ جب سے آپکا مرید ہوکر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم

قریب شر ہو گئے ہیں بیان ہے نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جو بات لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح
حاضر ہو کر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار بے سطح پر تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہے کہ یہ دعوی بیان والا کا
سراسر غلط ہے اسواسطے کہ اوس کتاب میں علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود ہیں چنانچہ
اس رسالے میں بمواضع متفرقہ بعض اغلاط اوسکے منقول ہیں اگر تمام ایسے علوم کی ارواح کمک پر حاضر ہوتی تو یہ
یہ اغلاط کیونکر واقع ہوتیں علاوہ یہ کہ اگر تمام ایسے علوم کی ارواح حاضر تھیں تب اخفش کی روح کو کیا سرخاب کا پر لگا تھا
کہ حاضر نہ ہوئی کیونکہ اوس کتاب میں سجاوندی نے بعض مقامات میں ترکیب نحویہ کے سمجھنے میں بھی خطا پائی ہے چنانچہ بطور
نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہے عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی یہ ہے فان قیل حدیث
من كذب بالمهدي فقد كفر صريح في ان انكاره كفر فالجواب على المنزل منها ان الحديث
احاد ضعيف وعلى تقدير صحته فلا يفيد الا الظن فلا نجزم بكفر جاحده بهذا الحديث
ان الحديث انما يدل على وجوب اعتقاد مهدي ما لا المهدي المعين انتہی اس عبارت پر سجاوندی
صاحب فہم و کشف و خرق اعتراض کرتے ہیں بایں عبارت قلت والاولى ان يقول لان الحديث باللام
الجار ليكون علة لقوله فلا نجزم بكفر جاحده او مع ان الحديث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہے
کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت واضح ہے اور اوسمیں کسیطرح کا اغلاق نہیں ہے مہدویوں کے علما
یا سجاوندی صاحب نہ سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی میں خطائے فاحش کی پس کجا ارواح ایسے علوم اگر کوئی
بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھ سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہے اور ان الحدیث اوسکی خبر ہے فلا نجزم کی علت نہیں ہے
اور من ان الحدیث متعلق ہے منزل منہا سے وہ مبتدائے مذکور کی خبر نہیں واقع ہوا ہے ورنہ منزل منہ کون ہے
اور حرف من اوسپر کیون ہے ایضاً سید محمود بن خوندمیر نبیرۂ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویوں کے خاتم مرشد اور حسینا
ولایت ہیں انصاف نامہ کے باب ہفتدہم میں لکھا ہے کہ انھوں نے معاملے میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھوں نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا بس
خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہیں انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہے اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے
کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نہ کرے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے
یا سلسلہ کمال چہار دن اور نہ بے پروائی کا ہو کر موجب عتاب سلطانی ہو کہ چہ جائے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن
فیکون کہ ملائکہ کروبین اور انبیائے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھراتے ہیں اور اوسکے ہر امر کو غیر کو

بجا آوری کو موجب فخر و نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کرنیکے قابل یعنے محاسبۂ تمام عالم ایسے بڑے
فرمان بردار خاص رسول با اختصاص کو فرماکر تشریف بخشے اور وہ اسکو میران پر بہکیین اور میران کا أَطِيعُوا اللهَ
پر عمل کرین نہ أَطِيعُوا الرَّسُولَ نہ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھ کر اپنے بیان کی
ایک نجے پر ڈالدیوین استغفر اللہ العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند إِنَّ اللهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ اور يُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللهُ کے شاہد ہین کہ حساب مخلوقات کا کام خالق کائنات کا ہی اور انکو کشف ہووے کہ نہین کام میرے باپ کا لیکن
مجرات کا ہی اور احادیث شفاعت دال ہین اس بات پر کہ تمام انبیا و مرسلین اوس روز ہیبت الٰہی سے تھرا رہے ہونگے
کہ سوائے نفسی نفسی کے اسقدر بھی جرات نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین ہان ہلاکر اوسکا حساب جوج کروادیون
اور حضرت خاتم الرسالت مقام محمود مین اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے
نجات دے سر بسجدہ پڑے ہونگے تب اونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا
اور اون احادیث مین کہین مہدیکا نام و نشان بھی نہین ہی چہ جائے اسکے کہ شیخ جونپوری جنکی مہدویت کو بھی ثبوت
نہین ہی کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کرواوین كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا
ایضاً اوسی باب مین لکھا ہی کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور عرش و کرسی کا
گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے بعضے اصحاب مہدیکے اپنے سرون کے بال کھولے ہوئے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جا جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجھکو بھی کھلائی کقولہ تعالیٰ
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ الی وَمَا طَغَىٰ انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستکین ہی کہان کھلائی گئی تھی جو کہ تمکو دکھلائی
گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین آرہتا ہی اوسکے ادب سے بھانڈون وغیرہ کا
ناچ موقوف کروادیتے ہین چہ جائے کہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے دراز ریش داڑھیان ہلاتے بال
بکھیرے ہوئے دھما چوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا تھا
یا فقط تمہارے مہدیکے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا تبانا منظور تھا
یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہی لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ
مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ
مِمَّا تَصِفُونَ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا الایۃ اور اگر اپنا کچھ کمال تبلانا منظور تھا تو یہ ناچنا اور
دستک بجانا کیا کمال ہی اگر اسیکا نام کمال ہی تو تمسے بڑھکر بھانڈ و قوال و رقاصین اس فن مین کامل ہین

خدا کے پاس اور کا کمال پوچھا جاتا ہے نلہو ولعب کلمہ غ اندر رحق حجاب ادب با ید بود اب دیکھئے کہ جبکہ ان خاندان کے
بچونکو ایسی موہوم دعوے کی معراج ہوتی ہے اگر انکے ناناکے واسطے بھی کہ منطوق غ ابی باد صبا اینہمہ آورد
کے یہ سب کرشمے ادنھین کی بدولت ناک پکڑے ہین عوی معراج کا کرین کیا عجب ہی چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مولفہ ۱۲۰۳ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ ایک رات
ثلث شب کے وقت ندائے ہاتف ہوئی کہ ای بندے میرے تم بادلی اور میری طرف انتقل کرو پس اپنی بی بی ملکان کے گھر سے
نکلے اور میان سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک نشد دو شد پھر مکے اور مدینے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہنچے پھر
بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین و اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھے اور بہشتین اور فلک مقیم خوب زینت
آراستہ تھے رستے مین فوج کلیم اللہ کی آئی تو میان سلام اللہ نے کہا کہ موسی بھی مثل ہی مین پس موسی علیہ السلام نے لیا پنچہ
اور اٹھایا پس مہدی نے کہا کہ ای کلیم اللہ عفو کرو پھر سلام اللہ نے استغفار ہو کر کہا کہ یہ تمسے بڑی خطا ہوئی بعدہ آگے بڑھے
اور دیدار جل جلالہ سے مشرف ہوئے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود مین یہ کلام
ہوا کہ رضی عنک الرحمن انک ماحی البدعة والطغیان ومحی السنن والایمان من ترکہ
الامن ولا امان ومن امن بک وجب علیہ الغفران ومن انکر بک حقت لہ النیران تو میری
درگاہ مین آیا کیا لایا ہی عرض کیا تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہون وہ جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو
پہنچا دیا جو کہ روز ازل مین مجھ سے مطیع ہوا اور جو کہ روز میثاق مین ہلاک تھے گمراہ رہے پس جلینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خلعت ہوئے تھے مہدی موعود کو بھی ہوئے اور کسی شب مین اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرض کہ ان خرافات
کی کچھ انتہا نہین ہی آدمی کہانتک اوسکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی نہ چاہیے اسواسطے کہ اہل فہم
بادی النظر مین اونکا بطلان مثل روز روشن کے روشن ہو جاتا ہی اس سبب سے بیان اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے
زیادہ شوق مطالعے کا ہو تو باب اربعہ بابعہ مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے
آغاز مین جمع کر دیے گئے ہین کہ اون سے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہے اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام
کتاب بیان اخلاق مخالفہ ان بزرگ مین ہی کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہی کیونکہ جس شخص کے
اقوال و افعال اسقدر مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہون اوسکے دعوی کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہین
ہوتی ہی بلکہ جبکہ دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ نصوص احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی مین وارد ہین
لازم آتی ہو تکذیب واجب ہوتی ہی علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق و دیگر اعتقادات باطلہ

اور اوسکے اقوال کا ذکر کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چارسو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر رتبے حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور روئیۃ کلام الٰہی و وحی کے اوسکے حق مین قائل ہونا الی غیر ذلک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب واجب اور تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہی پس کہنا عالم بیان کا آخر رسالہ معارضہ مین کہ لو بالفرض ہو موافق زعم اہل انکار کے اگر یہ دعوی خطا پر بھی ہو تو بھی اہل اقرار و تصدیق پر شرع شریف سے کیا الزام و ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض اور سخن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت اور ضرر مین ہین بخلاف اہل انکار کے کہ اس بدعات سے محفوظ و امین ہو کر طریقہ سواد اعظم اسلامی و عقائد حقہ ایمانی پر ثابت ہین یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

باب چہارم

بیان ان گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمہ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد الولایت کے گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری گلبرگے کو گئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے داخل گنبد ہوے جوتیان پاؤن سے نہ اوتارین اور اندر جا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے ہمراہیون نے پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار مع جوتیون کے اونکی قبر کو روندا تا کہ گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدویت کا کہ اون سے حیات مین صدور پایا تھا اوسکی خجالت سے پاک ہو جاوین اور اسکے ساتھ یہ بھی بولے کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانے کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق نہوئے اونسے خدا تعالی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوے کیون تحقیق حق کی انتہی ملخصاً اب محرر اوراق انسے پوچھتا ہی کہ یہ کشف تمہارے مہدیکا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کس واسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ خود بھی بات یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ جہان رعایت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نبولا چاہیے اور معلومات تمہارے تنور مین ڈالین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے راستہ ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ ایسی ہوا کہ کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی بولے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اے دلاور اپنا پاؤن اس قبر پر رکھ کہ تیری جوتی کی گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جاے پس اونھون نے بھی مطابق سنت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آیندہ مغفرت کا حال خدا جانے تعذیب فی الحال مین تو کوتاہی نکی اور اگر یہ کشف مہدیکا موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو

کرکس جاستا ہے نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہے بلکہ اسکے خلاف آیا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آخر میں ایک حدیث طویل نقل کی ہے کہ رای رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فقال یا صاحب السبتیتین القہما یعنی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیاں پہنے ہوئے مقابر مسلمین میں پھرتا تھا پس فرمایا کہ اے جوتیوں والے پھینک ان جوتیوں کو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ حدیث جید ہے اور یہ حدیث سنن ابی داود میں بھی مذکور ہے اور ابن ماجہ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط القبر قضیت حاجتی او وسط السوق ماحصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھار پر یا سی لینا جوتی کو پاؤں سے اچھا ہے میرے نزدیک اس بات سے کہ چلوں میں قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار کے رفع حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونوں برابر ہیں انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث میں حضرت نے ان کاموں کو اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر میں کروں تو بھی برا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال نہ انتہا برے ہیں کہ اگر کوئی مرتکب کرے تو مردہ بخشا جاوے اور عوام کریں تو گنہگار ہو دیں بالجملہ قصداً جوتیوں سے مسلمانوں کی قبروں کو روندنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہے اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے بعد شکر جوتیوں کی خاک ڈالکر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعائے مغفرت کافی نہ تھی باقی رہی ایک اور بات کہ فائدہ جلیلہ ہے وہ یہ کہ مہدویوں کی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعویٰ مہدویت کا کیا تھا اور اسکے کفارے کے واسطے یہ پامالی کی گئی ان لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے نزدیک دعویٰ البتہ غلط تھا اور خواجہ گیسو دراز تمہارے مہدی کے حسب الاقرار بھی مرشد زمانہ اور کاملین عصر سے تھے پس معلوم ہوا کہ کاملین بھی باوجود جلالت شان کے خطا سے معصوم نہیں ہیں بلکہ کبھی دھوکا کھا کر دعویٰ مہدیت کا کر بیٹھتے ہیں اور تادم مرگ اسی پر جمے رہتے ہیں اور تائب نہیں ہوتے بلکہ عالم برزخ میں اسکے تدارک کی فکر کرتے ہیں ورنہ معلوم ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہو چکے ہوتے کیا حاجت تھی اس تگ و دو کی پس ایسی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہوں اور ایسا دھوکا پائے ہوں اور ادعائے مہدیت سے منفعل ہوئے ہوں کیا عجب ہے اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے خلف تک معصوم بتاتے ہیں کہ ہمیشہ ایک شخص میں مقامات ثلاثہ اور اتصال با خلاق پیغمبری کے مانند ثابت ہوئے محال ہے کہ اسکو خطا واقع ہووے اور اندازہ اسکی خطا کا نکیا جاوے مثل یہ کہ ہو کے اور کیا والحمد للہ علی ذلک ثم شواہد الولایت

چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی پیٹھ کی طرف پھر کر کہا تم بھی پرے نہین ہو
تم بھی پرے نہین ہو تم بھی پرے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہو یارون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کس سے کی تمنے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت عبد القادر جیلانی
سلطان سنجر قاضی عبد الخالق غجدوانی ابو سعید ابو الخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش ہم تیرے وقت مین
ہوکر تیرے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی پرے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
سوم شواہد الولایت کے تیسوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی سے معجزہ تیسوان یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار
بیت اللہ کو جا رہے تھے اونکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین میرانجی سے فلانے ولی کی زیارت
چھوٹ گئی اگر کر لی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہوکر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھیں
کیا دیکھتا ہی کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین تھے ہین میان جی انکی گردنون پر ڈالے ہوے کھینچے چلے جاتے
ہین مہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ
دلاور خلیفہ مہدی کی عورت خوندبوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے
پوچھی کہ تمہارا خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا نلے لادی سے کیون لیا خوند نے
کہا کیا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے
کہا ہان کہا محبوب عالم سے بھی بڑھ کر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیو پس دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھ پر رکھنے کے
ساتھ اون پہ منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس
کھڑا ہی اور حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم جس جا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین
پنجم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک ہی کوا ہلا یعنی پورا یا اوسمین بیلین لکڑیون کی لوگون نے کھیتون سے جمع کر
جلدی تھین ایک مہدوی بالطمع لکڑیون کے اوسمین کودا اور بیلون مین اولجھکر ڈوب گیا اور عبد الفتح مہدوی نے
کہا کہ مردار مرا ہی کھینچ کر پھینک دیو لوگ میان جی بلی مہدوی نے دفن کیا اور حبیب محمد کہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالی
اوس مردے کو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
ہون عبد الفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی بقال کی دکان ہوئی کہ میان دلاور جب راضی ہوگئے ہین کسیکو مقام انبیا کے
بخشتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان یہ ان خزانے ولایت محمدی کے مہدی نے حوالے میرے کر دیے
ہین جو کچھ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے بہ دست پا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال
یعنی حالًا اور قولًا اور فعلًا حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی مین قابل تحملہ و قطاع کے رہے اور
اوسکے فلاح و نجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالۂ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہے باوجود
اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے پرائی بیل در پھل بہتے ہوئے دیکھکر غایت حرص کا عاقبت اندیشی سے ندی
مین کود پڑے اور اپنی جان کو پرائے مال پر فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان التارکین
اور کاملین اُمت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت
کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین سیر کہنا شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی اس سرکار مین برابر
نہین ہوئی کہ جانتا تھا کہ خدا ے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر پہچانا باوجود پہچاننے کے جزا برابر نہ دی کیا قران شریف
کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہے اِنّي لا اُضيعُ عَمَلَ عاملٍ منكم من ذكرٍ او انثٰی یعنی مین تم مین سے کسی محنت
کرنے والے کی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہے کہ مَن جاءَ بالحسنةِ فلهٗ خيرٌ منها
یعنی جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھکر بدلا ملیگا ششم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے
کہ ایک فرزند مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قدمي هذه
على رقبة كل ولي الله جواب دیا کہ ہان سید عبدالقادر اپنے وقت مین صاحب مان ہوئے ہین چنانچہ شیخ
ضعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی ہوئے اور آخر کو قدم خوکون کا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبدالقادر
گیلانی نے کہ بوجھ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیا اللہ کے میرے شانے پر ہین
انتہی جواب نقصان کا مقام ہے کہ انھون نے جو پہلے دعویٰ ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ
رسولون اولوالعزم اور حضرت خاتم الرسل کے پر اس منصب سیادت کو اپنے یارون اور مریدون کے واسطے
تجویز کرکے اپنے واسطے عہدۂ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ معلوم ہوگا یہ سب بیان اور بیجا معلوم
ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے یہ لوگ کے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ موافق حکم خدا کے جا و دائی ہے اتنا دعویٰ کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیاء کی گردن پر ہے سو انکو
ناپسند معلوم ہوا اسمین کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور بہ نہایت صحیح و اثبتو
کہ موافق شرائط محدثین کے ہین ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے اعلان کے
مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے سالکین نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماوینگے چنانچہ محمد داسا

۴۰ [illegible]

اعتراض [illegible] حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] گردن پر [illegible] تھا

اومین سے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب بواسطہ روایات
صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان پر واسطے اختصار کے
انکے اسانید حذف کر کے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے مین** شیخ
ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجون نے سن چار سو چونسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہی کہ زمین عجم مین
ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا سات کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک تمام اولیا کے
کہیگا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اوسوقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے
اور اپنے زمانے کو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضا** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
خبر دی کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبد القادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ **ایضا** اور شیخ تاج العارفین
ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے
جب اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور اوس زمانے کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ
وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضا** اور شیخ عقیل منجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس زمانے مین
قطب الاقطاب کون ہی بولے مکے مین ہین اور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا ہی اور عراق
کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین اور خاص
و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضا** اور شیخ علی بن وہب کے پاس
ایک روز ایک جماعت فقرا کی آئی اون سے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کر دیا وجود کو بسبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبد القادر جائے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور
سب اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضا** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے
کہا کہ مین بیچ سنہ پانسو نین کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اون دنون

اونکی صحبت مین تھے ایک وقت ذکر ہو رہے سامنے متوجہ بیٹھے جب ابتدا کرنے کو شیخ تھا اونہون نے فرمایا کہ یہی میرا قدم ہر
ایک وقت مین اوس وقت کے اولیا کی گردنون پر ہے اور ہوگا کہ کہتے تھے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ
اور کہو پیچانینگی اوسکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین الینا اور ابو سعید عبد اللہ نے دمشق مین سنہ
روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور ابن السقا کے مدرسۂ نظامیہ مین طلب علم مین مشغول تھا
لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اون دنون مین
بغداد مین ایک شخص تھا اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ جب چاہتے ہین ظاہر ہو جاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہو جاتے ہین صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبد القادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی ملاقات کو
گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ آویگا اور مینے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبد القادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا رہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہونچے وہان وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری اے ابن السقا
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھکو اوسکا جواب نہ آوے مسئلہ یہ ہے اور جواب یہ ہے مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ
تجھ مین بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہے کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ
یہ ہے اور جواب یہ ہے اور بسبب اس بے ادبی کے کانون تک تجھپر دنیا چھا جاویگی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبد القادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبد القادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
کہ مین دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمھارے وقت کے اولیا تمھارے اجلال کے واسطے اپنی گردنین جھکا دی ہین پس اوسی وقت غائب ہوگئے
اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبد القادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
مین فائق ہو کر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی ہوکر روم کو بادشاہ نصاری کے پاس
گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے سبکو
ساکت و عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی ہوکر اوس لڑکی سے
عقد کیا اور کلام غوث کو یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان مین ترجمے مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے لکھا ہے

کہ ابن السقا قاری جید تھا جبکہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہوگیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال
مین شہر قسطنطنیہ مین دیکھا کہ ایک کان مین بیمار پڑا ہوا اپنے مونھہ پر سے مکھیان اوڑا رہا ہی راوی کہتا ہی
کہ مین نے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھہ قرآن یاد ہی کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہی رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور مین دمشق مین آیا اور مجھکو سلطان نور الدین شہید نے جبرا خدمت بیت المال
واوقات کی دی اور دنیا میرے اوپر گری ہم سب کے حق مین غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

بیان اون اولیاے کرام کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تھے اور اپنے سر ونکو جھکا دیے اور اونکا کہ اونھون نے دور سے بطور کشف کے معلوم کرکے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیا کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس مین حاضر تھے کہ شیخ علی بن ہیتی اور
شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان
موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز مکے مین ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو سلوی کہ رجال الغیب سیاحہ سے ہین اور شیخ
مطر جمال رضی اللہ عنہم اون مین داخل تھے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر علی رغم عدا مین علی
رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردنین
جھکا دین بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر سر دامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی
پر جب انکے مریدون نے اون سے پوچھا جواب دیا کہ اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مرکر گر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے اور
ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی عینی کہا
اور حضرت کے صاحبزادون یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے
منقول ہی کہ بہت مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ مین تھے خبر پہونچی کہ اودن سب نے اپنی گردنین
جھکا دین اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہی کہ جسوقت شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ حق عز و جل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے
لاکر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاے متقدمین اور متاخرین سے حاضر تھی زندہ ساتھہ اجساد کے اور
مردہ ساتھہ ارواح کے اور ملائک اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا مین صفین باندھے کھڑے تھے
اور تمام اولیاے روے زمین نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ ماجد کردی اور شیخ مکارم نے
بھی قریب اسکے خبرین دین اور شیخ مکارم کی روایت مین یہ بھی ہی کہ علم قطبیت کا سامنے اونکے اوٹھایا گیا اور تاج

غوثیت سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عالم کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیا نے وقت واحد مین سر جھکایا
یہان تک کہ فرشتون نے کہ خواص ملائکت اور سلاطین وقت ہین آئے اور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله فرمایا کہ سچ کہا شیخ
عبد القادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہے اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون اور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ
لرلیوارسی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجھکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے نہ دیکھا تھا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شے سے نسبت ہوگی اونہون نے فوراً جواب دیا کہ اے عطا میرے شیخ شیخ عبد القادر کی
جسنے کہا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین
سر جھکا دیا اون مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام
مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج
مین سات اور وادی سرندیب مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ
تعالی عنہم وعنا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ اکا ایک
گردن دراز کرکے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبد القادر نے
فرمایا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر نکلی اور
شیخ عبد الرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب لا بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی اور شیخ محمد بن
عبد بصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کرکے سر زمین پر رکھ دیا اور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کرکے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر اور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
دراز آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله درنا من شرب من بحار القدس وجلس علی
بساط المعرفة آخر تک اور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منهم اللهم
انی اشهدك واشهد ملائكتك انی سمعت واطعت اور شیخ عبد الرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کرکے کہا کہ صدق الصادق المصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح سے
بطائحی ارض کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے لیئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطایح کو پہونچ گئے

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابو المفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبد القادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مین نے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبد القادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابو سعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبد القادر کو امر تھا کہ کہین قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبون کو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ انکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہی کہ انکو نے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتی ہی اوس کلام کے کرسی پر جا کر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اون کے لوگون نے سبب پوچھا کہا انکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کرین اسلیے مینے چاہا کہ مین سب کے اول فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبد القادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر الٰہی ہوا شیخ عبد القادر کو کہ کہین قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ مینے دیکھا کہ تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غائب ہو گیا اور شیخ ابو الکرم اکبر اور ابو عبد اللہ دبابی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین جمعے کے تیسری رمضان سن پانسو اکیاسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اون سے مرید ہونیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبد القادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سایے مین شیخ عبد القادر کے رہے اور انکی عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار پیتے رہے اونکی شعاع

نوبتفاق مین ہماتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب اونکو یہ امر ہوا کہ کہین
قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جب اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جھکانے کے انوار و برکات
علمی ہو گئے انتہی ملخصاً جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط موافق شرائط محدثین کے
بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہی دوسرے سلاسل مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جائے اور اسکے
اکثر روایات سے جو تقیید اولیاء ہمعصر اور اوس ملک کی سمجھی جاتی ہی کچھ مضایقہ نہین ہی اسلیے کہ متاخرین
مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہونگے بالضرور اونکے پیر یا پیرونکے پیر اوس وقت مین موجود تھے جب یا
سب مامور اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جا ہے باقی رہی اد اگر
کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب در دخل حساب نہین کہ
شعر بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔ اب باقی رہا کلام ہمدردون کے میان کے ساتھ
سوال میان سے پوچھا جاتا ہی کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یون کہنا بہتر تھا بلکہ
یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ عبد القادر جیلانی کو
یا خدا کے جادوانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور تھے اگر یہ بات باوجود
ایسے حکم بالذات کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کتب اولیا سے ہی کہ انکو حق سبحانہ ایک حکم فرما دے اور وہ
بجا نلاوین یا کہ اوسمین ادنی سستی اور کاہلی روا رکھین تو یہ صفت کہتے ہین کہ لا یخافون لومۃ لائم
اور مانند فرشتون ہے کہ لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون ۔ کب اونکی شان سے ہو کہ

کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہے ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہے کہ ایک دن شاہ نظام اپنا اسباب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کا ٹون سے اٹکا کر پہن کر پیچھے مہدی کے
آ کھڑے ہوئے خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس پہنے
ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم آلٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے
کمل پہنا تھا اور جبرئیل اور سب فرشتوں کو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا چنانچہ نظام سے
نو دن تک وہ لباس نہ بدلا اور تمام فرشتے بھی اسی رنگ اوڑھا لئے رہے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز
سید محمود جونپوری حجرے سے نکل کر اپنے مہاجروں کی جماعت مین آ کر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ دیکھا ہو
میان لاڈ کو دیکھ لے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہے کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ
شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا یَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ ہمنے
اور میان نعمت نے میدان توکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اس دوڑانے کی
یہی کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان وحدانیت مین گھوڑے دوڑائے تھے
مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر ایضاً پنج فضائل مین ہے کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین
ایک روز انھون نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا
مغز کھاؤ گے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور ہمنے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی اور رسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط ہمی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود نام
انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہے چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہے
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل
مین لکھا ہے کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالتمآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پھر جب کہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر سر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہوگئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانۂ رسول مین نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایة افضل من النبوة یہان پانچ ہین ایضًا رسالۂ بشارت نامے مین سالۂ سید و میان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت رسالت مآب کے اصحاب مین عشرۂ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرة الصالحین وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جوکہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آمین محمد ملک معروف عبد المجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب واہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے تھے اپنے لوگون کے واسطے تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین و تبع تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان کہا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الوہیتی اور بی بی ملکان اور بی بی بون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اون مین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر نواسۂ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی کے اون کے مرید و خادم بھی مبشر بالجنة بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنة ہوئے ہین اے میان لا ور تمہارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس استان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اون کو اعلی اور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اون سے تشبیہ و تفضیل دیتے چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کے اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین کوئی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب الایت کے عہدہ دار بھی اصحاب اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہیں ہے اسواسطے کہ فصل آیندہ مین آویگا کہ یا ونکو انبیاء و مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہے خدا و رسول پر کہ جو منہ مین آیا سو بول بیٹھتے ہین اور نہ سامنے حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب نہین کرتے ہین اب چند حدیثین جنمین آداب بین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھدار سنکر بولین **مصرع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہے موافق محرقہ مین لکھا ہے کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منہم اصہارا وانصارا فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجھکو پسند کیا اور میرے واسطے اصحاب چنے اور ان مین سے میرے واسطے داماد اور سسرا اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق مین میری پاس خاطر کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف پہونچائیگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی واصہاری فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ ومن لم یحفظنی فیہم تخلی اللہ منہ ومن تخلی اللہ منہ یوشک ان یاخذہ یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور اصہار کے مقدمے مین پس جسنے میری رعایت کی اون کے باب مین محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا و آخرت مین اور جسنے نہ رعایت کی میری اون کے باب مین الگ ہو گیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہو گیا قریب ہے کہ گرفت کریگا اوسکو اور دار قطنی نے روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض ومن لم یحفظنی فی اصحابی لم یرد علی الحوض ولم یرنی الا من بعید یعنی پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین میرے پاس حوض کوثر پر نہ آویگا اور نہ مجھکو دیکھیگا مگر دور سے اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے باب مین اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتی اجرأہم علی اصحابی یعنی میری امت مین بد تر وہ لوگ ہین کہ میرے

اصحاب سے زیادہ جرأت کرتے ہین اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد اللہ برجل من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھہ میری امت مین سے نیکی کیا چاہتا ہی میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل مین ڈالتا ہی اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم وشان اصحابی ذرونی اصحابی ذرونی
اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذہبا ما ادرک مثل عمل احدہم یوما واحدا یعنی تمکو
میرے اصحاب سے کیا کام ہی میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو قسم ہی اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھہ مین ہی اگر تم مین سے کوئی شخص احد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک دن کے
عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اما انہ
لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہین پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے آوے
تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت مین
آیا ہی لو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ یعنی اگر دوسرون مین
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجے کو پہنچیگا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ پچھلون مین سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور
اعلی درجہ ولایت کو پہنچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہین کر سکتا ہی اسکے دو سبب ہین ایک یہ
کہ جو کچھہ اسلام اور ایمان عالم مین پھیلا اوسکے سبب یہی ہین کہ نہایت غربت اور ضعف کے وقت مین اپنے
مال اور جان نثار کرکے اور محنتین سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ ہوکر اس دین کو جمایا اور
اسلام کو اطراف واکناف عالم مین پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمہ محمد نصیب ہوگا بدولت اور طفیل انھین
حضرات کے ہوگا اور جو کچھہ اوسپر کلمے پہ مقامات ولایت اور امانت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت یہی حضرات ہونگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و
اجر من عمل بہا یعنی نیک راہ نکالنے والے کے واسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہی اور جو لوگ اوسپر عمل کرتے ہین
اونکا بھی ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا ویسا ہی اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کس طرح سے انسے زیادہ
یا انکے برابر نہین ہو سکتے ہین دوسرا سبب یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالی صورتون اور اعمال کو نہین دیکھتا ہی بلکہ
نیتون کو دیکھتا ہی خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفائے باطن کے ہی اور بسبب تاثیر صحبت حضرت کے اسکے

جسقدر کہ اونکے باطن ورنیکی اور صفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے
ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلّون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی
اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیساکہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہترین
قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین
روایت کی کہ خیر ھذہ الامۃ اولہا واٰخرہا اولہا فیہم رسول اللہ واٰخرہا فیہم عیسی بن
مریم وبین ذالک ثبج اعوج لیسوا منی ولست منہم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین
پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ
نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیساکہ القراٰن یفسر بعضہ بعضا
یعنی قراٰن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھہ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث
دوسری حدیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثون مین جو آیا ہی کہ مثل
میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے
اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ اونھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز
ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکٹھا ہوے جیساکہ حضرت عیسی علیہ السلام
کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب اونھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لاے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر
اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنے کا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت
اختیار کرنے کا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر اونسے
عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر حکم کرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلاوینگے
پس اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین بھی داخل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق ہیں
ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرۂ رسولون مین ساتھ لواے رسالت کے اور ایک حشر
زمرۂ اولیا مین ساتھ لواے ولایت کے جیساکہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالے
علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیساکہ اس امت کے اولیا سے افضل ہین

پہلی امتون کے اولیاسے بھی افضل ہین سوا عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقیناً افضل ہین اور ایسے ہی
حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات مین فرمایا
کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ مجھسے اونھون نے بالمشافہ اپنا یہ
مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم ہوا
کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی
اونکے چیلون بالکون کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہمجنب ٹھہراتے تھے اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدویون پر اہم واجبات
سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے
بعد قلمبند کیا ہی جیساکہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین منقول ہی پس آپ وہ الزام سے ایک الزام ان پر لاعلاج
تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدون کو برابر یا برتر
صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف
سابقہ سب غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوسکے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لا یخطی یعنی خطا نکریگا
جیساکہ یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جائے ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تا کہ فقط انھین کی
تخطیہ پر کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ افضلیت ابوبکر صدیق کے
کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیثین تبرکاً بیان
کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دارقطنی نے روایت کی کہ عبداللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب انکا نفس زکیہ
تھا فرمایا ہما افضل عندی من علی یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نزدیک میرے افضل ہین علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین یہ حسنی اور حسینی بھی ہوئے اور دارقطنی نے
روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعۃ علی شیئا الا وانا ارجو من شفاعۃ
ابی بکر مثلہ وقد ولدنی مرتین یعنی جسقدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہون اوسیقدر مجھکو
ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ امام جعفر کی ام فروہ
بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اہل العراق یزعمون انا نقع فی ابی بکر و عمر وہما والدای

نقل احادیث و آثار ائمہ اہل بیت کی تفضیل شیخین مین

یعنی جیسے لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونو
میرے والدین ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یٰسٓ افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا و مرسلین کا اور نہ صاحب یٰسٓ یعنی
حبیب نجار افضل ہے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذا کان یوم
القیمة نادی مناد لا یرفعن احد من هذه الامة کتابه قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک
منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور
ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائة وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھ ہین
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ مین اس خصلتون سے کوئی ہے فرمایا کلها فیك فهنیئا
لك یا ابا بکر وہ سب خصلتین تیری مین ہین پس خوشگوار ہو وین تجھکو اے ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام
محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولاهما مین ان سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اس
مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء
ولا یخاف الاموات فعل الله بهشام بن عبد الملك کذا وکذا یعنی ڈرا جاتا ہے زندون سے
نہ مردون سے اللہ تعالی ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا کرے یعنی صحابہ کرام مرگئے اب ہم ان سے
کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ایسے شخص سے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفہ عصری ہے برملا برا کہتے ہین
اور سید اسعد مکی نے شہب محرقہ مین نقل کیا کہ ابو یعلی موصلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے
روایت کی کہ خطب علی فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابو بکر الصدیق
وافضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته فسئل عن الذی لو شئت
ان سمیته قال المذبوح کما تذبح البقرة یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس
بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا
چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے یعنی آنحضرت
جناب موصوف اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین حبیب الی ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر هذه الامة بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامة
بعد نبینا ابوبکر ثم عمر یعنی حالت خطبے مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص اس امت مین افضل ہے

بعد ہمارے پیغمبر کے میںنے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا نہیں افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے
ابوبکر ہین پھر عمر ہین اور صواعق مین ہی کہ روایت کی ابو بکر الاجری سے کہ کہا ابو جحیفہ نے کہ مینے سنا کہ علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کوفے مین بالاے منبر فرماتے تھے ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم خیرھم
عمر یعنی افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین ذہبی نے کہا کہ جسوقت کہ جناب
مرتضوی اپنی مملکت مین کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے متواتر منقول ہوئی یہان تک کہ کچھ اوپر اسّی
آدمی نے اون سے روایت کی اور بعض طرق مین اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغني ان رجالا
یفضلوني فمن وجدتہ فضلني علیھما فھو مفتر علیہ ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو
خبر پہونچی ہی کہ کچھ لوگ مجھکو تفضیل دیتے ہین پس جسکو مین پاؤن فضیلت دیتا ہوا اون دونون پر وہ مفتری ہی اوسکی
وہی سزا ہی جو کہ مفتریون کی سزا ہی غور کا مقام ہی کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میان جیو اور اون کے بالکون کو تفضیل دینے والا مفتری نہو
بلکہ اپنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مَعَ الصَّادِقِینَ ہمارے واسطے ہی فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَ
لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ اور عبد بن حمید اور ابو نعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابي بکر الا ان یکون نبي وفی لفظ
ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابي بکر یعنی آفتاب نے طلوع
وغروب نکیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یون ہی کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور مرسلین کے
اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبریل
خبرني ان خیر امتك بعدك ابوبکر یعنی روح القدس جبریل نے مجھکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل
بعد تمھارے ابوبکر ہی اور دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھ لوگ کوفے اور جزیرے
کے خدمت مین محمد بن عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے
لگے اونھون نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انظر الی اھل بلادك یسئلونی عن ابی بکر و عمر
لھما عندي افضل من علي یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگون کو مجھسے سوال کرتے ہین حال ابوبکر و عمر کا
حالانکہ وہ دونون نزدیک میرے افضل ہین علی سے انتہی اور مشکوۃ المصابیح مین بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے
مذکور ایک حدیث ہی کہ فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ھذا ملك لم ینزل

الارض قط قبل هذه اللیلة استاذن ربه ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمة سیدة
نساء اهل الجنة وان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة رواه الترمذی یعنی یہ
ایک فرشتہ ہے کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اوترا تھا اپنے رب سے پروانگی مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام
کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیون اہل جنت سے بہتر ہین اور حسن اور حسین سب جوانون اہل
جنت سے افضل ہین انس رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سیدا
کهول اهل الجنة من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواه الترمذی ورواه
ابن ماجة عن علی رض یعنی ابوبکر اور عمر مہتر کہول بہشتیون کے ہین اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین
کے کہول جمع کہل کی ہے اور کہل مرد میانہ سال و موئے کو کہتے ہین کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا مین کہل
مرے ہین انکے یہ سردار ہین ورنہ بہشت مین سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر مین ہے
کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے
اور ابو یعلی نے اور ضیاء نے مختارہ مین انس رض سے اور طبرانی نے اوسط مین جابر رضی اللہ اور ابو سعید رض سے
اور ریاض مین علی رض سے انتہی اور شیخ عبدالحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھون کے ہوئے جوانون کے بدرجہ
اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہے کہ مرقات مین امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کہول
اهل الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین یعنی دونون سید ہین بڈھون اہل جنت اور جوانون
انکے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان سے معلوم ہوا کہ لفظ کہول حدیث مین واسطے احتراز کے غیر کہول سے
نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہین اسیواسطے مرقات مین لکھا ہے
کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتون کے ہین پس افضل ہین اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے
اور حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہون اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہین اور الا النبیین
والمرسلین کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہو گئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہون پس تعبیر بلفظ کہول
اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی مین یہ حالت کمال عقل و علم کی ہوتی ہے اور جنت مین سب بقدر عقل کے ہونگے
جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مرتضوی کو فرمایا کہ جب لوگ طرح طرح کی نیکیون سے
قرب الٰہی ڈھونڈین تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدی ہمی گوشت
سنت کا ارادہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو مہدی اور سیادت حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین تنبیہ
یہ جو صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ جبریل کو حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور سب نے جبرئیل
اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسے یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل دوم مین
گذر چکا نے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین لا رکھہ دینا
تو مقرر ثابت ہی چنانچہ مشکوۃ مین امیر المومنین عمر رض سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم ان نتصدق و وافق ذلک عندي مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان
سبقته یوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
ابقیت لاھلک فقلت مثله واتی ابوبکر بکل ما عنده فقال یا ابابکر ما ابقیت
لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسوله قلت لا اسبقه الی شيء ابدا رواہ الترمذی
وابوداود یعنی کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا تعالی
مین کچھہ خرچ کرین اور اتفاقا اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا اگر میری قدر
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہونا ہی تو آج کے دن مین ان پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل و عیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جس قدر
لایا ہون اسیقدر انکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھہ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت نے
پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو انکے واسطے چھوڑ آیا تب مینے
دل مین کہا کہ کسی چیز مین ان پر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر صدیق
کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ ایک دن مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوے کہ دونون طرف اسکے کانٹون ورکانٹون سے
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے لتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی انکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکر رض نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی مدا اور ابونعیم نے ابوہریرہ اور ابن مسعود رض

سے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہی اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت
کی ابن عباس رضی سے اور خطیب نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک طنفسہ
یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوے اور اسکو کاریون سے اٹکائے ہوے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو فرمایا ہی کہ تم آسمان مین متخلل بتخلال ہو جیسا کہ ابوبکر زمین
مین ہوے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہی اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
گرومی نے کتاب الکشف والانصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسۃ بالصحاح مین لکھا ہی کہ ھذا وضع
بد الاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہی دو ہاتھہ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرۃ موضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی
ہی وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ اون حدیثون کے ہی کہ ابوبکر اشنانی کے دو ہاتھون نے
بنایا ہی انتہی اب غور کیجے کا مقام ہی کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب یابس کو بین سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیدا ویسی باتین اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنا لیا کرتے تھے اب ونکے بلکے
غایت جہل نے خبری سے اوس سب کو قطعیات و یقینیات سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
ابوبکر صدیق کا متخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہی لیکن موضوع نہین ہی اور امت نے اسکو قبول کیا ہی
کہ آج تک زائرین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہین یہ الفاظ بھی وہان تک
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل اور
ملائکہ آسمانی کا متخلل طنفسہ ہونا موضوع ہی اور اسکا موضوع ہونا بھی یعلم حدیث پر اسقدر ظاہر ہی کہ اسکی
واضع کا بھی نام معلوم ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمھارے مہدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہی اور ابوبکر اشنانی کی گڑھت ہی کہ خدا اور رسول اور ملائکہ
پر افترا کیا ہی یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خداوند عالم کیطرف
ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث متواتر میں
ہی کہ من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھپر قصدا
بس ٹھہر اوے جاے اپنی آگ مین اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

که من حدث عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين اور ابن ماجه مين يون ہے كه
من روى عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين اور لفظ كاذبين بصيغه جمع اور تثنيه
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہے
کہ وہ جھوٹ ہے پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہے یا ایک وہ جھوٹون مین سے ہے یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا دوسرا یہ کہ جسنے لوگون کو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہے یا گمان غالب رکھتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہے اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہے باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہے اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس پر
جھوٹ بولنا حرام ہے چہ جائے اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہے اور کلام اوسکا وحی ہے اور کذب وہ بر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہے خدائے تعالی پر اسلیے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى سے راہ
جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو باندا و تشبیہ کی کیا حاجت ہے بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا
تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہے اس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور اسی ڈر سے
خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر رضی سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈرتے تھے اور علی مرتضی قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ اور تابعین احتیاطا بعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا و نحو ہذا و شبہ ہذا یعنی یہی الفاظ فرمائے ہین یا اسکے
قریب و مشابہ فرمائے ہین اور اگر انکے منہ کو یہ بات بالکل معلوم نہ ہوئی کہ ملائکہ آسمانی کمل پوش نہ ہولے
تھے اور ابوبکر شنانی نے یہ افترا کیا ہے بلکہ انھون نے دوسرون سے سنکر محض ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آتین ایک یہ کہ خداوند عالم کیطرف کیون نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا ہمارا ٹھہرا کہ حق تعالی نے بندے
کو احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھیرا کر
کما حقہ پہچان لیوسے اور واقف ہو جاوسے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے غرضکہ بہر تقدیر بطلان موجودیت کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پناہ اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہے
اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک
مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہے

باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہے کہ ایک دن میران نے عزیز اللہ اور محمد کے حق مین کہا کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہے اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن یہ کوچ کیا چاہتے ہین جب وہ عطا ہو چکا وہ دونون شخص سب کے دست بوس کر کے رخصت ہوئے ایک تیسرے دن مرا اور دوسرا نوین دن **ایضاً** مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ ملک سندھ مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مرسلین اور اولوالعزم کے ملے **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہے کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام حضرت عیسی علیہ السلام کہا فرمایا مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہے کہ البتہ تبعین بااثبات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام پر بازن اللہ سے احتراز کرے **ایضاً** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہے کہ ایک دن میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرون کو تمنا تھی کہ بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین باب مین لکھا ہے کہ اکثر انبیا و مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کرکے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے حضرت عیسی کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر ہمرہ باب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کی نعت مین لکھتا ہے شعر بل چہ عالم کز آدم و عیسی ❊ یحیی و خلیل از موسی ❊ بود و تا آیت تشحیتش ہوسے ❊ ہرچہ ہست از ولایت ہست ظہور ولہ نقطۂ آن دائرۂ مقتضی سالان ❊ شد متمنا ہمہ مرسلان ❊ خواست ز حق ہر یکے از اولین ❊ ہمرہ جعلنی من الآخرین ❊ معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوند میر اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ رسالہ بشارت نامے مین لکھا ہے **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہے کہ میران تقاضائے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فراہی نے

باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

پوچھا کہ میران جیو خدام تو آئے عیسیٰ کب آوینگے میران نے ہاتھہ پیچھے کرکے کہا کہ بندے کے پیچھے آوین گے فوراً حاجی محمد کو مقام عیسیٰ روح اللہ کا حاصل ہوگیا میران کی زندگی بھر تو چپ رہا بعد مرنے کے سندھ مین طرف نگر ٹھٹھہ کے جاکر دعویٰ عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی دو شخص کو اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے راہ سے پلٹے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہوگئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا ایضاً پنج فضائل مین ہے کہ دلاور نے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہے کہ میران نے کہا ہی جو کہ خدائے تعالیٰ کو مقید دیکھے وہ مشرک ہی ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کرکے فرمایا کہ ای سید محمد ان سب ارواح کا پیشوا بننا قبول کر تو پہلے مینے اپنی عاجزی پر خیال کرکے عذر کیا پھر عنایت خدا تعالیٰ پر کہ میرے حال پر ہے نظر کرکے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ درمیان محمدین کے فرق نہین ہی اور فرق کرنے والے کو زیان ہی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور جو ہر نامے مین لکھا ہی دو بہرہ نبی مہدی (نام کتاب قوم مہدویہ ۱۲) یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سون پاک ہے ظاہر باطن تابع متبوع حق ہا تو کل ادراک ہے دیگر آنکہ ولایت کل نبوت جزو کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہ ہین وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھہ حق کے اور نبوت مشغولی ساتھہ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہی اور نبوت امر ظاہر ہی چہارم ولایت خاص ہی اور نبوت عام ہی پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہی ایضاً بشارت نامے مین لکھا ہی کہ مہدی نے کرات و مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھہ مین لیکر ہر طرف پھراتا ہی اور ہر لمحہ پہچانتا ہی اور اوسی سالے مین یہ بھی ہے کہ میران نے کہا کہ بعد حوت خاتمین

سے کے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ میں ولایت
تک جاری ہی اور پیغمبر ہونیکا اس گروہ مین ہونے کی تمنا کرنا بھی لایسی ہین ہی کوہی اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران مین اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہی ایضاً
رسالہ صراط مستقیم مین لکھا ہی اوسکی عبارت بعینہا یہ ہی نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
نام کتاب کرتوم مہدویہ
صفات ہر تا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سون ہر فرق کرنہارے کا فر مرد انتہی ایضاً رسالہ
صحج الامراء مین لکھا ہی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ
اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہین اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
فرزند مہدی کا
دوسرے صدیق خوند میر اور نظیر شریعت مین حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت مین خوند میر سا
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت مین نظیر ہین لیکن برابر میران کے نہین ہین ایضاً مطلع الولایت مین
لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ مین انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز مجمع تمام صحابہ مین پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دو شعر نقل
داد زمان را بر اولین … دردا کہ چند سال نیاید در عدد … فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا … بادا
بروز حشر شفاعت گر از احد ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک تھانے مین ہوے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے
کہا کہ اگر مجھکو اللہ تعالی ان تینون کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکون ایضاً شواہد الولایت کے
تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی ایضاً
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بعض
اوقات نماز ہوش مین نا تے تھے ایکدن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہی
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے بولے ایسی بڑی دریائی تجلی الوہیت کی ہوتی ہی کہ اگر
ان دریاؤن سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش مین نا وے فرمان
حق تعالی کا ہوتا ہی کہ چونکہ تجھکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہی اس سبب سے فرض ادا کر دا تے ہین
ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تعلیم ہوتی ہی
کسی نے پوچھا کہ میران جی تعلیم کسکو کہتے ہین بولے یہ جو ایک پادشاہ کی جاے پر دوسرا بادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمدہ نیامدہ بھی کہتے ہین بولے ایسئی ہو رہا ہی تین رات دن ہوئے ہین کہ بندے کو فرصت نہین ہی ہر نماز سے فارغ ہوتے ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ حضرت اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کر کے اپنے مقامات کو پونہچے اب انکے ارواح کے جائزے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی کہ جس تخرلے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالی فرماتا ہی کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی یہان خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی ایضاً شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر ایک حدیث نبوی نقل بیان کر کے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہووےگا بس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن میان عبد الرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی استغفر اللہ العظیم ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ہم لنا اخوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے ہین اور کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اون سے بھی فاضلتر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص ان سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا

کہ وہ چار کون ہین کہ میان عبدالملک و قاضی عبداللہ الیماباد العرض خاتم اور بھائی عبدالمجید اور میان

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فرقہ نے پاک کے نزدیک انکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر

بلکہ برتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی پر کمر باندھ کر مہدی کے مرید اپنے مریدونکو برابر حضرت

خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن بعضے ان مین سے جو اپنے

تئین اہل علم جانتے ہین جسوقت کہ انسے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہین

کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اس پر نہین ہے کہ مہدی کے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے

یا افضل اون سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابوبکر صدیق سے اور

برابر ہے ساتھہ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسکو مسئلہ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلے کو

اپنے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت معلوم دعام سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین کہ مصرع فکر ہر کس

بقدر ہمت اوست۔ یہان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح

اولین و آخرین کا بیٹھا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین کی

آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہے اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے

پاس کی ہے اور اون کے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالۃ سے افضل بولنا سب غلط اور

خطا ہے یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہے افسوس کہ نظام کو خدا سے شرم نآئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین

کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہے اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہے اور دلاور کو خدا کا حکم

نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان

علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نواسے مہدی کے ساتھہ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا

کرتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضا شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہے

کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے صباحق پہچانے کا تھا اسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا

اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضا شواہد الولایت کے اٹھارہوین باب مین لکھا ہے کہ جب کہ

لوگون نے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر اوسکی اونپر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤن پر رکھکے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے جنگ کرین اور انہون نے اس کلام پر کچھہ انکار نہ کیا ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ ایک وزنشاہ بھیک جذبے مین بول رہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی بولنا کفر ہی اونے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب دو تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا کیا پڑے اپنے خدا پر مقید ہوگئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر ست ایضاً شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میران جیو پھوٹین وہ آنکھین کہ مہدی کو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھہ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضاً شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھکر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون خدا نے مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری بار مین جواب یا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایکساعت پھر آنکھہ بند کرکے کھڑے رہے پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مین نے کسیکو جنا اور ایک روز اونکے خلیفہ ملا دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورہ اخلاص پڑھا جب لم یلد ولم یولد پر پونہچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد کہا یلد یولد عبدالملک نے کہا یوسف چپ ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے

ہین میں حق ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین جدا ہو جاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہو جاتا ہون اور عین حق کے تئین دیکھتا ہون
اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضاً اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
ایک بہت لنبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے مجھسے پوچھکر بندونکو سرفراز فرماتا ہی اگر
تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون ورنہ ہرگز نہ دون پس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضاً پنج فضائل مین
ہی کہ شاہ نظام نے ایک لنبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہو گیا اور میران انکو نگل گئے پھر
ثابت ہو گیا اور نگل گئے اور اوگل دیا پھر میران ٹکڑے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اوگل دیا بعد اوسکے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکڑونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہو گیا اور مجھکو ثابت نگل گئے پھر اوگل
دیے پھر حضرت رسالت ٹکڑے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اوگل دیا پھر اللہ تعالی کے ساتھہ بھی یہی معاملہ
ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی ذات مین تم فنا
ہو گئے انتہی بالجملہ ناظرین بالانصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کسقدر کلمات وحشت انگیز
ان بزرگوار سے منقول ہوتے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
نہ لایا ہوگا باین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوا اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ یا نسبت ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا چنانچہ
جوہر نامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھہ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان کرے
میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین لیجا کر بولے
کہ یہ گوشت گائے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا اگر جو کچھہ میران سے مین نے سنا ہی بیان کرون
برادران یعنی بندے کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا اگر جو کچھہ مہدی سے مینے
سنا ہی بیان کرون تو یقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور العیاذ نامے کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ
میان دلاور نے چند بار کہا ہی کہ جو کچھہ میران سے مینے سنا ہی اگر ذرہ بھی مہاجرون سے بیان
کرون یہی لوگ مجھکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اسقدر مخالف
دین ملت ہین کہ مخالفین اونکے بسبب ان کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہرجاے
سے نکال نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقدر

[illegible]

بدتر و منکر ہین کہ اگر خود مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی ہون یا وین تو خاص
ہمانشینان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان دلاور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ یہ کیا
مذہب ہی کہ مخالفین اور موافقین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار ہوتے ہین مقبولیت خلائق علامت ہی
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصًا بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار الٰہی کی
چنانچہ مشکوٰۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی بندے
کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے
محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو
پس اہل آسمان اُس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب العبد
کسی بندے سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ
پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی بغض رکھتا ہی فلانے سے
تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اُس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے البغض
زمین مین انتہی منقولات صدر مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب
خارج حد بیان سے ہی سوال اول نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمیشہ خوندمیر کے بیٹے کے
ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی عبث اور لعب
اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان و زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے پس لعب
یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہو قرآن اور عقاید جمیع اہل ادیان و ایمان کے سوال دوم
نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ بسبب پیتنے کے ایک مسئلے کہا کہ سب حق ہی میران سے نے کہا کہ ہاں ایسا ہی
ایمان ہی بدلنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی اسکے
جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جن اولیا اور علما نے اسکو حق
جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون ایسے
کلمات انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل پنجم وغیرہ مین میران و خوندمیر دونون بھی بول چکے
ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام کے دور رہ

بولنا کفر ہی تو وہاں عوام کہاں تھے وہاں سب خاص الخاص جمع تھے یہاں تک کہ کتا بھی وہاں کا وہ مقام رکھتا تھا
کہ اصحاب مہدی کو شرماتا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتدہم مین مذکور ہو چکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہوئی اگرچہ
باریک اور دقیق ہی نہایت لائق ہے کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ نہ لے احتیاطی اور گناہ ہوگا کفر کیونکر ہوگا
بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلمہ کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی **سوال سوم** اوسی نقل چہارم مین اسکے کیا معنی
ہین کہ کہا پرانے خدا پر تقید ہو گئے ہو گئے پڑھو شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ
مرا تازہ خدائے دگرست انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل وجود
اور اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنی
اور آگے کہاں پڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ **سوال چہارم** نقل ہفتم مین اسکے کیا معنی ہین
کہ خدائی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی یعنی آدمی خدائی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن بالفعل ہی
اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان فعلیت کے قائل ہوے عجب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر ہی پھر اوپر سے
یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قُلِ اللّٰهُمَّ
مَالِکَ الْمُلْکِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہی وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ
یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین شیخ میران خوندمیران تَقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا **سوال پنجم** نقل
دہم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسی کو جنا اور خلیفہ ولادت کیسی
دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مین تحریف کرے اوسکو یلد یولد پڑھا وہ آیت
شان الہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب اوسکو
یَلِدُ یُوْلَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہی
سبحان اللہ شیخ و پیر کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسی کو
جنا اور خدائے بیچون و بیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی اُن
کے ہی یہ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ سوال اوسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بہادی النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاۤءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر

یہ عمدہ مطالب اور اشد عقائد مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیساکہ بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپور کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا الفضل الٰہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کر کے ابتدا کی جاتی ہی وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول یہ کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابوالقاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تین وجوہ باطل ہو چکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمۂ ثانیہ اور مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولین گے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمۂ ثانیہ اور مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصًا مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص واجماع اہل اسلام کے ہی ابطال ورد اوسکا ضرور معلوم ہوا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

مطلب اول کا مقدمۂ ثانیہ رسالہ اعتقادیات وعملیات مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھا ہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے تئیسوین باب مین لکھا ہی کہ فراہ کے علمانے اون کے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علمانے

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب ہت یر فاضل ہین جواب دیا کہ
ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما سے نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس شبہے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما سے نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کس طرح ایمان تمھارا مین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالے
نے فرمایا ہی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم جواب خلاصہ کلام یہ ہی کہ علما نے استدلال
کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ
امت مین داخل ہونے سے مجھپر ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ایمان اون کا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین دلیل اس آیت
سے کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنے اور نہین ہی شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم ای محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی ہینے
مہدوی کی اس تقریر کو عزائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اوسکے مطلب سے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہو اور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا ذکر
نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فیھم سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزو اور کل مین ظرفیت
نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کرین اسواسطے
کہ عادت الٰہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہی جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے۔ غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے
واسطے آئے ہین اور کفار بھی باینمعنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہی
اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبروںکے تابع ہو
اور انبیا علیہم السلام باینمعنی بھی داخل امت نہین ہوسکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین
فرق ضرور ہی اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہی کہ یہ مہدی اپنے تئین مین
مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے
کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جب تک تم ان کفار مکہ
مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف
اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہی بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی
ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاویگا
اسواسطے اوس آیہ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہی وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ
اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ
وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ
السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا
كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ
یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الاٰیۃ اونکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین
ایسی خطائے صریح ہونا دال ہی اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے
نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجانا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے نفقط مفسرین کے خلاف کیے
بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہی کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندہ کے موافق ہو اوسکو اعتبار
کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نماننا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنی
نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہی حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالف قطعیات کی ہاقبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مدعی لیس
است مین اصل مین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علماے فراہم سے
سنکر تسلیم کیا ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس قدر مشابہ اور برابر ہی کہ مجازا اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق گانگی ہونے کے تو یہ بات سراسر نا معقول ہی
اسواسطے کہ جب انکا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بمراتب
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی اور مطلب یہ ہی کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین کہتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تصحات کے ودعا ایمان بھی
تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نلاتا اور کیونکہ
حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا علیہم السلام
فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلا اور نقلا باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک عرض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو روح
مقدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین با علی صفات وکمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی وہ نہین صفات
سے بلکہ یوما فیوما زیادہ اوس سے موصوف ہی خصوصا ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہی اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین ہی یا
نہین اگر ہی تو تم دو روح والے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ
مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الایۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح قدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور
حضرت رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جنم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے ہین
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مخصوص یہ کہے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونہین چیزون پر بعینہا بندے کو ایمان ہی تو اس دعوے سے تمکو کچھہ
فضیلت ابو بکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان اونہین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوس کی
جانب رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے
اور کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے
رسولون سے اور دوسری جا فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی
اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی
وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم اے مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب
پیغمبرون کو اونکے رب کی طرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے
اور ہم اوسیکے فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو
پس مقرر راہ پاوینگے انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہین ہی
پس جب کہ ایسے مطالب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہوے مہدی معصوم کہان سے ہوئے
وہو المقصود قولہ اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
باب اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی جواب باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اسکی متعدد
مین گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین پس قول صاحب
مرقاۃ کا اونکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک
کالوحی من السما ہی تو تمہارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہو جاوے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی
اس کلام سے سراسر تمہارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ
متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے
مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے
ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر یہ ہی کہ جانب
باپ سے حسنی ہو وین اور جانب مان سے حسینی قیاس کر لینے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق
صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام
مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر قائم مقام
سبکے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسے ہی چونکہ اکثر ائمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ
عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولی
ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہو وے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی
جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین
اور بھی مالا مال افزایش ہو گئی اور امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا
علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین
کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اوس سے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سوا
انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ائمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ نے مختصر بہجۃ الاسرار
مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین
زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب
اگر کوئی دابہ بلے قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ
نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام

اولیا اس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید اکھول اہل الجنۃ کے
گذر چکا اور وہی صاحب مرقات تمہارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین
چنانچہ اس کتاب مین بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو
مہدوی بولتے ہین اونمین کچھہ ریاضتین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتون کے
ایک یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مر گئے اور مدفون ہوے بعضے بلاد خراسان
مین وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نآوے گا اور اونکی گمراہیون مین
سے ایک بات ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے شیخ
عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامعہ علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب کر کے
تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوی
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے
تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملاے موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس قوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا ورسل
کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھہ کر اپنے شیخ جونپور کے حق مین
جماتے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملاے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور تحقیق
اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہین ہی
مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی قولہ سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے ثابت ہی کہ افضل بعد
انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور
ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن و شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی
تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف
اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی طرف ہووے اور باقی تمام خطا پر ہووین
اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا ولیکن بعضے ساکت رہین تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہین اس مین
خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک اونکے انتہی اب ظاہر ہی کہ اس
حکم مین ایک فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرح کا اجماع اس حکم تفضیل مین

ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے نور الانوار بلکہ غیرہ سے تقریر
طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے واسطے
مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی اسواسطے
کہ اجماع دو قسم ہی ایک وسبات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور رائے کی حاجت نہین ہی بلکہ
ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلۂ تفضیل ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رائے اور اجتہاد کی
حاجت ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے انمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق
ہونا کچھ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک بات کے خواہ عصر صحابۂ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہوگئے اجماع قطعی ہوگیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبۂ اجتہاد کو
نہین پہنچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرا اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدون کا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق مین
وارد ہین اسکو جمع کر کے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت غلط ہی یہ اجماع صحابۂ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھ کر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسرونکو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ اسیلئے فرقۂ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال
مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر حضرت سلمان اور ابو ذر اور مقداد

بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہونا افضلیت شیخ جونپوری کا بسبب اجماع کرنے صحابۂ کرام کے کہ ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہین تمام امت سے

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ علی
افضل امت ہین پس تمام صحابۂ مجتہدین اونکے تحقیقاً اور مقلدین تقلیداً اس دو قول پر متفق ہوئے
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح مین
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے اجماع ہو گیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہی بعضے کہتے
ہین کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گمان
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع
مرکب ہو جاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر
قول ثالث رافع اور نقیض ہوا اون دو قولون کے تو ممنوع ہی اب یہان سے ثابت ہوا کہ جب کہ صحابۂ
کرام کا اجماع مرکب کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویونکے تیسرے قول اختراعی سے
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھ جاتا ہی تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا یعنی باطل ہوا موافق
قاعدۂ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدۂ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ نے اپنے رسالۂ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
مہدی اور منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کا فر ہی قولہ شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ نے شرح عقائد النسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ پائی جاتے دلیلین جانبین کی متعارضہ
اور نہین ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تا کہ ہووے توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نلکھتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر بیجا
و خطاے فاحش ہی اور پھیرنا تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین الختنین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی جواب تمکو اس سے کیا کام کہ شہنشاہ کی داڑھی بڑی یا بیلیشاہ
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہوویں یا فضیلت ابوبکر و علی مین دلائل متعارض ہوویں
ہر حال صحابۂ کرام سوا ے افضلیت ابوبکر یا علی کے تیسرے کی افضلیت نہین مانتے ہین اور اسی پر
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدۂ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک افضل تمام امت پر جانتے تھے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہی کہ امت حضرت کی خصوصاً صحابۂ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
رکھتے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ واللیل آیۃ کریمہ سیجنبھا
الاتقی کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اہل سنت وجماعت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی
سیادت پر بعد انبیا علیہم السلام کے یہی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اوسکی دلیل ہی اور بعد تقریر
دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھتے ہین کہ بعضے اہل سنت وجماعت کے بزرگون سے سنا گیا
کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضہ آخر عمر مین جو کیا
خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد تدریس تفصیل اس مضمون کے لکھتے ہین
معلوم ہوا کہ اتقی اسکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ یہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے
کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب یہ جو تمنے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابو بکر صدیق رضہ کو مطلق نہین کہتے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا
بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل اور اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس سے پیش
تمہارے مطلب کو کچھ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کسی آدمی کی
نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھتے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی
بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابو بکر رضہ فقط اپنے
ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد والے اولون سے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین یا یہ تخصیص اتقی مین اونھون نے فقط نسبت با انبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب
اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد
عندہ من نعمۃ تجزی یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اوروں سے بڑھکر
پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسی کا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دو مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے
ہین کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پہ حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوسپر صادق نہین
ہو سکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا احسان
دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی
مسلمان نے مجکو اسقدر نفع ندیا جس قدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ بتلانیکا ابوبکر صدیق
پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ
مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھ بدلا پس ثابت ہوا کہ یہ آیت
ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰکُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمہارا ہی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین
انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اورون سے اتقی ہین حضرت رسالت مآب سے
کیونکر اتقی ہووینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کر کے
دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین اسلیے کہ شریعت سے معلوم
ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس پر اور سائر ناس کو اون پر
قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اس قسم کے الفاظ مخصوص
بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی کہے کہ گیہون کی
روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے کہ وہ
معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ فواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہوویں
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا الم آیا ابہتسانا کا
کا مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ یہ کہ

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رض کے جو لوگ کہ پیدا ہوویں گے اون پر بھی نسیان مراد نہیں ہے اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہے کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر میں سائر موجودین سے
کہ عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور باقی اشخاص ہیں افضل واتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہیں اور معلوم ہے کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہے لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوئے ایسے ظاہر و باہر مقام کو غیر جاہ بیجا رکے اپنے
مقصود پر کسی گاون اور پچھلون کے حاشیہ خیال میں بھی نگذرتا ہوگا جانا نہایت ہٹ دھرمی ہے
قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات میں علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ہے کتاب
الفتن میں ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ ہوگا آخر زمانے میں خلیفہ ایسا کہ نہیں فضل ہے اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند میں اوسکی
ذکریا وقار اور شیخ اوسکا موئل بن عبد الرحمن ضعیف ہیں جیسا کیا گیا ہے یعنی اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ دونو
بری ہیں اس ضعف سے کیونکہ آئی ہے یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہے اس سند کو ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں ابن سیرین سے جواب کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہیں ضعف سے حالانکہ آئمہ اس فن کی
تصریح کرتے ہیں کہ موئل بن عبد الرحمن ضعیف ہے چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال میں موجود ہے
بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی معین منفہوم ہوتی ہے ورنہ اوس عبارت میں تقریب تمام ہووے
اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہ ہے حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفۃ لا یفضل
علیہ ابوبکر و لا عمر عد من حدیث ابی ہریرۃ وفیہ زکریا الوقار وشیخہ موئل
بن عبد الرحمن ضعیفین تعقب بانہما بریان منہ فقد ورد بسند صحیح اخرجہ
ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابن سیرین قولہ اب غور کیا جاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
میں بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ موئل مذکور ضعف سے بری ہے کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہیں بولتا ہے کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہونچ جاتی ہے تو یہ کلمہ متنقش ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہو جاتا ہے و ہل ہذا الا عجاب
بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
الکل ہنے اصل ہو دونے اور ابتداء دسوا انھین سے سرزد ہوئی ہو شبے سو کہا کہ یہ دونوں ان سے بری ہیں

یعنی قول ابن عراق کا آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا ... ابوبکر و عمر سے افضل نہیں

اس بات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس تاویل سے
اگرچہ عبارت موجہ ہوگئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پونہچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی
اوسکا مؤمل بن عبدالرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف رسالہ نے عجب کام بے
دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے میں اسیقدر لکھا کہ
یعنی عیسی میان مہدوی المسلم
لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف میں ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ وہی
حدیث ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکہا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
بل عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھ میں نا آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ دیکھی تھی کہ اوسمین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو اسامة عن عوف
عن محمد هو ابن سيرين قال يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه
ابو بكر و عمر وليس هذه اول قارورة كسرت في الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادات کا
چنانچہ ابواب سابقہ میں معلوم ہوچکا کہ اونکے پیشواؤن نے کسقدر آیات و احادیث و عبارات
کتب منقول عنہا میں تحریفات کی ہین اور سلے اصل اور موضوع حدیثیں اپنے موافق لاکر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی قولہ اور اسواسطے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن میں انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے چلے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان میں لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طریق
ضمرة عن محمد بن سيرين انه ذكر فتنة تكون فقال اذا كان فاجلسوا في بيوتكم
حتى تسمعوا على الناس بخير من ابي بكر و عمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
ساتوین باب میں لایا ہی اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

یعنی عیسیٰ میاں (ص) مہدوی ۱۲

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی ہدیت لکتے ہین ہم کہ ہوگا اُس
امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر والی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہوچکی اوس مین عوف محمد بن
سیرین سے روایت کرتے ہین اپس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ
جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف
کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ
کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ
حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہوچکین
اور آگے بھی آوینگی اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھ اوپر اسّی راوی کی روایت سے مروی ہو کہ
کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرے
اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ
بلا تامل جانیگا کہ قوت کسطرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے
سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے
یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا
اور تذکرہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی دوسرے ہین نہ مہدی متنازع فیہ ہین
ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ
مقرر ست چنانچہ ذکر کردہ امام احمد بن عبداللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار النیرین
بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی هریرة قوله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة
حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاه فقال القحطان ابو الیمن قال المقدسی
اختلف فیه فقال ابن سیرین القحطانی رجل صالح وهو الذی یصلی خلف عیسی
وهو المهدی ولهذا ابن سیرین ذکر کردہ المهدی من هذه الامة یؤم عیسی بن مریم
بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویونکا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا
مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایک طرف رکھو جو تمہارے مہدی کے قول ہیں کہ جنکو

ف ابن سیرین کے قول کو مہدی پر حمل کرنے سے شیخ جونپوری کا تخطیہ لازم آتا ہے

معصوم جانتے ہو لزوما نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہی اسواسطے کہ اوپر مذکور ہوا کہ تمھارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم زد کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمھارے نزدیک مہدی افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اونکا خطاے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا اور مہدیہ تمھارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمھاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین تھی کہ اپنے بزرگ کو جھٹلاتے اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوتر ینگے عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوٹھا دینگے جزیہ یعنی ذمیون کو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھہ ہین خلفاے راشدین اور مہدی اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفاے راشدین کے کہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف تہلک امۃ انا فی اولھا وعیسی فی اٰخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا بلکہ ابن عدی کی حدیث جو سنے شرح مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین انبیا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اسپر لفظ وسط کا صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اٰخرھا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ھذہ الامۃ اولھا واٰخرھا اولھا فیھم رسول اللہ واٰخرھا فیھم عیسی بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

اول والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہین پس مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع مفروضہ مہدی کا اور اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم آتی تا و شیخ محی الدین بن عربی کا کلام بھی اونکے مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ مہدی ثانی خوانی ابن عربی بین سے بچے نکلتے مگر انھون نے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوئے

شعر یکے بر سر شاخ بن می برید ٭ خداوند بستان نگہ کرد و دید ٭ بگفتا کہ این مرد بد میکند ٭ نہ با من کہ بر نفس خود میکند ٭ اور حیرت کا مقام ہے کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تا کہ جس جگہ مین کہ کچھ حال مہدیکا مذکور ہے اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہے وہان جا ہے کہ نہ باقی رہے اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جاوے یہان اپنے اوس قرار داد و اصول کے خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو خلافت مین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوے پس فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے ہے نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین منکم میں تاویل کی گئی ہے ویسی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہے اسواسطے کہ زمانہ مہدی میں فتنے نہایت سخت ہوونگے اور تمام نصاری اونپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اونسبکو اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرادیگا اس سبب سے اونکو اس مرتبہ مین فضل ہے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر رکھتے ہون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہے کہ ابو بکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھہ دوسرے ادلہ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا محض تبرع اور رعایت قائل کی ہے ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ کہہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہے اسواسطے کہ کتب اصول مین مسطور ہے

فا [illegible]

که درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط
ہوجاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور ومتواتر کی معارض نہین ہوسکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہین ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق
وتطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول
کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر
عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونون کا ساقط ہوجاتا ہی کہ اذا
تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ یہان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند
صحیح مروی ہووے روبرو اجماع اور قول صحابۂ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام کے کیا رتبہ
رکھتا ہی کہ معارض ومناقض کہا اوسے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہی
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرونکے
واسطے مگر بایں تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوسمین خلاف
کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی راے کے مطابق ہوا اوسپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابوسعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی
اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابۂ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کرلیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نچلا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدونکے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد
تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب جیرون چیرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ جو تمسے ہوئے قول محمد بن سیرین
تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتوں
بعض سے ہی ویسا ہی یہ اجماع میں جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبد العزیز دہلوی کی تفسیر سے جواب
مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتوں میں اگر تاویل نکریں تو بھی بسبب مخالفت قوی کے
اصلا قابل استدلال نہیں ہیں کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت میں اوپر تمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ
بہتان محض ہی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام میں نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا
حرف زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہی کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
سیجنبہا الاتقی میں ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبر اونکے
تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کرکے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبر اونکے دو تاویلیں کیں
کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہیں ہیں تمکو کچھ مفید نہیں ہیں چنانچہ مفصلا مذکور ہو چکا بیان اجماع کا
کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہیں آیات دلیل علیحدہ ہیں
اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہیں اور اجماع دلیل برأسہ ہی البتہ تمنے اس اجماع میں بخلاف فرقۂ تفضیلیہ
جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے نحو دیا گیا
اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ نے اوپر
افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ مذہب
شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ وتابعین
کی امام شافعی وغیرہ اکابر ایمہ نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی
یا مراد اوس سے فضل جزوی ہی یا اعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل
باقی امت پر ہی سوائے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب وعظمت
نفع اسلام اور ورع وتقوی اور قرب حضرت ذو الجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہو جاوے
جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی
موجود ہی اور بہر صورت میں مہدویوں کا دعوی نابود ہی **شعر** شادم کہ از رقیبان دامن کشان
گذشتی ٭ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نزدیک قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے سکے یا اجماع صحابہ سے بسبب خلاف بعض سکے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہوجاوے لیکن بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسّی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا بھی اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہوگئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین اونکے نزدیک امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے اونکے اعتقاد سکے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ مین ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس بات پر ہی اور یہ صاحب ناویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب** اوسکا جواب قبل چند ورق سکے گذرچکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ سکے نہین جائز ہی **جواب** اس مسئلے مین اختلاف ہی ائمہ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی سکے نزدیک جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پونہچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت ادلہ اور رواۃ سکے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم سکے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک سکے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہین مگر یہ سب باتین اوسیوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک مرتبے کی ہووین مثلاً ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین ہین یا پہلی سکے تھوڑے راوی ہین اور دوسری سکے بہت اس صورت مین شیخین سکے نزدیک کثرت سے ترجیح نہین ہوسکتی ہی اور جمہور سکے نزدیک ہوسکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہین تو بلا خلاف اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید بکثرت ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر پر نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند سکے بہت سے

ف قطعی ہی یہ بات کہ خود جناب مرتضوی تفضیلی نہ تھے

ف اختلاف ائمہ کا ترجیح بکثرت ادلہ مین اور بیان مراتب دلائل اور انواع اجماع کا ۱۲

اسباب ترجیح ہین یہان تک کہ اصلاحی اور اتفاقی ملا کر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سو تک پہونچائے ہیں اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی سے بلا شبہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو تو قول صحابی کا اگر عقل سے ملحق ہو بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر عقل سے ملحق نہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ کا مراتب کہ جسمین سب زبان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر ہو جاتا ہی اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین ہوتا ہی اور بعد صحابہ کا اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلہ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا اور جس بات مین کہ صحابہ مثلاً دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے ایک پر اجماع کیا وہ اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر اور اگر ان دو قول کے سوا بعد والے تیسرا قول نکالین تو باطل ہی اسلیئے کہ اون دو قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ حاصل ہی تحقیق شرح حسامی اور نور الانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا حاصل کلام یہ ہی کہ ہمارے دلائل ہین آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابہ کرام کا بلکہ تمام کا سوا قول رافضی کے بعض کے افضلیت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل ان دلائل سے بالاستقلال مثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمین نام بھی مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہی مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو پس یہان تمھاری دلیل ہماری دلیل کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدہ معارضہ جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح دینے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمھاری دلیل کے ابطال اور اسقاط کے واسطے کافی ہی بلکہ اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہو سکتا ہی اسلیئے کہ ادلہ شرع کے چار ہین کتاب و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اتنا بڑا مسئلہ اعتقادی ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان قولہ اور جیسا کہ احتمال توجیہ و تاویل کا اوس روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آپ کہتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ عبد العزیز نے تفسیر مذکور مین مذکور ہین حدیث خبردار کسیکو ابو بکر پر مقدم کرنا اسواسطے کہ وہ افضل ہی تم سب کا دنیا اور آخرت مین حدیث قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون
اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو پیدا
نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہی کہ ان حدیثون
کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے اور نہ ملنے
مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سبکا صاف دلالت کرتا ہی شق
اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی پر اور کسی کو پیدا
نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا ان حدیثون کے جو حدیث کہ اس مقدمے
مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ مین صحیح بخاری
سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپ کو کون آدمیون کا بہتر ہی بعد نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمائے کہ تھے ہم زمانے
مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کو
اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل فضیلت
جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہو سکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین
ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالۂ دوازدہ جواب مین حضرت علماء باللہ عبد الملک سجاوندی
رحمۃ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتون کی توجیہ و تاویل کا سبب و برکات و مرات معلوم
ہو چکیا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے
رعایۃ اور تبرعا تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثون مین
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کردیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمھاری تاویل کا دو بات پر
ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ سراسر مخالف محاورۂ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلقا خطاب طرف
مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین ورنہ لازم

اوسے کہ خطابات اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ
الْیَتِیْمِ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا
فِیْهِ ذِکْرُکُمْ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ وَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ
شَدِیْدٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ان الله عزوجل
اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتهلکوا جمیعا وان لا یظهر
اهل الباطل علی اهل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالة ولکنی لست کاحد منکم
اور سوا اوسکے اور بہت احادیث مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہو جاویں اور تمام امت بعد کی سے
خطاب حساب غیر مکلف ہو جاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاوے گا دوسری یہ بات کہ ماضی کا
صیغہ جس حدیث مین فقط اوسین لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہو چکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا ہون
اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن و حدیث مین یہ محاورہ دائر و سائر ہے کہ ماضی بجا
استمرار کے آتا ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۰ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَکَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا
عَزِیْزًا وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسی یہ بھی دائر و سائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ
اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی
الْاَرْضِ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ
وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کے متحقق الوقوع
ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول مین لکھا ہے کہ یہ معنا
کلام عرب مین خصوصاً کلام اللہ مین شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا
ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کر دیا اوسکے الفاظ یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے
ہین کہ مین نے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای الناس خیر بعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا
ابو بکر بھلا مات کوئی اس نزدیکوار سے پوچھے کہ باب پنجم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سید اکھول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین یعنی
ابوبکر وعمر سردار ہین بڈھون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان
کون سا زمانہ اور کونسا خطاب ہی اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہولی کہ ان روح
القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح
القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہی یہان امت سے
بعض مراد ہین یا تمام اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا
جاتا ہی اور اگر تمام امت مراد ہی تو یہ تمھارے مدعی مہدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین
تو ابوبکر صدیق اونسے افضل ہوئے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین
تو ہمکو اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہووے اور اوسی پہ
حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی حکایت ایک روز مصنف اس سالہ مردودہ سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر گھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین اور آخرین پر جب تو تسلیم کروگے کہنے
لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سید اکھول اہل الجنۃ من
الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کھول بہشتیون
کے اولین و آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کھول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہ کہل مرد میانہ سال اکتہال دومویہ ہونا اور ینبع فضائل مین فضیلت سید محمود مین مذکور ہی کہ اونکی داڑھی
مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دوموئی
ہوکر حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دومویہ تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہو چکی کہ مراد کھول سے اس حدیث مین سب برناو پیر ہین اور یہ بھی مذکور ہو چکا
کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابو یعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطریق متعددہ روایت
کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہو کر اس طریق استدلال سے
گریز کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط مویدات ہین ہمارا مدار تیسیر ...

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق سیہ ثابت ہوئی اوسنے ایسا ہی کیا ہی محرر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے انکشاف مذہب کے اونکے پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب ادیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھہ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس دعوی افضلیت کا مصدق جزو اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوی کا اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی اور سواے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل یقندہم مین گذرچکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتبار پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات اس قوم مین حد وحساب سے باہر ہین اور یاین ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل عقلی قطعیات وبرہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی فضیلت حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کرچکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھے ہین کہ مہدی کو برابر مرتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی مطلب دوم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت وبزرگی مین ہمسر وبرابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ وشرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ یہ ہین کہ منقول ہی کہ ملک سوخن رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو کہ اللہ ایک شخص نے پیشوایان سے ہمارے مہدی کے پوچھا کہ مراد اللہ ہی اتنی برابری اور دو محمد کی باہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش وحواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالتپناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انمین اتنی برابری باہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت مین یہ برابری روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت الٰہی اور معجزہ حضرت رسالتپناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے کسکے ابتداے بحث مین تم باطل قبیح پر ہونے کا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمہی سے اقرار کرادیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کہتے ہو

ف مطلب دوم — مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد جونپوری برابر بزرگی مین برابر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین

کہ یہ برابری ناروا مہدی کے احکام و بیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا
حکم کرتے تھے اور ناروایات کا حکم کرنا خطاے فاحش ہی یہ بیان معلوم ہوا کہ مہدی موعود نتھے اسواسطے
کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہوگی کہ یقفوا اثری ولا یخطی شان
اونکی ہی یہ بیان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قوله** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی
بزرگ نہین ہی بجز خداے تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہ بیان تو معلوم ہوا
کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین یہی
بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا
اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی انتہی شاید
مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دیوینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہی وہ اور ہی اور وہ خدا کہ مہدی
اور وہ ایک ہی اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہی وہ اور ہین اسواسطے کہ اونکے مہدی کے اعتقاد مین نئے
پرانے ملا کر بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی نے شاہ بھیک
سے کہا کیا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خداے کہ تو
داری ہر لحظہ مرا تازہ خداے دگرست **م** تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قوله**
اور حضرت نے فرمائے جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت
واسطے مساوات کے کافی نہین ہی بلکہ جزا خیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہی اور لفظ جب کا کہ دال ہی اس
بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہی پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام
مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہی یا نہین اگر نہین جاتا ہی تو باوجود مہدی ہونے کے حضرت رسالت سے
کم رتبہ ہوتے ہین پس یہ کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خداے تعالی کے اور اگر
مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو جمع
کرین تو پانچ برس بھی کہ کمترین مدتون مہدویت کی ہی پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہی کہ
کہ اونکے اصحاب اور مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا رہتے
تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خداے پاک پر افترا ہی ویسے غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار
اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

مہدویون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے اعتقاد مین شاید اونکے مہدی کے خدا متعدد ہوتے ہین

[illegible]

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی مذمت فرماتا ہی اون لوگون کی جو وصف اپنے مین
نہو اوسپر اپنی تعریف و ثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہین اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ بعض
خاتم الرسالت کا کہ فائق ہی رتبۂ نبوت و رسالت محضہ پر اونکے نزدیک کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے
ہین تو حاصل ہو جاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونے کا سبب باشتراط زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب معتقدین فلاسفۂ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین لکھا ہی کہ رسول ہونے
کے واسطے یہ شرط ہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھ کر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع ہو جاوے اور
ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی ہوئی
جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الٰہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی جسکو
چاہتا ہی اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ اور
شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبر بنانا بسبب لطف و رحمت الٰہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر
نکیا تو اوس پر کچھ عیب تھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الٰہی مین یہی مذہب اعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب و شرط ہوا اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھ
بنا متعدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ہی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل قتل کرتے
تھے چنانچہ ایسی حادثے مین ۳۵۴؁ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور استاد حاکم
کا ہی اور کتاب صحیح ابن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین لکھا تھا کہ
النبوة العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا اور ملاقات
اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کر دیا یہان تک کہ خلیفۂ وقت نے موافق فتوے علما کے حکم
قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلك نفس فلسفي اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقائد الٰہیات و نبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین جمع رہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہی جیسا کہ نقارخانے مین طوطی کی آواز کوئی

کہانتک تاویل و توجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدیون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل و تحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی قولہ اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام یک ذات ہین جواب شاید کہ اصحاب نے معیت یکما کہ احکام و بیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیزین ہر واہین ہی جیسا کہ گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگ کی بزرگی
سنبھالنے اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
مد کہ برابر ہوئے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پرانے تمام جمع ہوئے
مگر ایک کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ دو
جوہر کا ایک ہو جانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلًا یا بعضًا وضع اور
اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہو جاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما جاوین
انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ ہر نسبت کے
واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایک ذات اور ایک شخص بولنا خطاے فاحش ہی اور
اگر مراد یہ ہی کہ لنگے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت مین اپنی
خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہو گئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری و حکمی کہلاتا ہی اور مغایرت حقیقی
و نفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و منی
و دوئی کا فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین استقامت کے فرماتے ہین شعر
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد اور بعضی کاملین اس مقام سے فرمایا ہی کہ
لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت
ایک پلک بھر مجھسے غائب ہو جاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا سے
لایزال اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللهم ارزقنا بفضلك العظيم اور یہی گم
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب و وصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی شعر رو در و گم شو وصال اینست و بس

[illegible]

تو سپاس اسکا کمال امیست و بس ہم بیں اگر یہ مقام نفیس تمھارے مہدی کو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت رسالت مین کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست و نابود ناچیز و گم ہوگئے تھے دہان العیاذ باللہ عزتا مساوات اور ہمسری کا دم ملنا اور اپنے تئین ہم پہلو اور ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہے کیا لاف زنی اور نخوت اور شناگستری نفس کی ہے درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا نام ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ رباعی اندر رہ حق جملہ ادب باید بود ❊ تا جان باقیست در طلب باید بود ❊ دریا دریا اگر ہزار دریا بکشی ❊ گم باید کرد و خشک لب باید بود ❊ اور بعضے عارفون نے فرمایا ہے حقیقۃ الطریق ان نکون مفلسا ابدا و ان نکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لا حال لک خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جیسا سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جانا کہ وہ کچھ چیز نہین ہے البتہ بعضے کاملین نے بعض اوقات بامر الٰہی فخر و مباہات کی ہے لیکن نسبت اپنے اقران اور ہمعصر کے نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا و سبحان اللہ کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہے تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دایرۂ ادب سے پاؤن باہر نکالتے اور یون کہتے کہ شعر بلندر رتبہ از ین خاک آستان شدہ ام ❊ غبار کوی توام گر بر آسمان شدہ ام ❊ انتہی یہ مراد اجرکی اکثر امور منتخب ہے مکتوب شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو لکھا ہے قولہ ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل دوم کو دوسرے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و حکم قطعی ہے اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کہ سے بجز ظن و قیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہے پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان موقوف رہا جس قدر حضرت فرماوین اسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل اصل پہ متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہان تسویہ کو ثابت کیا اسواسطے یہان فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تاکہ اہل خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہان سے ثابت ہوگیا حاصل مسئلہ اول کا یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبدالحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدی کا ہونا تواتر معنوی کو پونہچا اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار جس چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اسکی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ اون اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماے محققین کے نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنے کی خبر ہرگز نہین دی ہی تو حدیث متواتر کو رد کرتا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ سنہ ۹۰۵ مین سید خان جونپوری کا فرزند خوندمیر عرف جھجھو کا خسر سید محمود کا باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسی وقت بستی ناک ملک نہ لیا اور نہ صاحب جہاد و غزا مہدی ہوگا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہوجاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکی مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمھارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پونہچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمھارے پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہو جاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انھین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواترالمعنی سے انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہوجاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم الٰہی یا بعوض حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ معترض کہتا ہی کہ قطعی نہین ہوسکتا مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ معترض اپنے علم کا جبآ الوہیت سے لازم ہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت ہوا ایسی خبر تسویہ بھی کہ مخالف اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہی کیونکر قطعی ہوئی قولہ سوال تمام اہل سنت وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہیں پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام ولی ہین اب کسطرح برابر ہوسکینگے افضل انبیا علیہم السلام کے جواب ان جاہلونکا بھی یہی اعتقاد ہی ولیکن مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل نہین ہین کیونکہ علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین باب مین مذکور ہی کہ فرمایا ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور برابر ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرمائے کہ بہتر فضیلت رکھتا ہی بعض انبیا علیہم السلام پر اور یہ ہر دو روایتونکو حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین لائے ہین انتہی اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی جواب تمام اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تمام ائمہ تبع تابعین اور تمام اولیاء کاملین اور علما اور مجتہدین زمانہ حضرت رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور افضل ہونے کا کیا مجال ہی اور حضرت خاتم الرسالۃ صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خداے پاک کی بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے برابر قرب و منزلت نہین رکھتا ہی وللہ در قائل

شعر یا صاحب الجمال و یا سید البشر ٭ من وجہک المنیر لقد نور القمر ٭

لا یمکن الثناء کما کان حقہ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ اور شیخ محی الدین بن عربی کہ تمھارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہی اول لوح محفوظ دیکھکر بعد قلم زد کیا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالامال ہین بس

ف بیان اجماع مسلمین کا اسبات پر کہ ولی درجے نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیاے امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلواۃ اللہ علیہ و علیہم اجمعین

تم لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور نوشتہ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمھارے اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجۂ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی اوس سے امر و نہی الٰہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا تفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل ہی بالاجماع اور کسی کو احاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھ شک نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابہ ثبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا با این ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر اور باطن بالتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع کیے ہین اسبات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل البشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے نہ صدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے رتبہ اسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت انبیا کی کچھ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفویض

وتسلیم کا کمال سواے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور تقرب
مین چلن لیکن کمال پر پہونچنے سے نا امید ہین اور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی مراتب انبیا
کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے ہین
تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر سے
یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہو وے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اس پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری مشک کے ہی کہ اوس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ علماے محققین اہل ظاہر و
باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر دعوی
کیا ہی کہ ان روایات کو علماے مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق رضہ مین گذر چکی یہی ہی کہ تمام اولین
اور آخرین اہل سنت مین سے مہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طریقون روایت
مین تفضیل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو مخالف
اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویون نے اس قول نے اصل کو اپنے دین کا اصل
اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین
اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمے مین اور اجماع صحابہ و غیرہ مسلمین کو کہ اوپر اولیٰ علیہ
دلیلیں ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق بقواعد
علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علماے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مؤلف کتاب سیرت وردی نے نعیم کی روایت کہ جسمین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کرکے کہا کہ فی ھذا ما فیہ یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی
روایت محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط تفضیل شیخین پر مذکور ہی لاکر کہا کہ یہ لفظ صحیح تر ہی پہلی لفظ

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے یعنی
زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا ہوگا
کہ اسقدر آفات اور مصائب مانند شیخین اور انبیا علیہم السلام مین وہ پیش نآئے تھے اس سبب سے مہدیکو انپر
ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب اور قرب الٰہی مین یہ اون سے افضل ہون اسواسطے کہ
احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی اور یہی
تقریر رسالہ برہان مین بھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے با این ہمہ مصنف مذکور کے خیال مین آیا کہ
کچھ تعرض ان روایات کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
نسبت اوسکی ابن سیرین تک روایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوس مین اسیقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رض مین گذر چکی پس اگر مراد عیسی علیہ السلام ہین تو کسیکے اصول پر
کچھ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسی علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبر رض سے
چنانچہ یہی مقولہ شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب عرف
وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہو جاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
واجماع کے جانتے ہین یا ماؤل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدہ مقررہ ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت
کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہین ہے علماے حدیث اپنی کتابون مین بہت سی حدیثین بلا
تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوس مین ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہین مگر بعضے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کر لیتے ہین وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
کر دیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین کہ بسبب ثبوت نسخ کے

یا مخالفت دلیل اتوی کے اوس پر عمل نہین کرتے ہین پس نہایت نیم مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر یا
برابری ساتھہ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعض ملاحدہ اور زنادقہ یا روافض سے کہ
کرایہ طاہرین کو افضل انبیاء و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے ثابت ہو تو مراد وہی فضل جزئی
ہو گا اور لیکن نے بیان نہ کی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہو
کہ یشبہہ فی الخُلق ولا یشبہہ فی الخَلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ ہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین کہ مراد یہ ہو کہ تمام
شکل مین مشابہ ہونگے ورنہ بعض باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث مین وارد ہو چنانچہ ابوداؤد مین
ہو کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملؤ الارض قسطا
وعدلا کما مُلِئَتْ ظلما وجورا یملك سبع سنین یعنی مہدی میری نسل و ذریت سے ہو کشادہ
پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے مالک ملک ہویگا سات
برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہو کہ یشبہ النبی فی الاخلاق یعنی
برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی نے سمجھے ہین کسی عاقل کے ذہن مین آوے گا کہ جب صحابہ کا اجماع
جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت ابوبکر و علی پر ہو چکا اور اس سے
لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما سے نہین ہو چنانچہ
مہدی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بنوبت کافر ہوتا ہو جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا پس یہ
محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے
خرق اجماع کر کے امیر المومنین ابوبکر صدیق رض پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے
اور اس طرح یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال
ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہین یا احادیث صحیحہ کہ نص صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین
مین اونکے گوش تک نہ پہونچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اختیار کرتے العیاذ
باللہ العظیم ابعض آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول اِنَّ اللہَ اصْطَفٰی
اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا آدم

ف [illegible]

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر انبیا مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہی پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ

یعنی ان پیغمبرون مین ہمین نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جنسے کیا وہ موسی علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہو گئے ظاہر ہی کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہوتی سوا اسکے تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سوا اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکر رتبہ سب سے عالی تر ہو اور شیخ جونپور کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ماقبل مین خصوصاً دلیل اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتداے بحث سے یہان تک سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کسی کی نہین سنتے کہ شعر حجت مہدی بر وگشتہ تمام تن تناتن تن تناتن تن تناسو اس ترانے کے اور بہت سے دوہرے اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی فضل محمدی پر گذرانین کہ یہ چار دلیلین تا بعد کی اونھین میز سے ہین **دلیل سوم** فرمانا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

یا مخالفت دلیل اقوی ہے کہ تم سے ہو دین اور مہدی بھی اہل علم یقین ہیں دلیل چہارم کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ
برابری ہما نحو سے ہیں یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیوں کے اور امت کو
کرامت برتری اور خوبی حاصل ہوئی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہے قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ
اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی
سے پس میری پیروی کرو خدا تم سے محبت رکھیگا یہاں سے معلوم ہوا کہ مہدی کو جو کچھ مرتبہ ملے گا بسبب پیروی
وتبعیت حضرت کے ملے گا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اُسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا دلیل
پنجم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہیں طرف جن وانس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس قدر ہیں کسی کے
نہیں ہیں اور بموجب حدیث شریف کے کہ مَن سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجرُہَا وَاَجرُ مَن عَمِلَ بِہَا
اِلٰی یَومِ القِیَامَۃِ یعنی جسنے ایک سنت اور طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب
ملے گا اور جس قدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابوں کے برابر بھی ثواب اسکو ملے گا
اب ثابت ہوا کہ انکے مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت اور عبادت ظاہری اور باطنی کر دونوں میں
دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کر کے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پہونچا اور جو
انکے بارہ سو برس میں مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور مسلمین روم و شام
و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سندھ و دکن و ہندوستان
و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغارہ و داغستان و نکران و مازندران و جزائر دریائے شور وغیرہ میں
اعمال صالحہ بجا لائے ہیں کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہیں سب حضرت کے واسطے
موجب ترقی درجات کے ہیں اسیواسطے حضرت جابجا احادیث صحیحہ میں کثرت امت پر فخر فرماتے ہیں
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہیں جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھنڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہیں اور بس سو وہ بھی بہتوں سے سوا
چند فقیروں اور سیوکوں کے باج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری میں مشغول ہو کر مر جاتے ہیں کہ انکے مہدی کے
اقوال کے موافق نہ ہجرت اور ترک دنیا کی کہ انکا ایمان بھی صحیح گمان ہوتا ہے جیسا کہ باب اول میں معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہے جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ میں اعمال صالحہ
آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی دلیل ششم

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرو پس فرمایا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ط یعنی اگر اس قرآن مین کچھ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا لاؤ اور سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز کردین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا قطع نظر دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے کیسا کچھہ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین اسواسطے کہ وہ اونھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف معجزات قرآنی کے کہ جسوقت جسکا دل چاہے دیکھہ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کرے کہ کوئی جن و انس ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اسکا افضل ہوگا اب سنیے مہدی متنازع فیہ کے قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام مجھسے خدا تعالی نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ بھی نکلتا ہی اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین کہین کشمیر کے قریب یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد و خلیفہ نے شروع عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین نقل کی ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدي صلی اللہ علیه وسلم علمت من اللہ بلا واسطة جدید الیوم قل اني عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مهدي الزمان وارث نبي الرحمان عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقة والشریعة والرضوان

انتہی اب انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہی کہ مین بلا واسطہ فرشتونکے خدائے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے کے کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ واسطۂ جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہوجاتا ہی اور اس سے واسطۂ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہی کہ واسطۂ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے پاس ایسا کلام لائے کہ طلبۂ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سوائے جبرئیل کے کوئی

فـ سے اعلان مہدی کا دعویٰ بانی تعمیر بیان

دوسرا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام میں لغزشین ہین ورنہ ایسا ساقط درجہ بلاغت سے کیون ہوتا اور جہدوی اپنی کتابون میں تیس فرض بیان کرتے ہین او نمین ایک فرض یہ بھی ہی کہ مہدی کو بغیر دونرے واسطہ تو تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدہ کو خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین اس عبارت مین اگر لفظ بو لفظ واسطہ سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق کرو تو یہ معنی عجیب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدید کے بعد تا تانیث نہین ہی الف بھی سوائے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا جاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و ترکیب سے کہ بادی السطر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین نے موقع محض ہی عالم الکتاب بر تنہا علم کو عالم کا مفعول قرار دینا بالکل بے تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر نہیں معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت والشریعۃ الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الٰہی ہی تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز درستی اسجاع کے نے معنی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس کلام کو ساتھ کلام قرآن کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجہ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک ادنی درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجہ بلاغت سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین دلیل ہفتم قال اللہ تبارک و تعالی عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو اے محمد رب تمہارا مقام محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمہ عسی کا جناب باری کی طرف سے واجب ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمہ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسی کو طمع دیوے اور

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہین کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر عزادار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دیتے ہونگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیوینگے تمام اولین اور آخرین حمد وثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہوجاویگا کہ جو قرب ومنزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی مین سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین اور آخرین کو ایک زمین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہوجائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوویگی کہ طاقت برداشت کی نرکھکر حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین پھونکی اور ملائک کو تمہارے سجدے مین جھکایا اور بہشت برین مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے رب کے پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون کسی اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہان سے بھی ایسی تقریر ہوکر محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے کے جاوینگے اور ہر جا یسے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ ہو اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمہارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے بالفرض کچھہ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے مین گر پڑونگا اور وہ حمد وثنا خدا تعالی میرے دل پہ کھولیگا کہ کسی پر مجھسے پہلے نہین کھولا ہی اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اٹھاؤ سر اپنا اور مانگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائیگی پس مین سر اٹھا کر عرض
کرونگا امتی یا رب امتی یا رب یعنی اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث انتہی اگرچہ اصالۃً
امت کا سوال ہوگا مگر بطفیل انکے سب خلق کا راستہ کھلیگا کہ اس تپش و انتظار سے نجات پاکر ہر شخص آپنے
مقام کو پہنچیگا کما قال بعض الکتاب اللہ من اولی الالباب کہتے ہین اوسوقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیوے گا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نہی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہی اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہی
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین تب یا کہ پیغمبرونکے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
آویگی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہو وینگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جتنے
لوگ کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت کلام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سب مے کسی سے سوا سے پیغمبرونکے ملتجی نہوینگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے اونکو اوسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے لس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہووین وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تنگ ہوکر رہے ہونگے چنانچہ پنجفصال
مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتی پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود ا
ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت اس ہاتی کے اسقدر لنبے ہونگے کہ اون پر تمام فرقۂ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ
میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کرکے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اوسکا
ساتھ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر وہ محمد شفاعت کرینگے انتہی
سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہی اور مجمع اولین وآخرین سے
ایک کشاکش ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے موتھہ تک اور دوزخ کو
ملائک کھینچکر سامنے کردیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہی ہو اوسوقت
ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے کررہے

[illegible]

ہونگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہاں یہ
شادی اور فیل سواری اور کہاں وہ حضرت لطف عظیم سینہ صافان اغم محنت کشان بیش از خود ست ❊
آب می نالد از ان باری کہ بر پشت پل ست ❊ بنی آدم اعضاے یکدیگر ند ❊ کہ در آفرینش زیک گوہر ند
تو کز محنت دیگران بیغمی ❊ نشاید کہ نامت نہند آدمی ❊ طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت مین اوس عالم کے
مرا کسب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا
رنگ دیکھکر نوری بن گیا ہوگا غلط کہا مینے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتون
مین کہ خانہ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی وہی نام ہی اغلب
کہ وہی ہی اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑکر ہاتی کے اختیار
کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ شادی ساتھہ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہی اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے
تمام مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر برائے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہی کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہی علاوہ یہ کہ دیلمی نے
حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کریگا میرے
ساتھہ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہی
پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے وازواجہ امہاتہم
یعنی جورو ان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپور کو اپنی مان کے ساتھہ نکاح کسطرح حلال
ہوسکتا ہی کہ یہ ٹھاٹھہ شادی کا باندھا جاتا ہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو چھوڑکر
دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہی دلیل ہشتم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ فاول من ینشق عنہ القبر
واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابوداود یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین
نکلون گا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامۂ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابرہیم علیہ السلام پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بطریق اولی افضل ہوئے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہی پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین ایک کو دوسرے پر تفضیل نہ دیو اور مجھکو موسی پر تفضیل نہ دیو اور کسیکو لائق نہین ہی کہ کہے مین یونس ابن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہی تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہووے چوتھے یہ کہ اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین ہی بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا تو ضرور ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اور وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ دلیل نہم عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواہ الا تحت لوائی الحدیث رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت الہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ اور تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپ کی بے خلاف اور بلا نزاع ظاہر ہوگی بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فقرا سے معہود یہ نزاع بھی رکھتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور مالکیت

سب وسیکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوس وزیر نسبت بھی منقطع ہوجاوے
گی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا
یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد
صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم
ذلك المقام غيري رواه الترمذي یعنی فرمایا خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پہنایا جاونگا
مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات
الٰہی مین سے سواے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجیے کہ شیخ جونپور بھی مخلوقات الٰہی مین سے
ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى
علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي
الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سال لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة
رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالتمآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ
کہتا ہی پھر بعد اذان سنکے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالی وسپر دس بار رحمت
بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالی سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی
مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس
جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین
بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش
کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضیلہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک
ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالی کا طُوبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبی نام ہی ایک درخت کا
کہ اوسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوس مین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی
دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر
مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہونچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہی حضرت کو وہ سب حاصل ہی اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی
دوزخی کو ہی ابلیس اوس مین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من
تبعهم لا ینقص ذلک من اجورهم شیئا ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل
اثام من تبعه لا ینقص ذلک من اثامهم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو
اوسکے پیروون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھ اونکے ثواب کم نہو جاوینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے
اوپر اسکے پیروون کے برابر گناہ ہووینگے اور یہ بات کچھ اونکے گناہون کو کم کریگی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی
افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت مہدی غیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہی
اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ آیت
وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کرینگے خدا و رسول کی وہ اون لوگون کے ساتھ
ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث
کہ انت مع من احببت یعنی تو اوسکے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث
اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے
ساتھ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم برابر ہو جاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسو ضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی
اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب
اور پردہ اوٹھ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل دوازدہم
عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامة کنت
امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب اونکا اور صاحب شفاعت
اونکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضاے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوحًا الاٰیہ کے افضل ہین بنی آدم بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہین سب سے **دلیل سیزدہم** عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد اٰدم علی ربی یطوف علیّ الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب آدمیون سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے اور مین آگے ہوکر لے چلونگا اونکو جب کہ خدا سے تعالی کے پاس آوینگے اور مین انکی طرف سے خطبہ خوانی اور معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے خواہان ہونگے جسوقت کہ میدان موقف مین روکے جاوینگے اور مین خوشخبری سنانے والا ہونگا جسدم کہ ناامید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیان اوسدن میرے ہاتھہ مین ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن میرے ہاتھہ مین ہی اور مین بزرگتر اولاد آدم کا ہون اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف ہزار خادم مانند انڈون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیون بکھرے ہوئے کے **دلیل چہاردہم** انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المؤمنین وانا اکرم الاولین والاٰخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب سے اول حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا مجھکو اوسمین اور میرے ہمراہ فقراے مومنین ہونگے اور مین اکرم وافضل اولین اور آخرین کا ہون اللہ تعالی کے پاس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہی ایک بڑی حدیث کا کہ ترمذی اور دارمی نے روایت کی اور مشکوۃ مین بھی موجود ہی اسقدر آیات واحادیث مسلمان باایمان کے واسطے کافی ہین اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سواے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث مین موجود ہین کہ اگر سب کے راویون کو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی ہوجاتا ہی غرض کہ یہ بات کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہین اور کوئی آدمی اولین اور آخرین مین حضرت کے رتبے کے برابر نہین ہی باحادیث متواترۃ المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہی اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی ہی

ثابت ہو کہ خاص صحابہ حضرت نے اسپر ترقی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین اور اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی کو فرمایا انہوں نے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اہل السماء یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبروں پر اور اہل آسمان پر اور پیغمبر سب بنی آدم سے افضل ہیں باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجب قوم ہے کہ کتابیں انکی بھری ہیں اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مہدویکے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہیں ہیں حالانکہ صدہا باتیں انکی مخالف اجماع اور نصوص قطعیہ ہیں چنانچہ مقامات گذشتہ میں بخوبی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا **قولہ** اور پھر چکم عام ہے نور الانوار میں کو کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کہ ہر عام ظنی ہے کہ اس سے کوئی نکوئی فرد خارج ہے اگرچہ ہم واقف نہوں پس عام واجب کرتا ہے عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس کے اتنی ہاں امر اختلافی میں مجتہدین ظنی ہے بالاتفاق اب بنا بر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی **جواب** اگر یہی مطلب امام شافعی کا جو کہ تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہے کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کونسا فرد مخصوص ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہے سوائے تمہارے کوئی ادنی مسلمان بھی سمجھیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی نہیں جانتا ہے یا کوئی چیز آسمان و زمین میں ایسی ہے کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہیں ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہے کہ میاں مہدی نے اپنے مطلب کی دھند میں اندھا دھند کرکے خلط مبحث کر دیا **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ورنہ اگر ذرا بھی تامل کتابوں اصول میں مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کرلیتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام میں خلاف نہیں ہے بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہیں ہے اسکو اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور بعضے ہم میں سے جیسے امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہیں اور ابو الحسن کرخی اور ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق اور عامہ متاخرین قطعی اور یقینی جانتے ہیں اور جس جگہہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہے کہ یہاں اس عام کے جمیع افراد مراد ہیں اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص خارج نہیں ہے اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہیں اور اسی عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہیں گو کہ

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبۂ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس عقیدۂ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب مین مذکور ہو چکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہین
پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ اور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا اور درمیان مہدویوں کا
ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا
علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ
احکام و ارشاد انام سے انتہی یہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین
شرع شریف مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک
محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہین داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین **جواب**
خلاصہ کلام طحطاوی کا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہین ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے
ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسه ومن اکره علیه انزل الله علیه ملکا یسدده
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو بہ جبر و اکراہ
کسی نے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین
خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویونکے مذہب مین اوسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی پیغمبر
ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا جانینگے
بلکہ توریت شریف مین لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ دہنے اور بائین دو فرشتے رہتے ہین

کہ اسکو احکام میں ہمارا درست بتاتے ہیں اور تائید فرماتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہے اب منطوق لسن مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہے یہ قاضی و فرشتے والا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پہلے درجے پر ہے شاید کہ میان مہدوی اوسکو دوسرا پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکہرا پیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہے کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام اور ارشاد
امام کے اور کیسے مونہہ بھر کے کہدیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرح شریف مین اکو سی
تمہاری شرح ہے کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدی کے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو جو شرع
منایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہیں ہے اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ ولازم نہین آتا ہے **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب بات مخالف ہے
کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہے جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین مذکور ہے کہ لیکن حدیث کہ نہین ہے وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل ہے اصل ہے ہان
حدیث ثابت ہے کہ نہین ہے نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ ہمراہ
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اس شرع شریف کو انتہیٰ اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علماے اہل سنت وجماعت کے پاس یہی ہے کیونکہ تینون ایک معنی پر
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع پس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف ہے
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہے نبی
متبع ہان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہے **جواب** غرض کج فہمی کا
علاج نہین ہو سکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اوس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال زیر پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانون کو پیغمبری جونپوری سنکر
دہشت نہو سا فشا اسکے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے اونکو افضل جانتے ہین

ظاہر کیا میان نے مہدی کو پیغمبر

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے مینے اونسے کہا کہ تم لوگ اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھلایا بے تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمھارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا چہ جائے دوسرے انبیا کی اور ہر کہ و مہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہنا ہی آمدم بر سر مطلب کہ علماے اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا مانتے ہیں اور طحطاوی کا مطلب یہ نہیں ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب ذخائر مہمات سے اور اونے صاحب اشاعہ سے اور اونے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں وہ بالکل خطا و ناحق ہیں اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہیں جو شخص انکے سلب نبوت کا قائل ہووے وہ کافر ہی یقینًا جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف نبوت نہیں جاتی ہی نہ حیات میں نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہی کہ عیسی علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اس صورت میں راجح یہ بات ہی کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ بلے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی اور الہام سے اونکو پونہچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل و بے اصل ہی ہاں لا نبی بعدی صحیح ہی لیکن معنی اسکے علما کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمیں یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام لُد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ مینے اب اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ تمکو انسے مقابلے کی طاقت نہیں ہی تم اپنے لوگوں کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر ظاہر بلکہ یقینی یہ ہی کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ خدمت

اوسمین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف مین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اترینگے سو بے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص ہمارے امت مین مرے اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی اب اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی
کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی اور الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور مذہب علماے
اہل سنت کی یہی ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے
اور اسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت آپ کے ملے سبحانک ہذا بہتان عظیم
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر
من نبی یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت
کے ظہور سے پہلے نبوت پا چکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ ہو وصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہی
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے مین محال ہی بالاجماع کہ کلام
الہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن اینست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الہیہ و اسرار غیوب و ارشاد عباد
وغیر ذلک من غیر ان یتعلق بالتشریع اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی
حقائق کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین بلکہ شیخ اکبر کی
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیا غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہی
اور مثل مشہور ہی کہ لا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و دخل نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیا سے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

ف عبارات فتوحات میں انبیاء الاولیا اور نبوت عامہ میں کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہے
اور فرق درمیان نبی و رسول کے اور فرق درمیان وحی و الہام کے اور [illegible]
دوسرے مطالب عالیہ کے بیان میں

اس بات کو فتوحات مین جا بجا بخوبی واضح و مشروح کر دیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خداے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قواے حساسہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قواے حسی سے بھی حاصل ہو جاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کر دیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت تازہ
ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر حکم کرینگے اور
عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول
مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرح کا حشر ہوگا پیغمبرون مین رسول ہو کر محشور
ہونگے اور ہمارے ساتھہ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر محشور ہونگے اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیا کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور
مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور
اوس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھہ لیتا ہی اور علم یقین حاصل ہو جاتا ہی
پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا ذکر ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا یہی لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ
انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ
اونکو کشفا ثابت ہوتی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک وہ بسبب گڑبڑ راویون کے اور طرح پر
پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے
ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا
اور فتوحات کے تہتروین باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیاء اللہ کے

اور بیان مین اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سولے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے
مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیاء زمانہ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہی وہ نبوت تشریع ہی یہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت
کی شرع کو نسخ کر دیگا اور نہ کوئی حکم بڑھا دے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہی بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا اور نہ
حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بالاتفاق محقق ہی کہ وہ اترکر جاری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اس
شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جیسے بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہی کہ میرے بعد نبوت
تشریع نہوگی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی
کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین انکی مراد اوس سے یہی ہی کہ اللہ تعالی کے پاس بندے کو ایک ایسا منصب ملے کہ دا وسمین آدمی کی
ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرونکے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر سوائے
چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا ہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین
کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سوائے
مذکور الصدر کے کچھہ اور ارادہ رکھے ہون انتہی ملخصا اور ایکسو چھپن باب مین فرماتے ہین کہ نبوت بالتشریع
دو قسم پر ہی ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے مین فرشتے کا واسطہ نہین ہی بلکہ من جانب اللہ کچھہ اخبار و تجلیات
اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھہ تحلیل و تحریم کا حکم اوس مین نہین ہوتا ہی بلکہ معرفت الہی اور تصدیق
احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہی الی غیر ذلک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہی نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے
اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہی بموجب فرمانے حضرت کے کہ
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام
یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھہ
طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا
اور ہر ادب مستحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہی ان لوگون کو اسکی تسنین اور ترویج درست ہی اور اوسپر
عمل کرنے والون کا اجر انکو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کرسکتے ہین اور قسم ثانی نبوت بالتشریع
کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے ورود ملک کے ہوتے ہین کہ روح امین انکی ذات کے حق مین اخبار

شریعت لیکر اُترتے ہین اور اُسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین نہ کشف و وحی الٰہی سے اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا اور باب ایکسو انسٹھہ مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اُسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین وہ نبی ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اونکے پونہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ بولتے ہین بعضے بے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ اترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہی لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور اسیطرح اولیاء اللہ کے دل پہ قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن فرق انزال شی دیگر ہی چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا اور باب تین سو تیرہ مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ وحی کا ساتھہ وفات رسول خدا کے منقطع ہو گیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار الٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین اور یہ رویت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور رویت بصری سے نہین دیکھتے ہین انتہی ملخصا اور باب تین سو چوسٹھہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل ہوا
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع اور
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی رو سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی صحت
وسقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل فوز سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰئِکَۃُ لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
الآیۃ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصرون سے اونکو پہونچا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا کتاب مذکور مین یہ مطلب اور بہت جاے مذکور ہی بیان اسقدر پر کفایت
کی گئی حاصل ان مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ تشریعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
اب قیامت تک کوئی شخص اوس مرتبے کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی اس
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے رہینگے کہ اونپر الہام و کشف مانند اولیا کے ہوا کریگا نہ وحی پیغام
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمدی
پر احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف و حقائق کو القا کرے اور ولی نے ایسے قسم کے الہام والے اولیا
کو انبیاء الاولیا کہتے ہین یہ انبیا متنازع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انھین کے اخراج کے واسطے لگاتے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوتے ہین خواہ فقط اونکی
ذات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جا بجا تشریع خاص و عام کو تعریف نبی و رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے جوابات مین
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ راسا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور الہام

اولیاے محدثین ہین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو غیر تشریعی
ہین فقط اولیا رہ گئے ولاحرج فیه اور ولایت چونکہ کسبی ہی یہ نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسبی ہوگی
اور یہی ہین مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہو گیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہین
ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی ہین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہی کہ نبی پہ جب کہ فرشتہ اوترتا ہی
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہی بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہی اور اگر اوترتا ہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہی اب صاف معلوم
ہوا کہ شیخ اکبر رحمة الله علیه کے نزدیک بھی یہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور مہدویونکی
سمجھ تمام جہان سے نرالی ہی ید الله فوق الجماعة ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار کرتے
ہین کہ مہدی جونپوری نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص قرآنی کا کہ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہی اور مخالف ہی احادیث صحیحہ کا
کہ اون مین لا نبی بعدی ہی مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ اور سائر مسلمین کا
کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہی اور با این ہمہ اپنے مہدی جونپوری کو نبی تشریعی بناتے ہین
اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ انکے
مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھہ اونھون نے لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق لکھا ہی معنی تشریعی کے معلوم کرنا
چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ الله تعالی کے پاس سے
وحی لا دے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خداے تعالی
کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی پس مطلب
یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھہ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو
شریعت فرمایا اور تہتروین باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہو گئی ہی وہ نبوت تشریع
ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھا دے گا انتہی معلوم ہوا
کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی راہ ڈالنے کے ہین نہ راہ ساز نے کے قاموس مین ہی
کہ شرع لهم کمنع سن ہی نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوس مین بھی حکم ہوتا ہی کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی اپنی حکم ہی اسواسطے کہ حکم شرعی کہتے

تحقیق معنی تشریعی از فتوحات و قاموس

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور دو امر و نہی دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہی اور تیسرےوین باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین اونپر شریعت لیکر اوترتے ہین اور اونہی طور پر انسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سو اوناسیوین باب مین فرماتے ہین کہ جو رسالت کہ منقطع ہو گئی وہ اترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہی لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف اور تصحیح ہو جانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سوائے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ و ذلک ان اللہ تعالی ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع اسیکا نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر و نہی کو تشریع بولتے ہین او یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہو گئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو چھتین مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہی مگر حکم قطعی ہرگز پیدا نہین کر سکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سو اب سنیئے کہ فرقہ مہدویہ سراسر اسکے خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ جس قدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سوائے پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا ہی اور تیس فرض دوسرے مہدی کی زبانی مقرر پائے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام بجملہ مصدقان مہدی علیہ السلام واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدۂ بندگی میان سید خوندمیر مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

بران اعتقاد داشتن فرض ست و بجز اعتقاد بران چاره نیست بست عدد ند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را نبی واسطه
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف از الزبیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در نسخ مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران و جز آن مخالف بیان مهدی ناصحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقید عمل
بر مذاهب آیمهٔ اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعث مهدی برای ظاهر کردن و بیان نمودن احکام ولایت
محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ این بیان بزبان مهدی ثابت دانستن هفدهم وقوع دیدار خدا
در دنیا جائز و ممکن دانستن هژدهم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی در دوزخ بحکم آیات قرآن دانستن بستم
وعده در دوزخ بار ادوُ دنیا بحکم آیتها حق دانستن فقط دیگر هر چه ورای اینها احکام و نقول در باب اعتقاد دینی گر
بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همینها مندرج یابی والله اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی اجماله
که هر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض چاره نیست د و عدد اند بدین
تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان کردن چهارم پرهیز بدن عما سوی
الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب رویت الله تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب
هفتم بر پنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوف ست مشرف شدن هشتم جهاد
فی سبیل الله از تیر و از آهن یا از شمشیر فقر بالنفس نهم توبه در حالت حیات پیش از غرغرهٔ مرگ دهم بر پنج صفات
که حصر لهانست حاصل کردن کما قال الله تعالی إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
الآیه حتی که طالب صادق بحکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل از خوف خدای تعالی و زیاد شدن
ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن
و از آنچه خدای تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقه ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام
عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین ها داخل اند چنانچه سویت و نوبت و اجماع و ترک عزت یعنی تسلیمی

داخل صحبت ولوازم وی اند وترک کردن تعین برات ورفتن در خانہاے موافقان وتدبیر وتردد ومیراث ودرترک حیات دنیا داخل است وترک کردن بیرون نفس از دائرہ وبیرون دائرہ آتش سوزان دیدہ دست وپای بستہ درون نار منحصر شدن تحت عزلت داخل وترک سوال کردن از ہر جنس یعنی حال وقول وفعل وترک لذات گرفتن وترک فتوح کردن کہ خبرآن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل است وذکر کثیر کردن وہر دو وقت سلطان اللیل وسلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در بواقی داخل اند پس بر مصدق را ایمان آوردن واعتقاد داشتن وعمل کردن بران واز تاویل وتحویل آن دور بودن فرض عین ست زیرا کہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام اعتقاد وایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیر رضی فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گرویدہ اید معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام واعتقاد داشتن وعمل کردن بآن ودور بودن از تاویل وتحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد وامیدواری فلاح ونجات ہم نیست انتہی بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب

مہدویون کی زکوٰۃ عشر اور نماز شب قدر کے فرض ہونیکا بیان

زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید شہید الحی مہدوی مین لکھا ہی کہ ساتوان فرض عشر ہی جانیں میران نے خداے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو کہتے ہین کہ بندے کو جو کچھ اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو پونہچانا یہ عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور الیان کے فرض ہونیکی کیفیت سید مصطفی نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو چھتیس مین لکھی ہی کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب اودھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین سب تحت حور وقصور سے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون ای سید محمد اسمعیل دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ حضرت آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسی نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو ای سید محمد شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس رنگ سے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھہ امامت کرکے نماز دوگانہ ادا کی کہ پہلی میں سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادا ے نماز یہ دعا پڑھی اللہم احینا مسکینا وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتك
یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانون کو نہوتی
اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدی کو رسول تشریعی جانتے ہین پس عقیدہ
مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت اور نص قطعی قرآنی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا اور اگر عناداً اب بھی اصرار کرین کہ تشریع
بے نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہوچکا ہی کہ احکام
شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہر حال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہی کہ جس سے
بطلان مذہب ظاہر و باہر ہی **قولہ** اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین
کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو مگر مشکوٰۃ خاتم اولیا
سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب یہ تبعیت نہین
ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے اوتر کر ہی تو ایک وجہ سے برتر ہی انتہی اور پھر بعد چند
سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی ایک
دوسرے سے مگر مشکوٰۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود ہین
جیساکہ فرمائے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی
سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جب کہ آدم درمیان
پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہوے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی
ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی رحمۃ اللہ
علیہ سے نقل کیا کہ اونھون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے مقام مین
لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی
ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی اس احدیت
جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی حقیقت خاتم
انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہو پس خاتم اولیا
کو حضرت رسالت مآب کے ساتھ نسبت جزو کی ہو کل کے ساتھ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہو کہ الکل اعظم
من الجزو اجلی بدیہیات سے ہو اور مساوات جزو کی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہو پس مہدوی لوگ ہرگاہ کہ
اقرار کرتے ہیں کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہیں اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہیں رکھتے ہیں اور ذات
حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہو کہ وہ ولی و نبی و رسول ہیں پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا
رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہو اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہو کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدی کے ہیں
گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہیں اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہیں ہو کہ وہ خزانہ اوسکا
ہو چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تمثیل دی ہو اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہیں آتی
ہو اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہیں ہو چنانچہ بدر کے قیدیوں کے مقدمے میں حضرت عمر فاروق
کی تجویز نے حضرت کی تجویز پہ ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے میں صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام
فصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہو کہ یہاں فضل جزوی بھی نہیں ہو اسلیے کہ فضل جزئی
اوسے کہتے ہیں کہ مفضول میں ایک بات پائی جاوے کہ افضل میں ہووے اور یہاں ولایت محمدیہ ذات اقدس
محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا میں نہیں آئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ
کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض
نفسانی سے ہو ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہو گئے بلکہ مطلب یہ ہو کہ خاتم اولیا مقام ولایت میں قدم
محمدی پہ ہیں اور ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہو کہ اوسیکا عکس و ظل ہو پس خاتم اولیا کو فضل جزئی
اس مقدمے میں نہوا بلکہ اس وصف خاص میں حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی و
تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل
ہوئی ہو احکام اصل کے اوس پر بھی جاری ہوتے ہیں یہانتک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہیں اس
فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہیں بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی
کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہیں اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہیں
اور منشا افادے کا اصل ہو اور بس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص میں لکھتے ہیں کہ وھو حسنۃ
من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ وسید ولد آدم

فی فتح باب الشفاعۃ یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات اور حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ایسے محمد کہ پیشواے جماعت اور سردار اولاد آدم ہین دروازۂ شفاعت کے کھولنے مین انتہی اور ظاہر ہی
کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہی اور شیخ اکبر گر برابری کا اعتقاد رکھتے
تو حسنۃ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکیہ مین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب
تین سو بیاسی ہین کہ معرفت منزل خولیتم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر کرکے فرماتے ہین کہ ومنزلتہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلۃ شعرۃ واحدۃ من جسدہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہی
حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایۃ المحمدیۃ المخصوصۃ بھذا الشرع
المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وھو فی الرتبۃ دون عیسی لکونہ رسولا
یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھہ ایک ختم خاص ہی کہ وہ رتبے مین کم ہی عیسی
علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین آب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر جب کہ خاتم اولیاے محمدی کو حضرت عیسی
علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام
اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدویون سے
سراسر مخالفت رکھتے ہین **قولہ** اور شارحون سے اسکے اس مسئلے مین خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے
خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت وجماعت کے اختلافی ہی جیسا کہ تعیین مین
شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمۃ اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ ظاہر کلام سے
شیخ مؤیدالدین جندی رح کے یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ شرف الدین داؤد
قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ کمال الدین عبدالرزاق
اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب مفاتیح الاعجاز تحت
اس بیت کے لکھتے ہین **شعر** ازو عالم شود پر عدل و ایمان ۞ جماد و جانور یابد ازو جان ۞ بہت کاملان سابق
ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت صرفہ پر نے
تعیین پڑی کا ہی انتہی لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی
معین اور مقرر ہی اسیطرح ہی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مین باب اشراط الساعۃ مین **جواب فصوص**

اور اوسکے شروح سے سواے فصل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالتمآب پر اور کچھ ثبات نہین ہوتا ہی
بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سواے فصل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہین
ہی اور فصل جزوی سے بالکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فصل جزوی خواہ علماے اہل سنت مین اختلافی ہو خواہ
اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فصل جزوی بھی جیسا ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہون
اور مہدی سید خان جونپوری کے سنئے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ
اس کتاب سے خصوصًا باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی
ہی اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث مین نہین ہی اور محدثین کے نزدیک یہ
یہ قصہ غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فصل ملحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین
ہین اور اون مین بہتر سب سے ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن
پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مومن ہی آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل
نہین ہی بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص
مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیاے متقدمین پر منکشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ
محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول نے کہ مشائخ طبقۂ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھون نے
اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل دعوی
نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی
الکولائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت باریک
جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کا
نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب
اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوے سے پلٹ کر تائب ہوگئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد
بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
ہی لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی
اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا ختم

خاتم الاولیا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کے صریح کلام و تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین نہ مہدی

الولاية دون شكٍّ لورث الهاشمي مع المسيح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات ملیہ کے
تہترویں باب مین بہ تفصیل تمام مذکور ہین اور فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نبوت کی مثال یون فرمائی کہ گویا ایک محل ہی اینٹ کا کہ تمام تیار ہوچکا ہی مگر ایک اینٹ کی جاے
خالی ہی اور مینے اس اینٹ کی جاے ہوکر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیساکہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہی اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہی لیکن وہ
اُس دیوار مین جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاے خالی
ہی اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہوکر دیوار مذکور کو پورا کردیگا اور خاتم اولیا اپنے تئین دو اینٹ
دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہی کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہین اور
ایک جہت رکھتے ہین کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہین اور بس اسواسطے اپنے تئین ایک
اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہی بلکہ تابع ہی شریعت خاتم المرسلین کا اور
احکام الٰہی ظاہر مین بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہریہ بشکل چاندی کی
اینٹ کے نظر پڑینگے اور یہ بسبب قرب مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل
کرتا ہی یہ تعریف والہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ تھی
کہ احکام ایک ہین مگر اونکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلے راویون اور استادون
ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام
خاتم اولیا کو پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہوا اور فتوحات کے شروع مین لکھا ہی کہ ابو یزید
بسطامی فرماتے ہین کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لا یموت سے حاصل
کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے
ہین کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہی اور سب پر ظاہر ہی اسواسطے چاندی سے مشابہ کہا اور
احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہی یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل
اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اسکو سلسلة الذہب نام رکھتے ہین اور
دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہی اور دونون رسول خدا تک پہونچتی ہین اس نام کر ملقب نہین کرتے

ایسی ہی اگر شیخ اکبر نے احکام الٰہی جو بواسطۂ حضرت رسالت اور اوبیان حدیث سے پہونچے تو ان احکام کو باین
حیثیت با اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالیٰ سے پہونچے تو سونے سے تشبیہ
دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین او سے حدیث نبوی کہتے
ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین او سے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل اسواسطے کی
گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو چاندی
کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہی بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے سے تشبیہ دی ہی
علاوہ یہ کہ جو شبہہ بھی ظاہر ہی جیسا کہ ما قبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا القصہ شیخ اکبر نے
نصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے یہ خواب دیکھا اور مجھکو
اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جگہ سے منطبع ہو گیا
اور مجھسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعد مینے اوس زمانے کے مشائخ کے
سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی تھی علامہ
قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ کے مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم
ولایت مقیدۂ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسیٰ ع ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپ تک
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجھکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کے کہ مجھ مین اور اون مین ہی پس حضرت سید نے اون سے فرمایا کہ یہ تمھارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہی اور
تیرہوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہی کہ اوس سے اللہ تعالیٰ
ولایت مطلقہ ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہی کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرماویگا لیکن خاتم ولایت
مطلقہ عیسیٰ ع ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی اون پر
بند کر دی گئی ہی پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم ہو کر
بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے نبوت
تشریعی نہین ہی اگرچہ بعد حضرت کے عیسیٰ کہ رسول ذو العزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس وصف
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسیٰ ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسیٰ ہین یہان مراد نبوت اختصاص
ہی پس حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھہ اور ایک حشر رسولون کے ساتھہ اور لیکن ختم ولایت
محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے
مین آج کے دن موجود ہی ملے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالی نے اپنے
بندون کی آنکھون سے اوس مین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ میینے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور
وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو
باطن سے متحقق ہوتے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نبوت تشریع ختم کردی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی تھی نہ وہ
ولایت کہ دوسرے انبیا سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ کے اور بعضے عیسیٰ کے
سو یہ اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس
خاتم محمدی کے نہ پایا جاوے گا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی
نہ پایا جاوے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون
کے قلب پر تھی اور میینے عبد اللہ اور اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور اونھون نے ان دونون کے
واسطے دعا کی اور یہ دونون مستفید ہووے وللہ الحمد انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت
مطلقہ کا آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے
اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت
تشریع سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین آور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا
کہ دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور ختم
مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتونکا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے
اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم مشابہ ہین
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیاء ورسولون
کے احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

نہیں ہیں اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور عترت سے ہیں اور خاتم حضرت کے سلالہ جسمیہ سے نہیں مگر
بلکہ سلالہ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہے انتہی مختصراً علامہ قیصری شرح فصوص میں اس مقامات کو نقل کر کے فرماتے ہیں
کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہیں یعنی اسی رضی اللہ عنہ غرض کہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مہدی کا
خاتم اولیا نہیں ہونا مسلم اور یہ مسئلہ تابع فیہ جونپوری کے ہیں کہ شیخ اکبر جو کچھ لکھتے ہیں لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہیں پس ثابت ہوا کہ شیخ
محمد جونپوری کے نزدیک مہدی کا خاتم اولیا ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے باوجود اسکے ناحق اپنی اوقات
ضائع کر کے صفات خاتم اولیا کی اپنے پیر پر جماتے ہیں الحمد للہ کہ رد مذہب تو مہدویہ کا تمام و کمال ہو چکا
اور ابتداے کتاب سے یہاں تک صدہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص و عیوب شرعیہ انکے مہدی
کی ذات و صفات میں ثابت و لازم ہوئے کہ جب تک اون میں سے ایک چیز بھی بلا جواب رہیگی ثبوت
مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغۃ

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیہ مہدویہ کا ہے

جو کہ کلام سابق میں شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہیں کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاے محمدیین کے نہ پایا جاوے گا مراد اوس سے یہ ہے جیسا کہ دوسرے مقامات
فتوحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال نہ پایا جاوے گا بلکہ اگر ہوگا تو
یہ مقام بواسطہ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اونکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اپنے واسطے
خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہے جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسی
اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام الٰہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ اکبر
چھبیسویں باب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص ہے شرع محمدی سے ایک ختم خاص
ہے کہ رتبے میں حضرت عیسی سے کم ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی رسول ہیں اور یہ خاتم ہمارے زمانے میں
ہو چکے ہیں اور میں نے اونکو دیکھا بھی ہے اور علامت ختمیت کی بھی اون میں دیکھی ہے پس کوئی ولی
بعد اونکے نہیں ہے اور اگر ہوگا تو انہیں کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہوگا تو انہیں کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسی علیہ السلام
پس نسبت جس ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہے کہ بعد محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا مقتدیہ نبوت میں مانند الیاس اور عیسی اور خضر علیہم السلام کے ہے

انتہی اور باب تین سو تیرہ مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہے بلکہ وہ عالم مین ایک ہی ہے کہ اوسپر اللہ تعالی
ولایت محمدیہ ختم کرے گا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہے پھر ایک خاتم اور ہے کہ ولایت
عامہ کہ آدم سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہے اوسپر ختم فرماوے گا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین سو
بیاسی مین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہے ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے
حکم مین عیسی اور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر امت سے ہے سب داخل ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود خاتم ہین لیکن
مختوم ہین تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجکو شہر فاس مین کہ بلاد مغرب سے ہے
سنہ پانچ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور مین اوسکا نام
نہین بیان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا علیہم السلام داخل ہین
اور ولایت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہے اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور خضر اور عیسی کو بھی ولایت محمدیہ ہے
کہ اس خاتم محمدیہ کے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات کی ہے معلوم ہوا
کہ چورانوے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور باب پانسو
ستاون مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول ٭ ولیس لہ فی
العالمین عدیل ٭ ہو الروح وابن الروح والام مریم ٭ وہذا مقام ما الیہ سبیل ٭
فینزل فینا مقسطا حکما بنا ٭ وما کان من حکم لہ فیزول ٭ فیقتل خنزیرا ویدمغ
باطلا ٭ ولیس لہ الا الالہ دلیل ٭ الابیات جان تو کہ منجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رسولون کو اون کی امت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے
متجاوز ہو کر آدھا بشر ہے اور آدھا فرشتہ ہے اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہے اور اللہ تعالی نے اوسکو
اپنی طرف اوٹھا لیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کر کے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق
امت محمدی مین حکمرانی کرے گا اور نہ ختم کریگا مگر ولایت انبیا و رسل کو اور ختم اولیاے محمدی ختم کریگا ولایت اولیا
کو تا کہ فرق مراتب ہے درمیان ولایت ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر
کے ہو کر اوترینگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا اونکے بھی خاتم ہونگے اگرچہ وہ زمانے مین متقدم ہین جیسا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد اونکے اوترینگے اور رتبہ انکا جنہنے اپنی کتاب
عنقاے مغرب مین ذکر کیا ہے کہ اوس مین اونکا بھی ذکر ہے اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس فقرے سے یہ ہے کہ ختم کریگا

مگر ولایت انبیا و رسل کو یہ ہے کہ ولایت انبیا و رسل خواہ انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے
اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس تقریر سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو
یہ ہے کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جب امت
مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھنے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت
ولی امت و ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوے ولایت ورثا انبیا و رسل کو اور ولایت
ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوے تھے اور خاتم اولیاے
محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہوے نہ ولایت
ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم عیسی
علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اون ہین داخل ہین اور جواب
اس شبہہ کا کہ جب کہ عیسی ورثا انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی وہی خاتم
ہوے ماقبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے احکام و
خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی
خاتم علحدہ اور ممیز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق اور لاحق کہ کئی
مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہے نسق و نظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام
الحمد للہ منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تایید و فضل سے شہر
رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پہونچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق
اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی موجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرماکر نافع اور مفید
خلائق کرے اور اس بندہ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور وسیلے سے اس عالم مین
ہدایت و عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرماوے آمین یا رب العالمین ربنا
آتنا لنا السلامۃ والعافیۃ واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ رسالہ ہدیۂ مہدیہ اواخر جمادی الآخرہ ۱۲۹۴ ہجری مطبع نظامی مین واقع کانپور مین چھپکے طیار ہوا